

ترویج العیضین فی ردّ تور العیضین

ترک رفع یدین ایک تاریخی دستاویز

500 سے زائد کتب اور قلمی مخطوطات سے ماخوذ ① محدثین کے آراء سے مزین ②
اسلامی الرجال، حدیث اور اصول حدیث کا ذخیرہ ترک رفع یدین پر
تمام اعتراضات کا تحقیقی جواب

✍️ نالیجہ: فیصل خان

ذوالحجۃ

فائزہ بٹ

رویش

Mobile: 0322-5086677

0334-5066677

اسلامیہ پبلیکیشنز

ترویج العینین فی رد نور العینین

ترک رفع یدین

ایک تاریخی دستاویز

500 سے زائد کتب اور قلمی مخطوطات سے ماخوذ محدثین کرام کے تراجم سے مشتمل

اسماء الرجال ۱۱ حدیث اور اصول حدیث کا ذخیرہ ۱۱ ترک رفع یدین پر

تمام اعتراضات کا تحقیقی جواب

محمد نالیق، فیصل خان

باہتمام: پروفیسر ذوالفقار حسین

دارالتحقیق، فاؤنڈیشن

Mobile: 0322-5086677

0334-5086677

راولپنڈی سے

ایڈوانسز

محمد کامران حسن بٹ الیڈ وکیت ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

راستہ صلاح الدین کمرل ایڈ وکیت ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842178

مجلس کے ہتھے

اسلامک بینک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5536111

احمد بینک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

مکتبہ بابا فرید چوک ہنس فیر پاکستان شریف 0301-7241723

مکتبہ قادریہ برائے سبزی منڈی کراچی 0213-4944872

مکتبہ برکات المہدیہ بھادر آباد کراچی 0213-4219324

مکتبہ فونیہ ہول سیل کراچی 0213-4926110

مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی 0213-2216484

مکتبہ اسلامیہ تحصیل آباد 041-2631204

مکتبہ العطاریہ لنکا روڈ صادق آباد 0333-7413487

مکتبہ سنی سلطان حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ 055-4237699

مکتبہ المجاہد بھیرہ شریف 048-5691763

رائل بینک کمپس کمیٹی چوک اقبال روڈ راولپنڈی 051-5541452

مکتبہ فیضان سنت یوہل گیمپ ملتان 0306-7305026

مکتبہ فونیہ عطاریہ اوکاڑہ 0321-7083118

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
7	انتساب
8	پیش لفظ
10	مقدمہ
13	۱۔ حدیث ترک دفع یدین حضرت ابن مسعود
14	سنن ترمذی میں ضمن صحیح کے الفاظ کا ثبوت
15	سنن ترمذی، دارالکتب المصریہ کا قلمی نسخہ
18	علامہ یحییٰ کی شرح اپنی داؤد کاغذ
16	امام ابو داؤد کی جرح کی حقیقت
18	سنن ابی داؤد سننے والے متاثر راوی
19	سنن ابی داؤد کا نسخہ خطیب البغدادی
22	سنن ابی داؤد کے لاکھوں کے نسخہ کی اہمیت
33	تدلیس سفیان ثوری اور طبقہ تابع
39	تدلیس سفیان ثوری اور غیر مقلدین
39	تدلیس سفیان ثوری اور عرب محققین
43	طبقات المدلسین کا نگار
46	سفیان ثوری کی تدلیس پر علمی بحث
48	تدلیس پر امام شافعی کے قول کا جائزہ
49	امام شافعی اور مسئلہ تدلیس

51	امام شافعی کے قول کی تحقیق
62	مدرسہ راوی کا حکم
64	سفیان ثوری کی تہ لیس اور محدثین کرام
70	عناہ نقیہ لیس فی سنیۃ اللہ لیس
80	تہ لیس پر محدثین کرام کے حوالوں کی حقیقت
83	تہ لیس پر غیر محدثین کے حوالوں کی حقیقت
91	تہ لیس پر علماء اہل سنت کے حوالوں کی حقیقت
114	تہ لیس اور آل دیوبند کی تحقیق
116	تہ لیس اور علماء اہل سنت کی تحقیق
123	عرب محقق مسخر بن غرمہ اللہ تعالیٰ کی حتمی رائے
127	حدیث حضرت ابن مسعود کے شواہد
140	سفیان ثوری کی تہ لیس نہ کرنے کے اعلیٰ ثبوت
144	حدیث حضرت ابن مسعود پر محدثین کے اعتراضات کا جائزہ
183	حدیث ابن مسعود اور محمود محدثین کرام
187	فکاہ قحین بجا اب اکابر اربعین
195	مذکورہ حدیث علماء الدین و علماء اہل سنت کی توثیق
206	حدیث حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہونے کا ثبوت
208	حدیث ابن ابی نعیم سے روایت ہونے کا ثبوت
229	حدیث ابن ابی نعیم سے روایت ہونے کا ثبوت
237	حدیث ابن ابی نعیم سے روایت ہونے کا ثبوت

261	یزید بن ابی زیاد پر تیسرے اعتراض کا جائزہ
264	یزید بن ابی زیاد کی متابعت
272	یزید بن ابی زیاد پر چوتھے اعتراض کا جائزہ
274	یزید بن ابی زیاد پر پانچویں اعتراض کا جائزہ
276	یزید بن ابی زیاد پر چھٹے اعتراض کا جائزہ
281	۳۔ حدیث ترک رفع یدین حضرت ابن عمرؓ۔ سند ابی حمزہ
283	سند ابی حمزہ کی احادیث کا عکس
286	۴۔ ترک رفع یدین۔ المدون الکبریٰ کی حدیث کا جائزہ
288	المدون الکبریٰ کتاب کی سند
291	ابو حنن الحدادی جمع کا تحقیق جائزہ
296	المدون الکبریٰ کے راوی حمون بن سعید کی توثیق
299	۵۔ ترک رفع یدین۔ اخبار المقباء کی حدیث کا جائزہ
312	۶۔ ترک رفع یدین۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث کا جائزہ
320	۷۔ حضرت ابن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث کا جائزہ
322	ابن ابی لیلیٰ کی توثیق
329	حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی لا ترفع والی حدیث کا جائزہ
332	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی حدیث کا جائزہ
338	حضرت عمرؓ اور ترک رفع یدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بہرہ ناز جزا پہلی اس حقیر کو

محدث فقیہ الامت امام اعظم

نعمان بن ثابت ابو حنیفہ

کے نام انتساب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

جن کے بالینی لوضات سے

بہرہ ناز جزا کو مطالعہ حدیث کا شوق ہوا۔

مگر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم المسند والجماعت

فیصل خان

(راولپنڈی)

355	ابراہیم الحنفی اور تہ لیس
360	حدیث عمری فصیح
361	حضرت علی اور ترک دفع یدین
381	حضرت ابو حریرہ اور ترک دفع یدین
386	حضرت عبداللہ بن مسعود اور ترک دفع یدین
399	حضرت عبداللہ بن عمر اور ترک دفع یدین
400	ابو بکر بن عباس کی توفیق
411	حضرت ابراہیم الحنفی اور ترک دفع یدین
413	حضرت قیس بن ابی عامر اور ترک دفع یدین
416	حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور ترک دفع یدین
418	امام قسسی اور ترک دفع یدین
419	اصحاب ابن مسعود اور اصحاب حضرت علی کا ترک دفع یدین
424	حضرت سعید بن جبیر اور ترک دفع یدین
425	حضرت عباد بن عبداللہ اور ترک دفع یدین
428	قرن اولیٰ کے فقہاء کا ترک دفع یدین
429	سلیان بن حنیفہ اور ترک دفع یدین
429	سلیان ثوری اور ترک دفع یدین

بیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين
محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ کہ وہ اللہ کے حفاظت والے ہیں۔ اس قرآن کو جو نازل کیا اور علیہ السلام ہی اس کے حفاظت میں۔ تا قیامت دینِ حق کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ اور وہ سبھی اہل کتاب اور کفار سے اس دینِ حق کی حفاظت کرتی رہی ہے اور قیامت تک کرتی رہے گی۔ اور وہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے کس کی ممانعت نہیں ہے۔ وہ ذات جب بھی چاہتی ہے کسی سے بھی دینِ اسلام کی خدمت لے سکتی ہے۔

مبارکباد کہ مستحق ہیں جو ان سکارہ محفل جناب فیضی خان صاحب کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دین معظّمہ الاسلام کی خدمت کی سعادت عطا کی۔ اور یہ نایاب اور شام کا کتاب آج ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب ان کی سال ہا سال کی محنت اور کاوش کا نتیجہ ہے اور اس کو یہ نایاب مصروف لوگوں میں سے نہ ہر محفل کی خدمت ان کے حصہ میں آئی۔

میں پروفیسر ذوالفقار حسین، بحیثیت ممبر دارالتحقیق کا قلم نشین رہا ہے تمام ممبران کی طرف سے شکر گزار ہوں جناب محقق المحترم باپ اہل سنت استاذی مکرم مفتی محمد خان قادری صاحب کاکہ انہوں نے ہمیں توجہ دلائی اور دارالتحقیق کی صورت میں ایک ادارہ کی بنیاد رکھی گئی۔ الحمد للہ ادارہ کی دوسری کتاب زیر طبع ہو کر مشتاقانِ بحال حبیب گریہ کے ہاتھوں میں ہے۔ ادارہ ان تمام مخلصین محسنین اور معاونین کا بھی شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کی طبع میں اپنے تمام وسائل سے ہماری معاونت کی۔ آمین اللہ

پروفیسر ڈاکٹر الفکار حسین

ممبر دارالانتھیق (فلاؤنڈیشن) راولپنڈی

professorkhokhar@yahoo.com

401

تمام تعریفیں اللہ وحدہ لا شریک کے لیے ہیں اور لاکھوں درود و سلام نبی کریم ﷺ کی ذات پر۔ گزشتہ چند برسوں میں جس قدر مذہبی تعصب میں اضافہ ہوا اسکی مثال کم ہی ملتی ہے۔ امت مسلمہ کا یہ ہمیشہ سے اصول رہا کہ اپنی حقیقی پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو بھی صواب پر سمجھا جائے۔ مگر افسوس کے اس اصول پر عمل کرنا معدوم ہو گیا ہے۔ پاک و ہند میں ایسے فروغی اختلاف اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہے۔ عام لوگوں کو مسئلہ رفع یدین اور تقلید پر اس قدر الجھا دیا گیا ہے کہ انھیں اپنا مذہب غلط نظر آنے لگا ہے۔ مسئلہ رفع یدین پر عام آدمیوں کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات دکھا کر ان کو فقہ حنفی کے غلط ہونے کا احساس دلایا جاتا ہے۔ اور پھر انھیں غیر مقلدیت یا ظاہریت کی طرف دعوت دی جاتی ہے اور سیدھے سادھے لوگوں کے پاس غیر مقلد ہونے کے سوا کوئی راستہ نہیں رہ جاتا۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آخری وقت تک اختلافی رفع یدین کیا۔ مگر صحیح بخاری اور صحیح مسلم یا کسی صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ سے آخری وقت تک رفع یدین ثابت نہیں۔ لہذا اگر کوئی غیر مقلد بھولے بھالے لوگوں کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دکھا کر تنگ کرے تو آپ حدیث میں آخری وقت تک رفع یدین کے الفاظ کا مطالبہ کریں۔ اگر کوئی چالاکی کرتے ہوئے حدیث میں لفظ ”کسان“ سے ماضی استمراری پر دلالت کرے تو اس کا یہ موقف اصول کے مطابق غلط ہے کیونکہ بہت ساری احادیث میں لفظ کان سے ماضی استمراری یا عتیقی پر دلالت نہیں ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہوشیاری کرتے ہوئے یہ کہے کہ صحابہ کرام یا فلاں یا فلاں تابعین بھی رفع یدین کرتے تھے جسکا مطلب یہ ہے کہ رفع یدین ہمیشہ رہا تھی تو صحابہ کرام اور تابعین کرام نے رفع یدین کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کتاب میں صحیح سند کے ساتھ بہت ساری روایتیں بیان کی گئی ہیں جس میں صحابہ کرام اور

تاہم میں نے ترکِ رفعِ یدین پر عمل کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ترکِ رفعِ یدین پر عمل رہا ہے۔ لہذا غیر مقلدین حضرات کے مناظرانہ سوالات سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے مسلک کی حقانیت پر دل کو مطمئن رکھیں، کیونکہ کبھی انسان بات کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر پاتا جبکہ مطلب یہ نہیں کہ آپ اپنے صحیح مسلک کو ترک کر کے بے ادبی اور گمراہی کے گڑھے میں جا گریں۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

اگر کوئی عام بندہ کسی منہی عالم سے مسئلہ رفعِ یدین کے بارے میں پوچھ لے تو اکثر علماء رفعِ یدین کرنے اور رفعِ یدین نہ کرنے دونوں کو صحیح کہہ کر جانِ خلاصی کر لیتے ہیں۔ اس جواب سے عام بندہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر رفعِ یدین کرنا بھی جائز اور نہ کرنا بھی جائز ہے تو کیوں صحیح بخاری کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے رفعِ یدین کیا جائے اور وہ اب کیا جائے اس طرح غیر مقلدیت کی طرف یہ پہلی سیڑھی ہلتی ہے۔ لہذا اس طرح کے جوابات جو کہ نامکمل ہوں ان سے اجتناب یا پرہیز کرنا چاہیے۔ سیدھے سادھے لوگوں کو بات پوری وضاحت اور تفصیل اور احادیث کی روشنی میں بیان کرنی چاہیے کہ اگر ہم ترکِ رفعِ یدین کرتے ہیں تو کیوں کرتے ہیں اور اسکی کیا وجہ ہے۔

اسی طرح بے شمار لوگ حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد حرمین شریفین میں نماز دیکھ کر رفعِ یدین کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر اس طرح کے دوستوں سے گزارش ہے کہ حرمین شریفین میں زیادہ تر لوگ فقہ حنبلی کے مقلد ہیں۔ اور اسی تقلید کی وجہ سے وہ رفعِ یدین کرتے ہیں۔ اہم بات تو یہ ہے کہ حرمین شریفین میں تراویح میں رکعات ادا کی جاتی ہے، ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ہی سمجھتے ہیں تقلید کو جائز کہتے ہیں۔ تو کیا ان بھولے بھالے لوگوں کو ان کا قائل نہیں ہونا چاہیے۔ کیا وجہ ہے کہ صرف رفعِ یدین دلائلِ خلاف

الامامہ اور اہلِ حق پر ہی عمل ہوتا ہے؟

میں اس بات کا برملا اظہار کرتا ہوں کہ ہندوستان میں حدیث اور اسماء الرجال کا مطالعہ کم رہا ہے جسکی متعدد وجوہات ہیں۔ اور اسماء الرجال کا علم تو آج کل بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ جس کا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے علماء غیر مقلدین نے احناف پر کاری ضرور لگائی۔ اور جس کی وجہ سے کافی لوگ اپنا مسلک چھوڑ کر غیر مقلدیت کی طرف مائل ہوئے۔ مگر حد تو یہ ہے کہ آج کل رفعِ یدین کے بغیر نماز کو نامکمل، ناقص اور خلافِ سنت کہا جانے لگا ہے جو کہ جہالت اور کم علمی ہے۔ اسی لیے راقم نے مسئلہ رفعِ یدین کو واضح کرنے کے لیے ترویجِ اہلِ حق کتاب لکھی تاکہ عام لوگوں پر اس مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے کہ احناف کی نماز الحمد للہ احادیث نبوی ﷺ کی عین مطابق ہے اور اس مسئلہ میں ہمارے پاس کافی دستانی دلائل موجود ہیں۔ اور ان دلائل کا انکار صرف متعصب شخص کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ اس کتاب ہذا میں غیر مقلدین کی مسئلہ رفعِ یدین پر لکھی ہوئی تقریباً تمام کتابوں کا رد ہے۔ اگر کسی کو بھی ترکِ رفعِ یدین کے مسئلہ پر کوئی بھی اشکال یا سوال ہو تو ان شاء اللہ اس کتاب میں وہ اس کا جواب موجود پائے گا۔

غیر مقلد زبیر علیہ کی کتاب نورِ اہلِ حق فی مسئلہ رفعِ یدین کے جس مقام سے اختلاف ہوا، وہاں میں نے مسلکی حمایت کی بجائے محدثین کرام کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت ہی حدیث اور اسماء الرجال پر کلام کیا اور ادب کا دامن تھامے رکھا ہے۔ اگر کسی کو میری کتاب کا جواب لکھنے کا شوق ہو تو صرف اصولوں کے تحت ہی جواب دیا جائے۔ اگر اعتراض علمی ہو تو ضرور اسکی اصلاح کروں گا کیونکہ میں تقلیدِ حامد کے خلاف ہوں۔ اور اگر کسی نے صرف طعن و تنقید کا نشانہ بنایا تو یہ اس کے لا جواب ہونے کی دلیل ہوگی۔

تحقیق کے میدان میں تشدد اور مسلکی تفاوت کے خلاف ہوں۔ بہری اس تحریر

میں اگر کوئی سخت الفاظ میں تو اس کے ذمہ دار زہیر علیہ السلام صاحب خود ہیں۔ میں نے اپنی ابتدائی کتابوں میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھا، مگر زہیر علیہ السلام نے اپنے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے جس قسم کی گندی زبان استعمال کی اس سے اللہ کی پناہ۔ ایسے الفاظ استعمال کرنا کسی عالم کے شایان شان نہیں۔

میری انتہاء ہے کہ جہاں کہیں اس کتاب میں کوئی غلطی یا تسامع نظر آئے تو مجھ پر جھوٹ کی تہمت لگانے کی بجائے میری رہنمائی کیجئے گا۔ میں نے تصدا کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس سے مجھ پر جھوٹ کا الزام لگایا جاسکے۔ مزید یہ کہ صحیح مسلم کی حضرت جابر بن سمرةؓ والی حدیث پر تفصیلی کام سنجیدہ شائع ہوگا۔ اس مضمون میں کئی کتابوں کے مختلف ایڈیشن سے استفادہ کیا ہے لہذا حوالہ جات کا فرق بھی ہو سکتا ہے۔

میں ان احباب کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہمارا ساتھ دیا۔ مولانا محمد آصف قادری، مہتمم جامعۃ انوار القرآن، 10/1-1 اسلام آباد کی وساطت سے مفکر اسلام علامہ پیر سید تراب الحق شاہ قادری صاحب نے اس کتاب کی اشاعت میں خصوصی طور پر تعاون فرمایا۔ اس تعاون کے لیے ہم ان کے ممنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس طرح کے لوگ اہل سنت میں قائم اور دائم رہیں تاکہ مسلک اہل سنت کے مزید اشاعت ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو لوگوں کے لیے راہ ہدایت بنائے اور ہماری اس حقیر کاوش کو اپنے دربار عالیہ میں قبول و منظور فرمائے۔ (آمین)

فیصل خان۔ راولپنڈی

Ph: 0321-5501977

حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ

حدثنا هناد نا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه قال قال عبد الله بن مسعود الا اضل بيكم صلاة رسول الله ﷺ فصلی فلم يرفع يديه الا لمي اول مرة.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول پاک ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پس آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں کیا۔ ایک مرتبہ۔

تخریج:

- | | |
|------------------------------|-----------------------------------|
| (۱) ترمذی/۱/۵۹ | (۲) نسائی/۱/۱۱۷ |
| (۳) سنن ابی داؤد/۱/۱۰۹ | (۴) مسند امام احمد/۱/۳۸ |
| (۵) مصنف ابن ابی شیبہ/۲۳۶ | (۶) سنن الکبریٰ بیہقی/۲/۷۸ |
| (۷) لمحاوی/۱/۱۶۲ | (۸) البدیع الکبریٰ/۱/۶۹ |
| (۹) کنز ابن حرام/۳/۳۶۵ | (۱۰) التبیہ/۹/۳۱۵ |
| (۱۱) مسند ابی یحییٰ/۵/۳۶-۱۳۸ | (۱۲) تاریخ بغداد/۱۱/۳۴۰ |
| (۱۳) نصب الراية/۱/۳۹۳ | (۱۴) تیسیر الوصول/۱/۳۲۶ |
| (۱۵) مجمع الفوائد/۷/۷۳ | (۱۶) جامع المسند ابن کثیر/۲/۲۶۱ |
| (۱۷) اشعاف المبر/۱۰۴/۳۹۲ | (۱۸) مختصر الاحکام الملطویٰ/۲/۱۰۳ |

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین کی یہ حدیث واضح دلیل ہے۔ احناف کا ترک رفع یدین کا دعویٰ "نعم لا یعود" کے بغیر بھی ثابت ہوتا ہے۔ لہذا اس حدیث پر "نعم لا یعود" کے الفاظ کی زیادتی کا اعتراض قابل قبول نہ ہوگا۔

زہیر علیہ السلام نے مسئلہ رفع یدین پر کتاب نور العین ص ۱۳۹ تا ۱۴۲ پر

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع امیدین کی حدیث پر مختلف اعتراضات درج کیے ہیں۔ مگر یہ علمی اور تحقیقی فقدان ہے کہ ان اعتراضات کا قنداق جائزہ لینے کی بجائے صرف لفظ در لفظ پر ہی اکتفا کیا۔ اس مضمون میں یہ کوشش ہوگی کہ ان نقائص کی تحقیق کی جائے جو عرصہ دراز سے علمی حلقوں کا دھار ہیں۔ درج ذیل نقائص پر ہوگا۔

(۱) سنن ترمذی کے مخطوط میں ”حسن صحیح“ کا ثبوت

(۲) امام ابوداؤدؒ کی جرح کی حقیقت

(۳) سنن ابی داؤد کے قلمی نسخوں / مخطوطات کی تحقیق

(۴) امام سفیان ثوریؒ کا طبقہ ثانیہ کے بارے میں تحقیقی جائزہ

(۵) تہ لیس پر زبیر طبریزی کے ادہام

(۶) محدثین کرام کے اعتراضات کا علمی جائزہ

(۷) امام سفیان ثوریؒ کی حدیث کے شواہد

(۸) امام حاکم کی مدلسین کی طبقاتی تقسیم

سنن ترمذی میں ”حسن صحیح“ کا ثبوت

دیگر محدثین کرام کی تصحیح طرح امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو ”حسن صحیح“ لکھا ہے۔ راقم کے پاس سنن ترمذی کا ایک عمدہ اور نفیس قلمی نسخہ کا عکس محفوظ ہے۔ اس نسخہ پر صحت غالب اور خطا کم ہے۔ جس کا اقرار علامہ احمد شاہ کرمیؒ نے مقدمہ ترمذی ص ۷ پر بھی کیا ہے۔ علامہ احمد شاہ کرمیؒ نے اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ”وہی نسخہ جیدۃ بعلب علیہا الصحتہ و عطاؤہا قلیل“۔ یہ قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ کی لائبریری میں رقم ۶۳۸ حدیث کے تحت موجود ہے اور اس مخطوطہ کی کتاب ۳ رجب ۱۲۶ھ کو ہوئی۔ اس نسخہ کے خصوصیت ہے کہ اس کی ہر حدیث کے اختتام پر دائرہ چاہا ہوا ہے اور ان دائروں میں نقطے لگے ہوئے ہیں۔ ان

دائروں اور ان میں لگے ہوئے نقطے کی اہمیت کیا ہے؟ حافظ ابن کثیر اور خطیب بغدادیؒ کے اقوال سے وضاحت کرتے ہیں۔

قال الخطیب بغدادی: وبسمی ان یترک المداخرۃ غفلاً فاذا قابلیہا لقط فیہا نقطۃ۔ (اختصار علوم وچند حدیث ص ۱۳۰ حاشیہ ابن کثیر۔ الجامع فی الاطلاق الراوی و آداب السامع ۱/۲ ص ۷۰۔ خطیب بغدادیؒ)

ترجمہ: خطیب بغدادیؒ نے کہا: دائرے کو خالی چھوڑنا چاہیے پھر جب اس کی مراجعت کرے تو اس میں نقطہ لگا دے۔

میرے پاس جو سنن ترمذی کے قلمی نسخے کا عکس ہے اس کی ہر حدیث کے آخر میں دائرہ چاہا ہوا ہے اور ان دائروں میں نقطے لگے ہوئے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ صحیح ترین اور اصل نسخہ سے مراجعت والا نسخہ ہے۔ لہذا اس نسخہ میں ”حسن صحیح“ کے الفاظ کا انکار ممکن نہیں ہوگا۔

جامع ترمذی دارالکتب المصریہ کے قلمی نسخے کا عکس

عبداللہ بن مبارک حسنہ نقاد کتب عن سفیر عن عامر
ابن حارث عن عبد الرحمن بن اسود عن عاصمہ مالک بن عمار
ابن عاصم عن عبد الرحمن بن اسود عن عاصمہ مالک بن عمار
ابن عاصم عن عبد الرحمن بن اسود عن عاصمہ مالک بن عمار

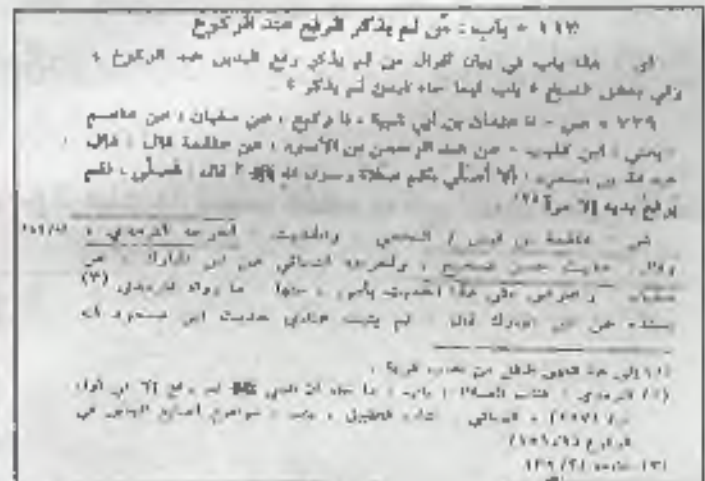
سنن ترمذی جامع حسنہ
ابن عاصم عن عبد الرحمن بن اسود عن عاصمہ مالک بن عمار
ابن عاصم عن عبد الرحمن بن اسود عن عاصمہ مالک بن عمار
ابن عاصم عن عبد الرحمن بن اسود عن عاصمہ مالک بن عمار

امام ترمذی کی تصحیح کے بارے علامہ عینی کی تحقیق

علامہ بدرالدین عینی نے بھی امام ترمذی سے اس حدیث کے بارے میں صحیح کے لفظ نقل کر رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔ "اخبر جہ العزمی و لال حدیث حسن صحیح"۔ (شرح سنن ابی داؤد ۳/۳۴۱)

علامہ بدرالدین عینی کی تحقیق سے اس نقلی نسخہ کی بھی توثیق ثابت ہوئی ہے جس میں "حسن صحیح" کے الفاظ موجود ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علامہ بدرالدین عینی کے پاس سنن ترمذی کا ایسا نسخہ موجود تھا جس میں حسن صحیح کے الفاظ موجود تھے۔

علامہ عینی کی شرح ابو داؤد کا عکس



امام ابو داؤد کی جرح کی حقیقت

ذیر علی زکی ثور العنین ص ۱۳۲ پر مختلف محدثین کرام سے حضرت عبداللہ بن مسعود کی ترک رفع یدین والی حدیث پر امام ابو داؤد کی جرح "ہذا حدیث مختصر من حدیث طویل و لیس هو بصحیح علی هذا اللفظ" نقل کیے ہیں۔

(۱) ابن الجوزی التتبیح فی اختلاف الحدیث ۱/۲۷۸

(۲) ابن عبد البر الاثر فی التہذیب ۳/۲۲۰

(۳) ابن عبد البر التتبیح ۱/۲۷۸

(۴) ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب ۱/۲۲۲

(۵) ابن ملقن اللہد المیز ۳/۳۹۳

(۶) ابن القطان بیان الوہاب ۳/۳۶۵

(۷) شمس الحق عظیم آبادی عون المعبود ۳/۳۲۹

نوٹ:

امام ذہبی نے اپنی کتاب التتبیح فی احادیث تعلق پر امام ابو داؤد نے اس جرح کے الفاظ نقل نہیں کئے۔ کیونکہ ان کی یہ کتاب امام ابن جوزی کی کتاب التتبیح پر تعلق ہے۔ لہذا انہوں نے اس کتاب میں ابن جوزی کا امام ابو داؤد سے جرح نقل کر لے چاہا تھا نہیں کیا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ذہبی کے پاس جو سنن ابی داؤد کا نسخہ تھا اس میں ابو داؤد کی جرح منقول نہیں تھی۔

تحقیقی جائزہ

امام ابو داؤد کی جرح کی حقیقت جاننے کے لئے اس بات کی وضاحت اہمیت رکھتی ہے کہ اس جرح کو نقل کرنے والے کو کسے شاگرد ہیں اور اس جرح کی حیثیت دوسرے شاگردوں کے مقابلے میں کیا ہے۔ اکثر محدثین کرام اپنے قول سے رجوع کر لیتے ہیں اور اس کا اندازہ اکثر قدیم اور جدید شاگردوں سے با آسانی لگایا جاتا ہے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ اگر کسی محدث کے ایک موضوع کے بارے میں دو اقوال ہوں تو متاخر اور جدید قول کی اہمیت اور قابل قبول ہونا ہے۔ اور قدیم قول مرجوح قرار پائے گا۔ محدثین کرام نے

صراحت کی ہے کہ امام بوداؤد نے حدیث سے ۲۷ میں بصرہ میں طرفہ اجماع کی اور امام بوداؤد نے سنن ابی داؤد کے علاوہ کو تقریباً ۳۵ مرتبہ اہل عراق میں کچھ قدیم اور کچھ متاخر تلامذہ ہیں۔ (دیکھئے تاریخ بغداد ۹/۵۹)

حافظ ابن عساکر نے بغداد میں ۳۰۵۱ھ پر تصنیف کی ہے کہ امام بوداؤد سے مندرجہ ذیل شاگردوں کو اپنی سنن اور مرواتی۔

سنن ابی داؤد روایت کرنے والے قدیم تلامذہ

امام ابو داؤد سے مندرجہ ذیل قدیم تلامذہ نے سنن ابی داؤد روایت کی۔

- (۱) ابوی اسحاق بن موسیٰ بن سعید اہل العراق ۳۲۰ھ و نظر تاریخ بغداد ۶/۳۹۵
- (۲) ابو الطیب محمد بن ابرہیم بن الاشجائی بغدادی۔
- (۳) ابو یوسف علی بن الحسن بن ابی العباسی (انظر تاریخ بغداد ۱۱/۳۸۲)

سنن ابی داؤد روایت کرنے والے متاخر تلامذہ

امام بوداؤد سے ۱۲ شاگردوں نے حدیث سے بصرہ اجماع کی تھی۔ البتہ بصری شاگردوں کو اعتباری حیثیت حاصل ہے اور ان کی روایت بھی متاخر جدید قرار پائے گی۔ امام بوداؤد سے مندرجہ ذیل متاخر تلامذہ نے سنن ابی داؤد روایت کی۔

- (۱) ابو بکر احمد بن سلمان بغدادی ۳۲۸ھ
- (۲) ابو سعید احمد بن محمد بن سعید بن ریان بن الاخرابی اہل بصرہ ۳۳۱ھ
- (۳) ابو محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن راسہ اہل بصرہ ۳۳۶ھ
- (۴) ابوی محمد بن احمد بن عمرو واسطی اہل بصرہ ۳۳۳ھ (سیر اعلام ۱۵/۳۰۷)

سنن ابی داؤد کے قلمی مخطوطات کی تحقیق

امام بوداؤد جرح کی حقیقت جاننے کے لیے ہم نے کہ سنن ابی داؤد

سنن ابی داؤد بھی پا جائے تاکہ یہ بھی واضح ہو جائے کہ سنن ابی داؤد کے قلمی نسخوں میں یہ عبارت موجود بھی ہے یا نہیں۔ میرے علم و مطالعہ میں سنن ابی داؤد کے تقریباً گیارہ (۱) صحیح و کمال قلمی مخطوطات ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- (۱) نسخہ خطیب بغدادی۔ یہ نسخہ ۶۰۲ھ میں تحریر کیا گیا۔
- (۲) نسخہ خطیب بغدادی۔ یہ نسخہ ۸۰۰ھ میں لکھا گیا۔
- (۳) نسخہ شیخ عبداللہ بن سام اہل بصرہ۔ یہ نسخہ ۸۲۱ھ میں لکھا گیا۔
- (۴) نسخہ شیخ عبداللہ بن سامی۔ یہ نسخہ ۱۰۱۸ھ کانسو سے
- (۵) نسخہ یوسف بن محمد بن حلف۔ یہ نسخہ ۶۷۵ھ میں لکھا گیا۔
- (۶) نسخہ فلسطینی
- (۷) نسخہ میدوی۔ یہ نسخہ ۶۵۲ھ میں تحریر کیا گیا۔

(۸) نسخہ ایوبیہ

(۹) نسخہ کتبہ محمودیہ / شیخ عبداللہ۔ یہ نسخہ ۱۱۳۶ھ میں لکھا گیا۔

(۱۰) نسخہ رھر عمر

(۱۱) نسخہ لارھر عمر

نسخہ خطیب بغدادی کا تعارف

سلطان احمد بن سلطان صدق الدین ابوی کانسو قلمی نسخوں میں مسند سے قابل اعتناء اور اہم قلمی نسخہ خطیب بغدادی کا ہے۔ اس نسخہ کے مالک سلطان احمد بن سلطان صدق الدین ابوی ہیں۔ یہ نسخہ جدید اور صاف ہے۔ سلطان ملک الحسن سے اس نسخہ خطیب بغدادی کے نسخہ سے نقل کیے گئے تھے اس کا تاریخ نسخ ۶۰۳ھ ہے۔ سلطان ملک الحسن نے اس نسخہ کو اس طرز کے سامنے پڑھا اور اس پر مختلف محدثین رسم کی باعث ثبت میں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible][illegible]

تطبیق دون حدیث کو ترک کر دین کی دلیل سمجھتے ہیں۔ بجا۔ غیر عقلی۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کی تطبیق دہائی حدیث و حضرت عباسؓ کی حدیث کے وہ ہیں جو پیش کرتے ہیں۔ اس قلمی نسخہ میں جرح کو مروج ماننا بڑے گناہ کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ سے تطبیق دہائی روایت کو ترک کر دین کی دلیل تسلیم کرنا پڑے گا۔

نوٹ

یہ نسخہ ص ۳۲ پر تصحیح ۳۲ پر مام ابو داؤد سے یہ جرح سن ابن داؤد کے مندرجہ ذیل شاخ شمس سے بھی نقل کی ہے۔

۱۔ اس ابن داؤد سے ۲۱ حدیث، ۲۔ فکار الدوبی (۳) الحدیث المعرفہ اریاض قلمی نسخوں و مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہے کہ یہ جرح ان مندرجہ بالا شخصوں میں صرف مسلکی تقلادت میں نقل کی ہے۔

یہ بھی مردن ہے۔ محدثین کرام کے قوالوں کی روشنی میں کہ بات کا جائز و یا جائز کہ امام ابو داؤد سے سب سے آخر میں کس شاگرد کو اپنی سنن ملا کر دیا۔ اور کس شاگرد کے نسخہ کو بابت اور فوقیت حاصل ہے۔ اس بحث سے یہ بات اور بھی واضح ہو جائے گی کہ جس نے ابن داؤد کا نسخہ قائل غلط معتبر رہا۔ وہ یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ کس شاگرد نے روایت صحیح اور جرح و جلی۔

اللولوی کے نسخے کی اہمیت

کے بارے محدثین کرام کے مصلے

مندرجہ ذیل محدثین کرام نے اپنی تحقیق میں عمر و اللؤلؤی کے نسخے کے بارے میں بیان

(۱) محدث ابن نقد، سنن ابی داؤد، روایت اللؤلؤی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"کان ابو عیسیٰ یقول فی قد لزمہ ہذا الکتاب عیسیٰ ابی داؤد عشرین سنۃ وکان ورثہ و الفوارق عندہم لقاری و کان ہو القاری بکن قوم یسمعونہ و السیادات السی فی روایۃ ابن واسۃ حدیث ہو داؤد آخرۃ لشی کان یرید فی اسنادہ" الحدیث قد وقفاً (التقرید ابن نقد جلد ۱ ص ۳۲)

(۲) امام زکریا صنیعی ابی داؤد، روایت اللؤلؤی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

و روایتہ آخر السنن و باب عن ابی داؤد۔ "بکی ابو داؤد" آخر میں روایت مرسلہ کے (بعضی لؤلؤی) ہیں۔ (سیر اعلام النبیل جلد ۵ ص ۳۰۷)

۳۔ امام سیوطی "مرقاۃ المفصل" میں لکھتے ہیں "کانہا من آخرہ امی داؤد و علیہ مات

(۴) محدث ابن حبان، اپنی کتاب "لاشرف علی معروف الاطراف" میں بوعلی بن عمرو اللؤلؤی کے نسخے کو بی بیج دی ہے۔ اس کے علاوہ محدث ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ دمشق میں سنن ابی داؤد کی تقریباً ۴۳ روایت نقل کیں ہیں۔ جس میں صرف ۴۲ روایات اللؤلؤی کے نسخے اور صرف ۲ روایتیں ان بنی و ست کے نسخے سے مل گئی ہیں۔ (۵) تاریخ دمشق ۱۵/۳۲۰، ۱۵/۳۲۱، ۱۵/۳۲۲، ۱۵/۳۲۳، ۱۵/۳۲۴، ۱۵/۳۲۵، ۱۵/۳۲۶، ۱۵/۳۲۷، ۱۵/۳۲۸، ۱۵/۳۲۹، ۱۵/۳۳۰، ۱۵/۳۳۱

(۵) مولانا عظیم آبادی سنن ابی داؤد، روایت اللؤلؤی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"روایۃ سنن ابی عیسیٰ السی و جہ فی دیار بابل و ہمدان و دیار الجبل و بلاد المشرق من العرب بن اکثر بلاد" وہی المفہومۃ من السنن لابی داؤد

عبد الہادی "مقدمہ" میں اپنی ۱۳۰

(۶) ماموں کی بے غلی مختصر میں بی و میں پوئی ۱۳۰۰ سے بی ای نہا کی اور
لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

(۷) ماموں نے یہ کہہ میں میں پوئی ۱۳۰۰ سے بی ای نہا کی اور
روایت نقل کی جس سے لاٹائی کے لٹھ کی ہیئت بیان ہوئی ہے۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

تاریخ حیدرآباد

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

۱۳۰۰ ماموں کی بے غلی کتاب سے بی ای نہا کی جس سے لاٹائی کے لٹھ سے روایت نقل کیں۔

(۲) ابو محمد بن بکر بن عبد ربانی التماری اشعری عرف ہیں: اس کا نسخہ۔۔۔ یہ دونوں اور شکر ہیں۔ انہیں بعض ماں صلیق صاحب سے متاخر (یعنی تخری) نامزد کروں میں آ رہا ہے۔ ظاہر ہوا کہ امام ابو داؤد کی جرح کو مسند بنی ہر جرح سمجھنا باطل اور لکھ رہے۔

جواب

عرض رہے۔۔۔ ماں یہ مقدمہ پر بنی مکتوبات سے ماں میں مطالعہ الیٰ ضرور اور تفسیر سے اساتذہ میں اس کے ملتان سے شہادت + نام محمد بن بکر صاحب کا بھی خطاب غای میہ مقدمہ پر بنی صاحب نے حالات ۸۱۳ھ پر مولانا محمد رفیق ظاہر کا رابطہ صرف ہم نے سے کا سارا مطالعہ الیٰ سے سرچ کر دیا۔ اور انکی چیز صرف یہ تھی کہ یہ علماء غیر مقلد رہیز علیہ کی کاغذ مطاوعت پر مطاوعہ کی نہیں ہے۔ درمیان مخطوطات پر گرفت کی تھی تو اس کا اثر ملتان سے شہادت محمد بن بکر صاحب مولانا محمد ظاہر بن بکر کے سر پر ڈال دیں گے۔

قارئین کرام!

یہ یاد رہے کہ ابن دہبہ اور ابو یوسف النولوی کے نسخے میں ترتیب اور اضافہ و حذفیات کا وضع فرق ہے۔ سند و صحیح میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ غای غیر مقدمہ پر بنی سے مقتول ۸۱۳ھ پر جو اس کا نسخہ ہائیکس دیا ہے وہ میرے پاس مکمل موجود ہے۔ یہ نسخہ پہلے بھی تھا مگر یونٹہ بغدادی صحاح و تنبیہ نے تصحیح یہ کیا۔ مقلد تھا کہ بنی اس کا نسخہ ہے بنی عبدالعزیز بن قاسم۔ یہ اس کو تقسیم ہے کہ اس سند سے نسخے میں ماں بولانی یہ جرح تو موجود ہے مگر بنی دہبہ سے نسخے میں یہ جرح ہونے کے باوجود غیر مقدمہ پر بنی کی کاغذ مطاوعت سے ہونا یونٹہ بنی کا نسخہ + اس تو تھا مگر قوت پھر بھی بولانی کے نسخے کوئی ہوگی کیونکہ انکی روایہ موجود ہیں۔ اول امام ابو داؤد نے بولانی کو سنن الیٰ و بار اہل ہر راتے وقت بنی دہبہ کے نسخے میں موجود بہت ساری

چیزیں حذف کر دیں تھیں۔ دوم سب سے حدیث امام ابو داؤد کے پہلے کتاب بولانی بولانی والی مدد کردانی تحقیق کے میدان میں قوتیت آخری نسخے کوئی ہوتی ہے اب ان دونوں نکات کے حوالہ جات ملاحظہ کیجئے۔ اس ماں ابو داؤد نے بنی دہبہ میں روایات حذف کر کے ابو یوسف النولوی کو حدیث بنی ابو داؤد شرح ابن ابو داؤد ۳۴۱ھ لکھوائی۔

(۱) امام بدر الدین بن علی لکھتے ہیں۔ و سرحدات بنی فی روایہ بنی دہبہ حدیث ابو داؤد آخر لا حربہ فی الاستاذ (شرح بیرونی ۳۴۱ھ)

(۲) امام قسطلی لکھتے ہیں و سرحدات بنی فی روایہ بنی دہبہ حدیث ابو داؤد آخر الشیء فی استاذہ فلذلك لصرفنا (تہجد ۵۰/۱)

(۳) علامہ بنی لکھتے ہیں: الرید بن النبی فی روایہ بنی دہبہ حدیث ابو داؤد آخر لا حربہ فی الاستاذ (میر علم النور ۳۰۷/۱۵)

(۴) حافظ بن حجر لکھتے ہیں: الرید بن النبی فی روایہ بنی دہبہ حدیث ابو داؤد فی آخر حیاتہ لشیخی (تہجد حدیث ۳۰/۱)

(۵) بنی رشید لکھتے ہیں و روایہ بنی ہی اصح بروایہ وہی آخر ماہی ابو داؤد و علیہ مات (لہ فعیہ ۳۴۱/۱۵)

(۶) علامہ بنی لکھتے ہیں اصح بروایہ لابن دہبہ من آخر ماہی ابو داؤد و علیہ مات (الکتب ۳۴۲/۱)

(۷) علامہ بنی لکھتے ہیں اصح بروایہ لابن دہبہ من آخر ماہی ابو داؤد و علیہ مات (شرح بیرونی ۳۴۱/۱۵)

(۸) علامہ بنی لکھتے ہیں و تعد روایہ من اجود الروایات و اکملہا لابن دہبہ من آخر ماہی ابو داؤد و ہی متداول فی المشرق

و اہمیت۔ (حاشیہ میرا عدم التعلیل ۲۰۶/۳)

(۹) مولانا شمس الحق اعظمیؒ آدنی غیر مقلد کہتے ہیں۔

لعلہم و وجہ عدم مطابقتہ لحدیث نہ جمعہ بیس ہم ان حدیث میں ملی
روایت موسوی صمدی و بعد از حدیث جامعہ لیبھاس روایت بنی داسہ لعلہم و بلکہ
اعدم (عمر المعبود ۵۸۱)

میں صمدی، شمس الحق، شمس الحق اعظمیؒ و مولانا شمس الحق اعظمیؒ جو وہ ہے
سب سے آخر میں لکھوا ہے تحفہ بہت سے زیادت انھوں نے قلم برداشت و ان دور
بنیاد مسکے نسخے میں موجود تھیں۔

تقریباً سے معلوم ہے۔ رابطہ انھوں نے نہ مانا تھا کہ رہتا ہے جس نے عمر
مقلد شمس الحق اعظمیؒ جباری۔ عوں معبود ۵۸۱/۲ تا ۵۸۱/۳۔ یہ ہے۔ نگار کو
میں مجبوراً بتایا تو مولانا شمس الحق اعظمیؒ کے لئے سراج حیدر بولی مولانا کا سراج
اور ان کی وگا بہت سے میں ہمارے اور و ن جرح طلال ابو دانود دھما
حدیث مختصر میں نظریں و پس ہو بلکہ حبیح علمی حدیث مختصر
ہے حیدر بولی سے سراج حیدر مولانا کا سراج الدین ان حضرت امیر الدین مسعود کا
علامت مانا اور سراج وگا بہت سے مولانا کے سراج میں یہ بات بھی
تھے کہ قدیم و پیچھے و انیت مسراج و ان ہے اور بعد با حیدر بولی روایت مانا و ان سے
ائمہ و ان سے حیدر بولی میں رام کے فیصلے نقل کر کے کہ نام بود و دے آخر میں سن
ہے شرک و بولی مولانا و بلکہ لی ہمد بولی مولانا کا کہ ان و حیدر بولی و گانے
عد ہا حیدر بولی مولانا حیدر بولی

نوٹ۔

خان حیدر قندریہ علیہ السلام سے جو مقامات ۲۸/۳ پر پھر غرض میں بی ۱۰ کا یا
ہے یہ کہ اس واسطے کہ بعد مقامات ۲۸/۳ پر جو مخطوطہ لکھا ہے اسے اب علی مولانا کا
نسخہ کتاب ہے جبکہ یہ بھی میں دیکھنا کہ ہے۔ سے اب علی مولانا کا نسخہ کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ
کاتب یا مانا کا نسخہ ہے۔ سراج کاتب بھٹیل میں ان میں ان کی ہے کہ میں نے
۳۳ حیدر بولی مولانا کے یہ وہیہ پاسکے ہے بلکہ قدیم میں سن میں۔ عبارت موجودی نہیں
سے مزید ہم سے یہ کہ کاتب سے لے رہا جب مصنف تک وہ سراج بولی میں سے
شمس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نقلی یہ سمت بولی مولانا کی نہ صرف مشکوک ہے جس میں
کے محققین شیخ محمد غلام اور دوسرے محقق شعیب الدین مولانا کا یہ بھی یہ نام بود و ان کی یہ
جرح بولی مولانا کے سراج میں نہیں ہے۔ یاد رہے کہ ان رولوں محققین سے علامہ عابدہ مسی ابی
و ان کے قدیم۔ یہ اور پر سے قلمی نسخوں پر پٹی تحقیق کی گیا۔ انھی نے ان نسخوں میں چوتھی
عددی تک بھی مخطوطے موجود ہیں مگر کسی مولانا کے نسخے میں نام بود و ان کی یہ جرح
موجود نہیں ہے ہمد سراج حیدر بولی کے مخطوطے میں اعتبار نہیں کیا جاتا ہے کہ علمی قابلیت
ہے تو بولی مولانا سے کسی قدیم۔ میں نسخے کے میں یہ جرح ثابت رہے دھما میں
گر نہ مولانا کا نام کا وقت مانا کریں۔ جب مسئلہ بی ۲۸/۳ میں حیدر بولی میں ہا پھر کی
جستہ ہوتا ہے حیدر بولی علیہ السلام قدیم اور حیدر بولی کی بحث پھر دیتے ہیں وہ یہاں پر
بوجود یہ قسم کا سراج جس پر محققین کا اعتبار تک نہیں ہے اسلئے ہا سے پیش رو دیتے ہیں۔
جناب سراج حیدر بولی سے کام نہیں چلے گا۔ بولی مولانا کا قدیم نسخہ دیکھ میں و گرنہ ہا
پرستی اور دھما کہ وہاں سے ہا رہیں۔

تاریخیں کر۔ مسند عبد اللہ میں ام شریک نے روایت کی اور اس نے اس کے بعد میں صرف
"باب ہم بدکر الوقع عند الکوع" کا قائل ہوا کہ میں نے اسے نہیں دیکھا کہ جب بھی
کوئی اس میں اپنی ادا کرتا ہے اس کے ساتھ کہے تو آپ کو بڑی نواہی اور اس کے لئے
کی پھان ہو گئے اور عادی غیر مقلد کی چاہری سے بچ سکتے ہیں۔

ابو علی لؤلؤی کا نسخہ اصل کی ترتیب

(۱) حدثنا عثمان بن ابی سبحة حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی
ابن کثیر عن عبد الرحمن بن لا سواد عن عقیمة قال قال عبد اللہ بن
مسعود الا اصلي بکم صلاة رسول اللہ ﷺ قال فصلی فلم یرفع یدیه لا
مرة۔ (امام ابوداؤد کی جرح موجود نہیں ہے)

(۲) حدثنا حسن بن علی حدثنا معاوية وخاله بن عمر و ابو حذیفہ
قالوا حدثنا سفیان باسناد بہد قال فرفع یدیه فی اول مرة۔ وقال
لبعصہم مرة واحدة

(۳) حدثنا محمد بن الصباح البصری حدثنا شریک عن یزید بن ابی
زیاد عن عبد الرحمن بن ابی بلی عن البراء بن عازب ان رسول اللہ
ﷺ کان اذا فصح الصلوة رفع یدیه الی قرین من ادبہ لم لا یعود

(۴) حدثنا عبد اللہ بن محمد الزہری حدثنا سفیان عن یزید بن
حیث شریک ہم یقول لم لا یعود قال سفیان قال لا سفیان قال لا بالکوفة
لہد لم لا یعود

(۵) حدثنا حسن بن عبد الرحمن اکبرنا وکیع عن ابی ابی بلی عن ابی

عن عی عن الحکم عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب قال
وايہ رسول اللہ ﷺ رفع یدیه حين الفتح بصلوة لم لم یرفعہما الا صرف
قال ابو داؤد ہذا لحدیث یس لصحیح

(۶) حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن ابن ابی ذالب عن یسید بن یسع
عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل فی صلاۃ رفع یدیه مد

فانی کا پیش کردہ ابو علی لؤلؤی کا (منسوب) نسخہ
یہ طریقہ ہے جو ابی لؤلؤی کا جو اس نے پیش کیا ہے وہ اصل میں اس کا نسخہ ہے

(۷) حدثنا ابو داؤد قال عثمان بن ابی شیبۃ قال وکیع عن سفیان
عن عاصم یعنی ابن کثیر عن عبد الرحمن بن لا سواد عن عقیمة قال قال
عبد اللہ بن مسعود لا اصلي بکم صلاة رسول اللہ ﷺ قال یصلي فہم
یرفع یدیه لا مرة

قال ابو داؤد ہذا حبی مختصر من حدیث طویل ویس ہو یصحیح عنی
ہذا المعنى (بمعنی)

(۳) حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ حدثنا ابن ذریس عن عاصم ابن
کثیر عن عبد الرحمن بن لا سواد عن عقیمة قال قال عبد اللہ علمنا
رسول اللہ ﷺ الصلوة فکبر ورفع یدیه فہم رکع طوی یدیه ہم رکبہ
قال فیدع ذلک سعد فقال صدق می قد کان لعل ہذا ہم امرنا بہد یعنی
الاعمال عنی ان رکبہم

۳ حدثنا ابو داؤد قال محمد بن صباح البصری قال شریک عن
یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی بلی عن البراء بن عازب ان رسول اللہ

حدیث ص ۶۵۔ ۱۵۰ پر مدنی (مسنی) جناس کا طعن کیا ہے۔ اور اس کے برعکس راجہ علیؒ کی سچے ماہنامہ رسالہ حدیث شامہ نمبر ص ۶ صفحہ نمبر ص ۶ پر مباحثات کا بھی انکار کر چلے ہیں۔ یہ تو قاضی میں ہی قصور رہتا ہے کہ راجہ علیؒ کی صاحب تحقیق میں کس حد تک غیر جانبدار ہیں۔

کیا امام حاکمؒ کی تدبیریں سے اتفاق کریں؟

امام حاکمؒ نے تدبیریں کے جناس کا ذکر کیا ہے۔ مگر راجہ علیؒ کی صاحب سے طبقہ تہذیب پر بغیر ہیں۔ جو ایک علمی بددیانتی ہے۔

امام حاکمؒ سے معروف علوم حدیث ص ۶۰ پر تدبیریں کی ۲ قسم جناس کا ذکر کیا ہے

امام حاکمؒ کی معروف علوم حدیث ص ۶۰ پر جو تدبیریں کی جناس شمار کی ہیں۔ سناچ رہا دینا اس مفہوم میں بہت ہی کمیت کا حامل ہے۔ امام حاکمؒ سے جس اوس کی تعریف لکھی ہے۔

(۱) "فأولها لسانيون سديس لا يدعون الا عن الله مشبهين او اكبر كتابي سديس طبعه بن مافع وقتدة" امام حاکمؒ نے طبقہ مسدود کی میں لی سیدیا طبقہ بن مافع اور ثمود بن مافع کا ذکر کیا اور اوس بتایا کہ اس طبقہ میں وہ اوس ہیں جو صرف اللہ سے تدبیریں کرتے ہیں۔

نوٹ اس مقام پر یہ سب اہم سے کہ یہ راجہ علیؒ کی اوس طبقہ بن مافع اور ثمود بن مافع کو امام حاکمؒ کے قوس سے معلق طبقہ اوس کا رد کی مانتے ہیں مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

راجہ علیؒ کی صاحب طبقہ بن مافع و علی و موسیٰ بن ابی کتاب فتح المسند فی تحقیق طبقہ التمدین ص ۵۵ پر طبقہ ثمود کا رد کیا اور اس پر ثمود یا ہر امام حاکمؒ سے خدشہ ہوا ہے۔

وم راجہ علیؒ کی صاحب ثمود بن مافع کو بنی کتاب فتح المسند ص ۵۸ پر طبقہ ثمود میں لکھا

سہ اور امام حاکمؒ سے اختلاف کیا ہے۔

یہ بات واضح ہوئی کہ راجہ علیؒ کی صاحب امام کی طبقہ ولی کی تقسیم سے کلیت اختلاف کرتے ہیں۔ جب راجہ علیؒ کی صاحب امام کا کلام مدین کی صاحب ولی سے اختلاف کرتے ہیں تو راجہ علیؒ کی صاحب امام حاکمؒ کی صاحب امام (جس میں سیدیا ثمودی میں) سے اتفاق کر کے رہتے ہیں؟ یہ تو ظاہر ہے راجہ علیؒ کی صاحب کے پیش نظر اوس اوس نہیں ہے

(۲) امام حاکمؒ تدبیریں کی جس طائی کے بارے لکھتے ہیں

"من كان يعول قال لاني لاد حصل بهو من ينقر عن سماعهم ذكر و من سمعوا

عنه كانوا من عبيد و ابن اسحاق و عظم (عظم) (معارف علوم الحدیث ص ۱۰۶)

امام حاکمؒ سے جس طائی میں سیدیا بن مافع و ابن علق اور عظم بن مافع کو ذکر کیا ہے۔

نوٹ اس مقام پر یہ سب اہم سے کہ یہ راجہ علیؒ کی صاحب امام کا کلام اس تقسیم سے اختلاف کرتے ہیں؟ اتفاق؟

راجہ علیؒ بن مافع کا ذکر کیا اور اوس بتایا کہ اس طبقہ میں وہ اوس ہیں جو صرف اللہ سے تدبیریں کرتے ہیں۔

وم محمد بن اسحاق و راجہ علیؒ کی صاحب امام نے فتح المسند ص ۵۰ پر طبقہ ثمود کا ذکر کیا ہے

وم عظم بن مافع و ابن اسحاق و عظم (عظم) (معارف علوم الحدیث ص ۱۰۶) پر طبقہ ثمود کا ذکر کیا ہے۔

اس تفصیل کا منظور سے یہ بات واضح ہوگی کہ راجہ علیؒ کی صاحب امام حاکمؒ کی

جس طائی کی تقسیم سے کلیتہاً خدشہ کر رہے ہیں۔ جب امام حاکمؒ کی جس طائی کی تقسیم سے

لگا کرتے ہیں تو جس طائی سے اتفاق کیوں؟

(۳) امام حاکمؒ جس طائی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

میں یہ نہیں عن اقوام معجہولین لا یدری عن ہم کہیں انشوری و عیسی
ہیں موسیٰ خضر و یحییٰ بن زولید

امام کا کہ جس ثابت میں عیسیٰ بن زولید کا نام ہے وہی عیسیٰ بن زولید کا نام ہے۔
ثبوت امام کا کہ جس ثابت میں یہ نہیں کہ عیسیٰ بن زولید کا نام ہے جو بخوبی سے ثابت ہے کہ اس
تھے۔ اسی جس ثابت میں وہ اس نام پر جو بخوبی سے روایت ہے ہیں۔ مگر امام
سویں آں سے ہا کے میں یہ ہمارا وہ بخوبی سے روایت ہے کہ اس کا نام ہے۔ اصل حوالہ اور باطل
بہ یہ علم کے مطابق کسی حدیث سے صحیح حد کے ساتھ یہ قیاس ثابت نہیں۔

اب عیسیٰ بن زولید کا یہ میری صاحب اس وقت اس ۳۹۰ پر طبقہ ثانی کا نام ہے کہ اس قررو
ہے اور اس طرح لوں بعضین ص ۳۸ پر طبقہ ثانی کا قررو دیا ہے۔

دوم، عیسیٰ بن موسیٰ عیسیٰ بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۳۸ پر طبقہ ریح کا نام
قررو دیا ہے۔

سوم، قیام بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۶۹ پر عرب سنی عالم مسلمان
الدینی کے قیاس پر طبقہ ثانی کا نام ہے جبکہ حوالہ ابن حجر سے طبقہ ثانی میں سے طبقہ
والجہ میں ذکر کیا ہے۔

اس تفصیل سے یہ واضح ہو گیا کہ میری میری و امام کا کہ جس ثابت کی تقسیم
سے بھی اتفاق نہیں ہے۔ میری میری صاحب و جب امام کا کہ جس میں پر اس
میں ۱۔ جس میں (میں) سے خلاف ہے تو امام کا کہ جس میں ثابت (میں)
کی تقسیم سے اتفاق کیوں؟

اس تحقیق سے ثابت و صحیح ہوئی کہ میری میری صاحب کو صرف حضرت عبد اللہ
مسعودی حدیث کو صحیفہ ثابت سے ہے امام عیسیٰ بن زولید کو طبقہ ثانی کا نام ثابت

میں یہ نہیں عن اقوام معجہولین لا یدری عن ہم کہیں انشوری و عیسی
ہیں موسیٰ خضر و یحییٰ بن زولید
امام کا کہ جس ثابت میں عیسیٰ بن زولید کا نام ہے وہی عیسیٰ بن زولید کا نام ہے۔
ثبوت امام کا کہ جس ثابت میں یہ نہیں کہ عیسیٰ بن زولید کا نام ہے جو بخوبی سے ثابت ہے کہ اس
تھے۔ اسی جس ثابت میں وہ اس نام پر جو بخوبی سے روایت ہے ہیں۔ مگر امام
سویں آں سے ہا کے میں یہ ہمارا وہ بخوبی سے روایت ہے کہ اس کا نام ہے۔ اصل حوالہ اور باطل
بہ یہ علم کے مطابق کسی حدیث سے صحیح حد کے ساتھ یہ قیاس ثابت نہیں۔

امام عیسیٰ بن زولید میری صاحب اس وقت اس ۳۹۰ پر طبقہ ثانی کا نام ہے کہ اس قررو
ہے اور اس طرح لوں بعضین ص ۳۸ پر طبقہ ثانی کا قررو دیا ہے۔
دوم، عیسیٰ بن موسیٰ عیسیٰ بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۳۸ پر طبقہ ریح کا نام
قررو دیا ہے۔
سوم، قیام بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۶۹ پر عرب سنی عالم مسلمان
الدینی کے قیاس پر طبقہ ثانی کا نام ہے جبکہ حوالہ ابن حجر سے طبقہ ثانی میں سے طبقہ
والجہ میں ذکر کیا ہے۔

امام حاکم کے قول سے زبیر علیہ السلام صاحب کا اختلاف
میر عیسیٰ بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۳۸ پر طبقہ ثانی کا قررو دیا ہے۔

امام حاکم کے قول سے زبیر علیہ السلام صاحب کا اختلاف
میر عیسیٰ بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۳۸ پر طبقہ ثانی کا قررو دیا ہے۔
دوم، عیسیٰ بن موسیٰ عیسیٰ بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۳۸ پر طبقہ ریح کا نام
قررو دیا ہے۔
سوم، قیام بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۶۹ پر عرب سنی عالم مسلمان
الدینی کے قیاس پر طبقہ ثانی کا نام ہے جبکہ حوالہ ابن حجر سے طبقہ ثانی میں سے طبقہ
والجہ میں ذکر کیا ہے۔

امام حاکم کے قول سے زبیر علیہ السلام صاحب کا اختلاف
میر عیسیٰ بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۳۸ پر طبقہ ثانی کا قررو دیا ہے۔
دوم، عیسیٰ بن موسیٰ عیسیٰ بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۳۸ پر طبقہ ریح کا نام
قررو دیا ہے۔
سوم، قیام بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۶۹ پر عرب سنی عالم مسلمان
الدینی کے قیاس پر طبقہ ثانی کا نام ہے جبکہ حوالہ ابن حجر سے طبقہ ثانی میں سے طبقہ
والجہ میں ذکر کیا ہے۔

امام حاکم کے قول سے زبیر علیہ السلام صاحب کا اختلاف
میر عیسیٰ بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۳۸ پر طبقہ ثانی کا قررو دیا ہے۔
دوم، عیسیٰ بن موسیٰ عیسیٰ بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۳۸ پر طبقہ ریح کا نام
قررو دیا ہے۔
سوم، قیام بن زولید میری صاحب سے اس میں ص ۶۹ پر عرب سنی عالم مسلمان
الدینی کے قیاس پر طبقہ ثانی کا نام ہے جبکہ حوالہ ابن حجر سے طبقہ ثانی میں سے طبقہ
والجہ میں ذکر کیا ہے۔

- ۵۔ ڈاکٹر عاصم بن محمد نقی
- ۶۔ ڈاکٹر راحت فوری
- ۷۔ روضہ حسینی
- ۸۔ علامہ یحییٰ شفیق
- ۹۔ شیخ محمد حاجت
- ۱۰۔ ڈاکٹر کریم جود محمد مصری
- ۱۔ عبدالغفار سیدان اللہ اری
- ۲۔ محمد احمد خان عبدالعزیز
- ۳۔ عبدالرزاق سعید
- ۴۔ احمد بن علی میر مبارک
- ۵۔ محمد بن علی دم دلوئی
- ۶۔ ناصر محمد
- ۷۔ صالح بن سعید
- ۸۔ عبدالعزیز بن محمد قاسم بن صدیق اری
- ۹۔ علامہ عبدالرزاق غیر مقلد
- ۲۰۔ حافظ عبدالرزاق بن مرثی غیر مقلد
- ۲۔ علامہ حبیب میر مقلد

- طبقات مدنیہ ص ۳۲
- مدنیہ نمبر ۵۲ ص ۲
- المدنیہ نمبر ۵۲ حاشیہ ص ۱۲
- المدنیہ ص ۱۲
- انظر نظم المدنیہ تحقیق ص ۲۰
- انظر طبقات المدنیہ ص ۱۲۳
- انظر تعریف اہل نقادین تحقیق
- انظر تعریف اہل نقادین تحقیق
- انظر تعریف اہل نقادین تحقیق
- انظر تعریف اہل نقادین تحقیق
- انظر مجلس الانیس
- منہج المستشرقین فی تاریخ المدنیہ ص ۳۱-۳۲
- مدنیہ ص ۱۳۹
- التألیف بشرح منظومہ المدنیہ ص ۲
- سالہ الاعتقاد ص ۹۹
- لادای المدنیہ ص ۶۸
- الاعتقاد ص ۱۱۲

مسئلہ تدلیس پر دبیر علی بنی صاحب کے اوصاف

یہ بات میں ہے کہ علی بن صاحب کی تحقیق قابل قبول نہیں ہے۔ یہ علی بن صاحب کو صرف تدلیس کے معنیوں پر اس قدر خطر ہے کہ انہیں تدلیس پر اپنی اوصاف و بار بار دہرائے جو ان کی تصانیف سے عیاں اور واضح ہے۔ لیکن میں ہم لہجہ علی بنی صاحب کے اخطار بات کا جائزہ دیتے ہیں۔

(اصطلاح نمبر ۱۲ تاریخ مدنیہ ص ۲) یہی مرتبہ ۲۸۹ھ میں شائع کی گئی تھی اور اس کا تذکرہ العالی کے جامع تحقیق کے حوالے سے طبقہ ثانیہ کا دس کہا۔

۱۲۔ ب ۱۲ تاریخ مدنیہ ص ۲۸۹ ۲۸۸ھ میں عبد الرشید صمدی کے مآخذ جریوں پر مسیح نے موصوعہ پر تحریریں مناظر، ہواۃ، عیون، ثوری و طبقہ ثانیہ کا دس قمر رویا۔ جریوں پر مسیح ص ۲۰

(اصطلاح نمبر ۳) یہ علی بن صاحب کے ۱۲۸ھ میں شائع ہوئے تھے اور ان کی تدلیس کو محمد حافظ العالی کے جامع تحقیق کے حوالے سے طبقہ ثانیہ کا دس قمر رویا۔ کیونکہ اس صلی پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث پر علی بن صاحب اعتراض کرتے کیونکہ یہ اہل حدیث نے حق میں تھی۔ لہذا علی بن صاحب نے یہ حدیث رد کر دی تھی۔

(اصطلاح نمبر ۳) یہ علی بن صاحب کے ۲۸۹ھ میں شائع ہوئے تھے اور ان کی تدلیس کو محمد حافظ العالی کے جامع تحقیق کے حوالے سے طبقہ ثانیہ کا دس قمر رویا۔ کیونکہ اس صلی پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث پر علی بن صاحب اعتراض کرتے کیونکہ یہ اہل حدیث نے حق میں تھی۔ لہذا علی بن صاحب نے یہ حدیث رد کر دی تھی۔

(اصطلاح نمبر ۱۵) یہ علی بن صاحب کے ۲۸۹ھ میں شائع ہوئے تھے اور ان کی تدلیس کو محمد حافظ العالی کے جامع تحقیق کے حوالے سے طبقہ ثانیہ کا دس قمر رویا۔ کیونکہ اس صلی پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث پر علی بن صاحب اعتراض کرتے کیونکہ یہ اہل حدیث نے حق میں تھی۔ لہذا علی بن صاحب نے یہ حدیث رد کر دی تھی۔

کے طبقات کا قرا رکھا اور پھر بھی حدیث کو ضعیف رکھا۔

(اصطراب نمبر ۶) مگر یہ علموں صاحب سے اپنی تحقیقی کتاب الفتح میں کی طبقات اور سب طبع ۲۰۰۵ میں طبقات کا قرا رکھا۔ وہیں کی طبقاتی تقسیم میں گویا بروی۔ حرمی کی مذہبی منافرت پائی تھی۔ اور عرب عام ۱۴۰۰ھ بمقام اللہ تعالیٰ کی کتاب تدیس کی حدیث پر حتم کر دیا۔ جو سراسر باطل اور فساد ہے۔

(اصطراب نمبر ۷) ریح علیز کے اور بھی ہیں۔ ۱۳۸۸ھ طبع دسمبر ۲۰۰۶ء میں پھر میں انہوں نے وطلائع کا تدیس قرا رکھا۔ مگر اس مرتبہ حافظ اعجازی کے قول سے نہیں حافظ امام حاتم کی معروف علوم حدیث سے ۱۰۰ سے نہیں طوق ثنائے کا تدیس قرا رکھا۔ اور حافظ اعجازی کے قول سے انہوں نے سچے وہم کا قرا کیا۔

(اصطراب نمبر ۸) ریح علیز کی دہنامہ الحدیث سہ ۳۳ ص ۵۶۔ ۵۵ طبع فردری ۲۰۰۷ء میں حافظ اعجازی حافظ ابن حجر و امام حاتم کے طبقات کا انکار کیا۔ اور صرف دو طبقات کا قرا کیا۔ طبقات اولیٰ (دس نہیں ہیں)۔ طبقات ثانیہ (دس ہیں)۔

(اصطراب نمبر ۹) ریح علیز کی دہنامہ میں غلطیوں اور سچے دہنامہ و سال حدیث نمبر ۳۴ ص ۲۶ طبع نومبر ۲۰۰۷ء میں وہاں وہ طبقات کا قرا کیا، وہیں ٹی وی و طوائف کا تدیس قرا کیا۔

(اصطراب نمبر ۱۰) ریح علیز کی پھر مطرب کا فساد ہوئے اور سہ۔ حدیث نمبر ۳۶ ص ۷ مارچ ۲۰۰۸ء میں پھر سے طبقات کی تقسیم کا فساد کر دیا۔ اور لکھا۔ یاد ہے کہ طبقات المدین کے طبقات کی تقسیم جدید و قدیم مختلف ہیں سے کسی کو بھی مس و غ قیوں نہیں ہے چاہے یہ تحقیق اہل حدیث میں سے ہوں یا غیر احمدیث میں سے۔

ظاہر ہے تفصیل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ریح علیز کی صاحب کی تحقیقات پر

ترویج علمیں۔ اور ان کے کٹر قولی باطل اور مرد ہیں۔ ریح علیز کی صاحب کی کتاب الفتح میں کی طبقات المدین کے مرجع ارشاد الحق ثری صاحب ہیں۔ مگر ارشاد الحق ثری صاحب بھی ریح علیز کی صاحب کے تدیس سے موضوع پر ان کے موقف سے خلاف کرتے ہیں۔ اور غیر مقتدر اشدوں صاحب نے تو ریح علیز کی صاحب کے تدیس کی طبقاتی تقسیم کے رد میں ایک مستقل مضمون لکھا ”تکلیف والقلب امشوش باعطاء تحقیق کی تدیس الثوری والاعمال“ جو مسئلہ الاعتقاد لاہور سے چھپ چکا ہے۔

ربیع علیز کی حافظ ابن حجر کے طبقاتی تقسیم کا انکار

ربیع علیز کی صاحب ایک طرف اس کتاب نور العین ص ۳۸ پر امام حاتم کے قول کی بنا پر مدین ٹی وی کو طبع کا قرا کیا کیونکہ یہ حدیث اس نے مسلک کے خلاف ہے۔ مگر ریح علیز کی صاحب نے اپنے دہنامہ الحدیث شمارہ نمبر ۳۹ ص ۳۶ پر جمہور محدثین کے خلاف حافظ ابن حجر کے طبقاتی تقسیم کا انکار کیا۔

غیر مقتدر ربیع علیز کی حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم پر مقامات ۱۶۶ پر لکھتا ہے۔

”اس سہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی طبقاتی تقسیم کئی وجہ سے غلط ہے مثلاً۔

۱۔ یہ طبقاتی تقسیم جمہور محدثین کے اصول تدیس کے خلاف ہے۔

۲۔ یہ تقسیم حافظ ابن حجر کی شرح منہج المفکر کے اصول کے خلاف ہے۔

۳۔ یہ تقسیم خود حافظ ابن حجر کی کتابیں اخیر ۱۹۱۳ء کے خلاف ہے۔

۴۔ اہل حدیث (غیر مقلدین) حنفی بلکہ بریلوی اور ربیعہ کی سب اس طبقاتی تقسیم پر متعلق نہیں ہیں۔

جواب یہاں عرض یہ ہے کہ متعدد جمہور جو بات کی بنا پر غلط ہیں۔

حافظ ابن حجر نے یہ تقسیم جمود و محدود نہیں کی۔ اسوں سے خلاف ان کے ہاں یہ تقسیم جس اور اشتہاء کے راجع ہیں جو تقسیمیں اور مشاہدے کا مل ہیں اور حافظ ابن حجر نے تقسیم جس سے پر امتیاز اس سے کہ آپ میں امتیاز ہے تو کسی ایک کتاب کا نام لکھیں جو مشکل حافظ ابن حجر کے مطابق تقسیم ہے۔ پر حافظ ابن حجر نے شاگردوں کو مگر متاخرین سے یعنی کتابوں میں حافظ ابن حجر نے کتاب طبقات المدینہ کی بھی ہے۔ باقی تو ہے۔ جبکہ یہ کتاب لکھنے والے نے حافظ ابن حجر کے عقائد و عقیدہ درجہ کی کتاب حقائق مدینہ پر بھی ہے۔ یہاں یہ لکھنا کہ ان میں سے مدینہ سے طبقات بنا کر صرف حافظ ابن حجر سے ان منقول نہیں بلکہ حافظ ابن حجر سے مدینہ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی محدثین کرام سے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق مدینہ کے صفات و جنات لکھائے ہیں ان محدثین کرام میں شامل ہیں۔

(i) بیہرہ عثمان بن سعید انصاری جزو فی علوم الحدیث ص ۱۳۶

(ii) ابن حزم ابن حزم فی اصول الدھام ۱۵۸۱

(iii) امام حاکم معرفۃ علوم الحدیث ص ۴۳

(iv) حافظ ابو نعیم الکلیف ص ۶۲۲

(v) حافظ عدلی جامع غصیل ص ۵۰

(vi) حافظ ابن حجر الکلیف ص ۱۲۲

(vii) حافظ ابن حجر فتح مکیف ص ۱۱۵

(viii) ابن حجر حجتی اشعری ص ۶۶

(ix) بور عبد العزیز کتاب مدینہ ص ۵۳

۳۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ تقسیم حافظ ابن حجر کی شرح تہذیب الفقہاء اصول سے جاری ہے

تیس بلکہ تقسیم ہے جس کے آپ خود دیکھ رہے ہیں۔ لہذا اعتراض مردود ہے ۳۔ مزید یہ کہ یہ تقسیم حافظ ابن حجر عقائد کی تقسیمیں انھیں کے بھی خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ تقسیمیں انھیں وہاں مسئلہ مدینہ انتہویہ کا ہے۔ کہ طبقات کی بحث کسی ایک قوس سے تر آپ را ثبات نہیں کر سکتے۔ لہذا آپ فایہ اعتراض بھی مردود ہے۔ مزید یہ کہ آپ اور قاری کی مہودات کہیں یہ تو عرس ۱۰ میں کہ حافظ ابن حجر نے تقسیمیں انھیں پہلے کی کتاب ہے اور انھیں علی بن صدق بعدی الحدیث علی صدق میں بھی حافظ ابن حجر نے طبقات تقسیم کی ہے لہذا بعد ان کتاب کو قیادت اور ترجیح حاصل ہوگی۔

۴۔ امام ہاتھ یہ کہ حافظ ابن حجر کے طبقات تقسیم کے قائل متعدد ذیل علماء غیر مقلدین ہیں۔

(i) مون نامہ ساریک پوری اعلام الاس ص ۲۰۶

(ii) علامہ بدیع الدین شاہ وراثت (جزء منظوم ۲۲ قلمی)

(iii) حافظ عینی گوندوی (الاعتصام ج ۱ ص ۱۲۹۹)

(iv) علامہ عبداللہ زبیری (فتاویٰ الحدیث ۱/۳۶۸)

(v) علامہ محبت اللہ شاہ شادی (رسالہ الاعتصام ج ۱ ص ۱۹۹۲)

(vi) علامہ قاسم شادی (پنے والد صاحب کے موقوف پر ہیں)

(vii) حافظ عبد ربوف غیر مقلد (رسالہ الاعتصام ج ۱ ص ۹۹۰ دسمبر ص ۱۲۰)

(viii) حیر مقلد علامہ محمد حبیب (اعتصام ج ۱ ص ۲۰۰۸ ص ۶)

(ix) رشاد الحق شادی غیر مقلد (توضیح اکام ۱/۵۹۱ ص ۵)

(x) دہلوی نذر اللہ دی (گفتگو کے درمیان قلمباز)

(xi) شمس الحق عظیم آبادی (اعلام الاس ص ۳۰۶)

یہاں عرض یہ ہے کہ جدید قسم سے علماء غیر مقلدین مناظروں میں جو اپنی کتابوں میں غیر

مقلد، بہر حال مقلد ہیں، اس کی پائی ہوئی تختیاں نہیں ہے۔ تہہ ۱۱ سے حد یہ میرا مقلد ہے کا
خود نہ بنانا خلاف تحقیق اور سم دو ہے۔

مذہبوں کی ترقی پر علمی بحث اور ہدایں کا شعبہ

رجحہ صغیر فی صاحب کے تالیف پر حرافات کا تفصیلی بیان گذشتہ وراق میں ہو چکا ہے۔ مناسب مقدمہ ہوتا ہے کہ تیس پر زبیر عیروں صاحب کے حرافات کی کھلی قاضی گھولی جائے تاکہ پڑھنے والے کو تحقیق کا اعلیٰ معیار پیش آ سکے۔ رجحہ عیروں صاحب کا طقات و ماننا اور پھر اس کا انکار کرنا بہت اہم صاف اور اس کی تردیدوں میں حیاں ہے۔ رجحہ عیروں صاحب سے نور العین ص ۳۳ پر اہم تہی کی (میزوں ۱۱ ستر ۲/۱۶۷) (سیر اندام اسلام ۲۲۲) سے کسان بدلس عس مضعفاء اور (رسمہ دس عس لصعفاء اور یحسد عس صعفاء) (سیر اندام انیل وے ۳۲) اور پھر ص ۱۲۵ پر صدار الدین حلالی کی جامع شخصیں فی ادکام الراسل ص ۹۸ کے حوے سے من پر لیس عس اقو م بحدو لیس اور حافظ عس رجحہ کی (شرح عمل ترمذی ۱۳۵۸) کے حوے سے طاں قور و غیرہ۔ یسروں عس مسمو کے لفظ نقل کرنے سے بعد نو انصیں ص ۳۸ پر دس کا معتد کے تحت امام شافعی کا قول الرسل شافعی ص ۳۸ ورام س معیں قاتوں لایسکوں حیدو فیما لیس (الکلیف ص ۳۶۲) نقل کیا ہے۔

جواب

مختلف عہد میں کرم ہے نئی رائے کا اظہار نہ نہیں کے بارے میں کیا۔ جس میں
 مام شافعی اور امام ابن معین بھی شامل ہیں۔ مگر یہ دوسرے اقوال مجبوراً کالم ہب اور
 مستحب ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے الملک علی بن صدق ص ۴۰ پر یہ نہیں کے
 بارے میں مختلف اقوال نقل کیے۔

لہذا میں حجر عسقلانی کی اقتضا میں صراحہ ۶۴ پر تفصیل سے معلوم ہوا کہ
مفسر علماء کا یہ سب اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر مرد کسی عورت کو عین قلیل یا تم بونہ کی معص
(ع ۱) اور عین صحیح ہوگی۔ لہذا رجسٹر عین عا سب کا (۱) مفسر فی شرح العیۃ حرق
بالنصر کو بہتر کر کے ۸۳۱، ۱۱۱ مرثا فنی اور بن معین کا قول نقل کرنا مفسر محدثین نے خلاف
ہے لہذا ان کے اقوال کی حیثیت مفسرین سے مقابلہ میں صحیح نہیں۔ اور اگر ان کے اقوال کو
بد نظر رکھا جائے تو مرثا فنی اور بن معین سے شہادہ کی عطا نہ کی ہو جاتی ہے لہذا
ان کے اقوال سے استدلال صحیح نہیں۔ اور بن معین خصوصاً سفیان ثوری کی معتد
روایات کی تصحیح کے قائل ہیں۔ (شرح عطل ترمذی ص ۲۶)

۱۔ لہذا اس مقصد کے لئے زیر علی رکنی غیر مقدمہ امام شافعی رحمہ اللہ کا سہارا دیا۔ زیر علی رکنی غیر مقدمہ نے اپنی کتاب مقدمہ ۶۸، ۳۲ تا ۶۸، ۳۲ پر امام شافعی رحمہ اللہ سے مستند نہیں ہے۔ امام سے ایک ٹھوس لکھا ہوا اس میں زیر علی غیر مقدمہ لکھا ہے۔

۲۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے فرمایا جس سے بارے میں ہمیں معلوم ہو گیا کہ اس سے مذہب کی ہے تو اس نے اپنی پوشیدہ بات دہرا دہرا سے طر کر لی۔ (رسالہ فقہ ۱۰۳۳)

غیر مقلدہ زیر علی رکنی مزید لکھتا ہے۔

اس کے بعد امام شافعی سے فرمایا میں ہم نے کہا ہم کسی حد سے لڑی حدیث قبول نہیں کرتے حتیٰ کہ وہ حدیثی یا سمعت ہے (الرسالہ فقہ ۱۰۳۵)۔ غیر مقدمہ زیر علی رکنی مزید مقالات ۱۰۳۶ء اپ لکھتا ہے۔ امام شافعی سے یہاں ردہ اس اصول سے معلوم ہوا کہ جس راوی سے ساری روایت میں ایک دفعہ حدیث سے روایت ہو جائے تو اس کی عمر وہاں روایت قابل قبول نہیں ہوتی۔

غیر مقدمہ زیر علی رکنی سے اس مضمون میں قل ۵۰ حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ ان حوالہ جات کا مختصر حال کچھ یوں ہے۔

(۱) زیر علی رکنی غیر مقدمہ کے پیش کردہ حوالہ جات میں سے ۳۰ حوالہ جات حدیثیں کرام کے ہیں۔

(۲) پیش کردہ محدثین کرام کے ال ۳۰ حوالہ جات میں سے ۲۰ جو ۲۰ سے ایسے محدثین کرام کے ہیں جنہوں سے صرف امام شافعی کی کتاب الرسالہ والاقتوس ہی نقل ثمر کے سکوت اختیار کیا ہے۔ جس سے آپ ان حوالوں کی فنی حیثیت سے آگاہ ہو گئے ہوں گے۔ کیونکہ امام

شافعی کے حوالہ پر محدثین کرام کا سکوت ہے اور یہ ۲۰ محدثین کرام صرف ناقص ہی ہیں اور کسی بات پر سکوت کو رصا مہدی سمجھتا تو خود غیر مقدمہ زیر علی رکنی کو قبول نہیں ہے مگر قبول ہے تو

پھر غیر مقدمہ زیر علی رکنی سے عرض ہے کہ جس محدثین کرام نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر سکوت کیا تو اس کو بھی رصا مہدی اور صحیح کی دلیل سمجھیں حالانکہ وہاں

زیر علی رکنی نے سکوت کو صحیح سمجھنے پر اعتراض کیا ہے یہ تو خود غیر مقدمہ زیر علی رکنی کا قصہ ہے۔

تو اس کرام حوالہ جات نقل کرنا ہی بات نہیں ہے۔ زیر علی رکنی نے اس وقت تک قائل نہیں رہے ہوگی جب تک کہ وہ طبقات کا انکار ثابت نہ کریں۔ مطلقاً یہی ہے جو سے نقل کرنا جس میں صرف امام شافعی کا اصول در اس کی تائید ہو کیونکہ امام شافعی کے اصول میں حوالہ اس خبر در دیگر حدیث سے تخصیصات ثابت کی ہیں۔ لہذا جب تک وہ طبقات کا انکار ثابت نہیں کریں بے حوالے اصول ہیں حوالہ اس خبر سے خود انکسار ۵۵۴ پر امام شافعی کا قول لفظ کر نے کے بعد طبقاتی تقسیم کی ہے۔

۱۱۔ غیر مقدمہ زیر علی رکنی کے حوالہ میں ۵۰ سے ۱۰۰ اصل سست کے ہیں۔ ان کی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیجئے۔

۱۲۔ غیر مقدمہ زیر علی رکنی کے حوالہ جات میں ۵۰ حوالے ۱۰۰ یوں بند کئے ہیں۔ جن کا جو ب تو پہلے بھی یا چکا ہے۔ مگر پھر بھی غیر مقدمہ زیر علی رکنی سے عددی گنتی نہ تری ثابت ہے کے لئے ان حوالہ جات درج کر دیا گیا ہے۔ جو سراسر سب دھری ہے اور جھوٹ کا پٹندہ ہے۔ ان کی حقیقت اور تفصیل آئندہ صفحات پر ملاحظہ کریں۔

امام شافعی کے قول کی تحقیق

۱۔ ہم نفس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا کتاب الرسالہ فقہ ۱۰۳۵ حوالے اصول کو مطلقاً اور طریقا اصول ماننا ہی غلط ہے۔ کیونکہ زیر علی رکنی غیر مقدمہ خود اپنی کتاب مقالات ۱۶۹، ۳ پر اس اصول میں تخصیصات اور استثناء کا قائل ہے۔ لہذا امام شافعی کے اصول کو ۱۰۰ سے ۱۰۰ حوالہ کلیہ بنا کر پیش کرنا اور امام کو سب کو مطلق میں دالنا مردود اور باطل ہے۔ یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام شافعی کا اصول کو قاعہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ اس میں تخصیص اور استثناء منکس ہے۔ اس تخصیص اور استثناء میں مندرجہ ذیل

کریں تو غیر مقتدر پیر علی کی کو عزت اس وقت ہے مگر پیر علی کی غیر مقلد سے محدثیں کرم کے ۲۰ سوتی جو امام شافعی کی کتاب الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵ تا نیدیش جو۔ یہ ہیں۔ اس پر صمدی کیوں؟ لہذا معلوم ہو کہ پیر علی کی غیر مقتد عام لوگوں کو مخاطب ہے وہ ہے ہیں۔

جہم پیر علی رانی کا امام شافعی کی کتاب الرسالہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی طرح سمجھا غلط ہے۔ اور یہ لکھنا کہ 'صروی نہیں ہے کہ اس کی تاریخ خود امام شافعی سے صدیوں بعد ہو جائے دوسری کتاب میں اس کی صحت کافی سے چھپا کہ صحیح بخاری صحیح مسلم کے مدسب کی روایات کے بارے میں علماء کرام کا عمل جاری و ساری ہے۔ دیر خیزی کی یہ بات بالکل باطل و مردود ہے کیونکہ اس کو کتاب الرسالہ کو متعین پر قیاس کرنا مردود ہے دوسرے یہ کہ جس طرح صحیح بخاری صحیح مسلم کے بارے میں محدثیں کرم کے اقوال موجود ہیں اس طرح کے اقوال امام شافعی کی کتاب الرسالہ کے بارے میں ثابت کرنا غیر مقتدر پیر علی رانی کے لئے ہے۔ لہذا اسے حوالہ جات کی بنیاد پر غیر مقتدر پیر علی رانی نے ہی دی ہے۔ مگر سچے ہیں تو کسی ایک محدث سے ثابت کریں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الرسالہ کی من وادی روایات محض علی ہمدانی ہیں۔ مزید یہ کہ یہ بات خود امام شافعی رحمہ اللہ کے اپنے اصول کے خلاف ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ دس راوی کی غیر مصرح پاسماع (من وادی روایت) لکھنے کے حق میں نہیں ہیں۔ لہذا پیر علی رانی کا اعتراض و استدلال باطل اور مردود ہے۔

کارنیں کرام مسئلہ صرف یہ ہے کہ کیا امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ قوں پر خود عمل کیا ہے یا کہ نہیں؟ مگر یہ بات واضح ہوئی ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کا پنا عمل اس قول پر تھا۔

اعتراض غیر مقتدر پیر علی رانی مناظرہ طریق پر اپنی کتاب مقالہ ۲۰۳ پر لکھتا ہے۔ 'دوسرے یہ کہ امام شافعی نے کتاب دہام میں محمد بن اسحاق بن یحییٰ اور عقیلم بن محمد بن یحییٰ الہمدانی اور دہمد بن مسلم و غیر مسلم کی محض روایات بھی دیں کی ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی مقبول آئمہ ہیں یا ملحد ثانیہ میں سے تھے؟

جواب عرض یہ ہے کہ پیر علی رانی غیر مقتد کو یہ معلوم ہی نہیں کہ فلس موضوع کیا ہے، بات کیا چل رہی ہے اور وہ جواب کیا دے رہے ہیں؟ غیر مقتدر پیر علی رانی کے دہمد بن یحییٰ تحریر سے تو یہ واضح ہو گیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے حرمہ مسین سے اس روایت میں جو امام شافعی کے اپنے اسلوب سے خلاف ہے۔

حقیقت میرا دعویٰ تھا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الرسالہ فقرہ ۱۰۳۵ کا بقول آپ بار ہا پیش کر رہے ہیں، اس قول پر علامہ 'امام شافعی کا پنا عمل جاری و ساری نہیں ہے لہذا امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو ہمارے خلاف قاعدہ اور طریقہ بنا کر پیش کرنا غلط ہے۔ مزید یہاں کہ متعدد مقامات پر غیر مقتدر پیر علی رانی اس قول میں تخصیص کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی عرض کر دوں کہ میں نے کسی مقام پر محمد بن اسحاق و دہمد بن مسلم کو ملحد ثانیہ یا مقبول آئمہ میں نہیں کہا میں نے تو امام شافعی رحمہ اللہ کا صحیح پیش کیا ہے کہ وہ بھی دس راوی کی من وادی روایت سے احتجاج کرتے ہیں۔ لہذا ان مناظرہ جو بات سے نہ تو آپ کا مدعا ملتا ہے اور نہ ہی جان خلاصی ہو سکتی ہے۔ یہ مناظرہ نہ جواب آپ کے جو دعوے کو خوش کر سکتا ہے مگر دراصل ان جوابات کی نہ تو کوئی اصل ہے اور نہ ہی حقیقت اور مزید یہ کہ ان کے یہ مناظرہ نہ جواب بھی غلط اور مردود ہیں۔

اعتراض جب غیر مقتدر پیر علی رانی و امام شافعی رحمہ اللہ کا صحیح اسلوب کو سمجھا یا گیا اور اس کا جو پادینے سے عاجز آئے تو غیر مقتدر پیر علی رانی سے بدتمیزی اور جارحانہ انداز

میں کچھ یوں لکھا۔

کہ تم کوں ہوتے، وہام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال میں تصدیب ثابت کرے اور کیا پدی اور کیا پدی کا شور بہا کچھ تو شرم کریں۔ (مقالات ۱۵)

جواب

حیر مقلد حیر علی کی در پنا روش پر بھی احمیاں دیں۔ پٹی جہارت کے ہا میں سوچیں، تم سے تو مل سست پر امانت اور بدگیری کا جو رور گرم کیا ہے وہ بات تو قائل دامت او قائل شرم ہا تا ہے تم سے علما و اہل سنت کے بارے میں جو افتراء اور بہتان باری ہے کی مشا کو کہیں نہیں ملتی۔ مگر جب جناب کو اپنے اصوں سے مطابقت ہا تا سمجھائی تو جناب کو تو عقدہ سمجھا۔ وہاری ہمت کو راد دیں کہ آپ کے اس طولان بدگیری کا بڑے ہی ارباب سے جواب دے رہے ہیں۔

حصول جہ سے عاجز میں تو میدان چھوڑ کر بھاگنے میں عایت جائیں خواخو وہر اور کے اے اصوں و صوبہ و صبح کرے سے جال آسمان سے چھوٹ جائے گی در علمی قاجیت کا ہرم بھی سر عام بھولنے سے بچ جائے گا۔

در مقالات ۶۶۳ کو رد ہا پڑھ کر، کچھ میں کہ آپ سے حافظ بن جر کے بارے میں کیا لکھا ہے۔ یہ بظاہر تقسیم خود حافظ بن جر کے اصوں سے معارض ہوئے کی وجہ سے بھی ناقابل قبول اور غلط ہے۔ جناب تم کوں ہوتے ہو حافظ بن جر کے اقوال میں تعارض ثابت کرنے دے؛ جب غیر مقلد زید طیزی کے پدی مرضی کی بات ہو تو محدثین کے اقوال میں تعارض ثابت کرتے ہیں اور جب اپنی مرضی کے خلاف ہو تو پھر طولان بدگیری کھڑ کر دیتے ہیں۔ جناب آپ کو تو عادت ہے الزامی جو ب دیے کی تحقیقی میدان میں ایسے حربے فضول ہیں۔

قارئین کرم حیر مقلد حیر علی زئی کے اس بدگیری سے سہ کو گمراہ ہو گیا ہوگا

کہ حیر مقلد حیر علی زئی کے پاس میری ہا تا کوئی سب ہی نہیں ہے۔ حیر مقلد حیر علی زئی نے س بدگیری ہا کے بدستہ ہم خوش و ملوپی سے ہا تا سب کے قائل ہیں۔ لہذا عرض ہے کہ ہام شافعی کے منہج سے ہا تا جو س سے آئی وہ عرض کر دی گئی ہے مگر غیر مقلد حیر علی زئی ہام نوکوں کو مخاطبہ ہا تا تو ہم بھی یہ منہج سے لاتے اور مگر یہ کہ ہام شافعی رحمہ اللہ قائل منہج میں نے نہیں بلکہ آپ نے سلی یہ باب در غیر مقلدین ہا کر مے مجھ سے بھی پہلے پیش کیا ہے۔ ان علماء کرام میں منہج و دلیل شامل ہیں۔

- (1) شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن بن سعید (منہج المنہج میں فی القیاس ص ۲۳)
- (2) ناصر بن محمد اللہ (منہج المنہج میں فی القیاس ص ۱۶۳)
- (3) شیخ محمد طاحت (مجموعہ المسین ص ۲۹)
- (4) ابو سعید دمشقی بن حسن رشاد گروہانی (بزم علم حدیث ص ۳۶)
- (5) محمد حبیب احمد حیر مقلد (در سالہ محدث نو سرہ ص ۲۰)
- (6) صالح بن سعید نجرانی (راشدین و حکام ص ۱۲۹)

لہذا راقم پر اعتراض کرنا غلط و مردود ہے کیونکہ ہام شافعی رحمہ اللہ کے منہج سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسین کی جس وں رویت بیٹے نے جو کہ کی پٹی کتاب الدر مالہ اور کتاب الام سے ثابت ہے۔ اور یہ بھی عرض کر دوس کہ کیا خود حیر علی زئی غیر مقلد نے متعدد مقامات پر حلیل لہذا محدثین کرم مثلاً ابی سب، حافظ بن جر اور علامہ ابی رحمہ اللہ کے اقوال میں تصدیب ثابت کیوں کیا؟ اگر تو تصدیب ثابت ہے تو عین اصوں کے مطابق اور مگر ہم شافعی کریں تو آپ سے بے دلی سے تعبیر کریں۔ کیا مشہور شعر ہے کہ

ورگی چھوڑا سے یکہ رنگ ہو جا سر سر موہیا سر اسر سنگ ہو جا

جناب ہا تا اصولی روشنی میں ہی چھٹی لگتی ہے۔ مجھ میں تو مہ کرام در حد میں کرام کا

مذہب کی طرف سے روایت کو نہیں کرتے مگر اس میں سے برخلاف امام شافعی رحمہ اللہ سے بہت سے مذہب کو بھی ہے۔ بات کو اپنی کتاب الزمالمیں روایت کیا ہے۔ امام شافعی کا اسلوب اور سبب اس کے لیے قوی سے خالق مختلف ہے۔ لہذا امام شافعی رحمہ اللہ کے قوی اور دیگر محدثین کے لیے قوی خواہے جس سے ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا اسلوب اور سبب ہے۔ قاریں اس کے سامنے امام شافعی رحمہ اللہ کا اسلوب و شیخ ہو گیا ہے اور اس حوالہ بات کی حقیقت بھی اس کے لیے قوی ہے۔ اس حوالہ بات میں امام شافعی کے قول پر حاشیہ اختیار کی۔ کیونکہ جب اصل قول ہی قاعدہ کلیہ کن کو مخرج کی کیا حیثیت؟ لہذا امام شافعی رحمہ اللہ کے قول سے امام لوگوں کو مخالف نہیں ڈالنا ضروری ہے۔

امام یحییٰ بن معین کے قول کا جائزہ

ابو یحییٰ صاحب نے نور العین ص ۳۸ پر امام یحییٰ بن معین کے قول نقل کر دیا ہے۔ "مذہب اپنی تدبیر میں (معین روایت میں تحت نہیں ہوتا) کہ اللہ ص ۳۶۲" **جواب** امام یحییٰ بن معین کا یہ قول ابو یحییٰ صاحب کو معین نہیں ہے کیونکہ امام یحییٰ بن معین اپنی کتاب مستدرک میں معین میں سفیان ثوری کی اس حدیث اور حجاج کی ہے۔ دیکھئے مستدرک میں معین صفحہ ۷۷ دہائی ص ۵۵ ص ۵۸) اس سطور با تفصیل سے مستدرک میں انکشاف کیا جاتا ہے۔

(۱) امام یحییٰ بن معین کے نزدیک سفیان ثوری کی تدبیر میں معین نہیں ہے۔

(۲) امام یحییٰ بن معین نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔

(۳) امام یحییٰ بن معین کے اقوال میں تفسیر اور تفسیر ثابت ہوتا ہے۔ لہذا ان کے دونوں اقوال ساتھ قرار پائے۔

مستدرک ہو کہ امام یحییٰ بن معین بھی سفیان ثوری کی تدبیر میں سے استدلال کرتے

تھے اور اس کی تدبیر میں حدیث میں معین کا سبب نہیں ہے۔ لہذا ابو یحییٰ صاحب کو چاہیے کہ وہ اپنے تحقیق سے رجوع کریں۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کو اپنی حدیث کو صحیح تسلیم کریں۔

جامعہ دہلی کے قول کا جائزہ

ابو یحییٰ صاحب نور العین ص ۳۴ پر جامعہ دہلی کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

(۱) کان بدس عن الضعفاء (میزان الاعتدال ۱/۱۶۹)

(۲) وروى دلس عن ضعفاء (سیر اعلام النبلاء ۱/۲۴۲)

(۳) بعدد عن ضعفاء (سیر اعلام النبلاء ۱/۲۴۲)

جواب

ابو یحییٰ صاحب کے امام یحییٰ کے اقوال نقل کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس لیے کہ علامہ دہلی نے تلخیص مستدرک حاکم میں سفیان ثوری کی متعدد روایات کی تصحیح کی ہے۔ علامہ دہلی کی تصحیح سے مستدرک جلیل ہائیں نمایاں ہوتی ہیں۔

(۱) علامہ دہلی کے نزدیک سفیان ثوری کی تدبیر میں معین نہیں ہے۔

(۲) علامہ دہلی نے اپنی تحقیق سے رجوع کر لیا تھا۔

(۳) علامہ دہلی کے دونوں اقوال میں تفسیر ثابت ہونے کے بعد ان کے دونوں اقوال ساتھ قرار پائے۔

لہذا مستدرک ہو کہ سفیان ثوری کی اس حدیث کا اسلوب و شیخ ہو گیا ہے اور اس حوالہ بات کی حقیقت بھی اس کے لیے قوی ہے۔ اس حوالہ بات میں امام شافعی کے قول پر حاشیہ اختیار کی۔ کیونکہ جب اصل قول ہی قاعدہ کلیہ کن کو مخرج کی کیا حیثیت؟ لہذا امام شافعی رحمہ اللہ کے قول سے امام لوگوں کو مخالف نہیں ڈالنا ضروری ہے۔

۱۵۵-۱۶۸-۱۷۱-۱۷۵-۱۷۹-۱۸۳-۱۸۷-۱۹۱-۱۹۵-۱۹۹-۲۰۳-۲۰۷-۲۱۱-۲۱۵-۲۱۹-۲۲۳-۲۲۷-۲۳۱-۲۳۵-۲۳۹

انتخاب

ذریعہ صیقلی ہے جب کا حافظہ اپنی سے سفید ساٹوری کو دس قراردینا
 سلا میریکس کی تکرار پکی کتاب فتح اسلیم ص ۲۴ پر لکھے ہیں۔ قدیمیں و ارساب
 شیبی و حد عند الدہی "یعنی تہیں اور ہاں علامہ یحییٰ کے یہ ایک ہی چیز
 ہے جب علامہ میں مدہیں اور رسال میں فرق نہیں کرتے تو سفید ساٹوری کے ہارے میں
 علامہ ذہنی کا قول کہیے قبول کیا۔

نوٹ

راجہ علیہ ص ۲۵ کا حافظہ ذہنی کا حوالہ نہیں دیا۔ کیونکہ علامہ ذہنی
 نے اپنی کتاب المہذب فی اختصار مس لیسیر ۵۲۵ ق ۲۲۶۸ پر اس حدیث پر غور کیا
 ہے۔ اور سند پر کسی قسم کی غور نہیں کی اور سفید ساٹوری کی مدہیں پر بحث کی ہے۔ لہذا
 معلوم ہو کہ علامہ مدہی کے رد ایک س کی متعین روایات صحیح ہوتی ہیں۔ ورتک دفع یہ ہیں
 ولی حدیث پر علامہ ذہنی نے خود سکوت کیا ہے۔

مدلس راوی کا حکم

حافظ ابن حجرؒ نے ملک علی ابن دصلاص ص ۶۱۳ پر محدثین کرم کے خلاف
 مدہیں تہیں کے ہارے میں نقل کیے اور مام علی بن مدینی کے مسلک ورج اور جمہور کے
 مطابق قرار دیا۔ ورج مام علی بن مدینی کا مسلک صاف ہا ہرے کہ مدس کی وہ متعین روایت
 (عن وں) کیوں ہوگی جس کی تہیں وں روایت لیلیٰ یا کم ہوں۔ (لکھنچہ ص ۲۶۲،
 خطیب بلدان)

امام بخاریؒ اور سفیان ثوریؒ کی تدلیس

امام بخاریؒ سفیان ثوریؒ کی تہیں کے ہارے لکھتے ہیں۔

"لا اعرف لسفیان عن هؤلاء تدلیس" یعنی تہیں کی کتنی کم

مدہیں تہیں۔ (غلل الکبیر ردی ۲: ۱۶۶)

حافظ ابن کثیرؒ اور سفیان ثوریؒ کی تدلیس

حافظ ابن کثیرؒ ہا سفیان ثوریؒ کی تہیں کے ہارے لکھتے ہیں۔ "وما اشاء
 یہ شبخات علاق تخریج اصحاب الصحیح لطائفہ مبہم حیث جعل
 مبہم لفسا احتسب الاثمة تدلیسہ وخرجه الہ فی تصحیح لا مامدہ ولفہ
 تدلیسہ فی جنب ماروی کالتوری ی یسرل عنی ہذا لا سیرا وقد جعل من
 ہذا القسم من کان لا یدس الاثر لقاہ عینا"

ترجمہ۔ اور جس کی طرف حافظ ابن حجرؒ نے اشارہ کیا کہ مدہیں کی یہ جہمت سے
 اصحی صحیح نے علی الاطلاق اپنی کتاب میں روایات کی تخریق ہے اور مدہیں کی ایک قسم
 وہ بتائی ہے جس کی مدہیں کو حدیث سے قبول کیا ہے اور اس کی روایت پکی صحیح میں
 لائے ہیں۔ ان مدہیں کی مامت اور قلت مدہیں کی وجہ سے انہوں نے جو بہت سی
 روایات کی ہیں، مدہیں کو کسی پچھوس سمجھا جائے۔ خصوصاً اس قسم میں س مدہیں کو بھی
 داخل ہا ہے ہونف سے سواتہ تہیں نہیں رہا تھا مثلاً ابن عیینہ۔ معلوم ہو کہ حافظ ابن کثیرؒ
 کے مدہیں سفیان ثوریؒ کے عن وں روایت صحیح ہوتی ہیں۔ (فتح المغیث ج ۱ ص ۷۷)

حافظ صلاح الدین افلاقیؒ اور سفیان ثوریؒ کی تدلیس

حافظ ابن سفیان ثوریؒ کی تہیں کے ہارے لکھتے ہیں "والفسا تدلیس
 فی جنب ماروی" (جامع مقصیل ص ۱۱۲)۔ درج ہا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے
 کہ مدہیں کرم کے رد ایک جس راوی کی تہیں اس کی دیگر روایات کے متواہے میں کم ہو
 گی جس کی تہیں قابل قبول ہوگی۔ معلوم ہو کہ مام بخاریؒ حافظ ابن کثیرؒ اور حافظ علاق
 اور حافظ ابن کثیرؒ کے رد ایک سفیان ثوریؒ کی قلت تہیں وجہ سے ان کی تہیں مسطر

نہیں ہوتی۔ اور یہی تحقیق محدثین کرام کے رد ایک رنج اور مضبوط ہے۔

مناسبہ معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے کہ محدثین کرام
خصوصاً صحیحین کے محدثین کا رنج اور طریقہ کار سفیاء ثوری کی تدبیریں کو قبول کرے یا نہیں
کیا ہے۔

سفیاء ثوری کی تدبیریں محدثین کرام کی نظر میں

اس خبر میں اس بات کی ہیئت منہائی رہا ہے کہ ہم خلفائہ جائزہ سے کہیں کہ
محدثین کرام سفیاء ثوری کی جس شخصیت روایت کے بارے میں کوئی رنج اختیار کرتے ہیں؟
کیونکہ محدثین کرام مہارت نامہ کے ساتھ راویوں کی روایت نقل کرتے تھے اور متعدد
محدثین کرام روایات کے بعد ان کی اصلاح بھی بیان کرتے ہیں۔

۱۔ امام سبکی نے سنن نسائی میں سفیاء ثوری کی میرے علم کے مطابق تقریباً ۳۱ معص
عن وان روایت نقل کی ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سفیاء ثوری کی معص روایات صحیح
اور قابل احتجاج ہیں۔

۲۔ سنن ربیعہ میں امام سفیاء ثوری کی میرے علم کے مطابق تقریباً ۳۶۸ معص
روایت ہیں اور سفیاء ثوری پر تدبیریں کا عنصر نہیں کیا۔ امام ربیعہ کی اس منہج سے صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے رد ایک سفیاء ثوری کی تدبیریں صحیح روایت کی حد سے روایت صحیح
ہوتی ہیں۔

۳۔ امام ابو داؤد "سنن ابی داؤد" میں سفیاء ثوری سے میرے علم کے مطابق تقریباً

۲۲۰ روایات معص ہیں اور سفیاء ثوری کی تدبیریں کا عنصر اس میں نہیں آیا اور یہی تدبیریں کو
وجہ ضعف قرار دے جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابو داؤد کے رد ایک سفیاء ثوری کی
عن وان روایات صحیح ہوتی ہیں۔

۴۔ امام ابو عبد اللہ القزوینی ابن ماجہ نے اپنی کتاب سنن ابن ماجہ میں سفیاء ثوری کی
تقریباً ۲۳۳ روایات لی ہیں۔ لہذا ظاہر ہے کہ ابن ماجہ کے رد ایک سفیاء ثوری کی عن وان
روایات صحیح ہوتی ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کتاب میں سفیاء ثوری کے حدس کا کسی بھی
حدیث سے تحت و اعتراض درج نہیں کیا۔

۵۔ حافظ ابن حبان ہمسائی کا منہج معلوم کرنا ہمیں یہ یقین دہانہ ضروری صاحب ہے ماہنامہ ماہ
حدیث ص ۳۳ صفحہ ۱۲ اور صفحہ ۳۸ پر ابن حبان کا قول بیان ثوری کی تدبیریں پر بھی نقل کرتے ہیں۔

"وَابْعَدَسُونِ الدِّيسِ هَم لِقَاتِ وَعَدُوْرٌ خَالَا لَا مَحْتَجِّ بِأَخْبَارِهِمْ إِلَّا
فَاتَبَنُوا السَّعَاغَ لِحَارُوْرٍ مَثَلِ ثَوْرِيٍّ وَلَا عَمَلِ وَأَبِي اسْحَاقٍ وَضَرَبَهُم
عَنِ الْإِمَامَةِ الْمُتَقَوِّينَ"۔ (الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان، ۹۰/۱)

تہذیب صحیحہ وہ حدس روایت جو ثقہ عادی ہیں، ہم ان کی صرف ان روایات سے ہی حجت
کھینچتے ہیں جس میں وہ سارے کی تصریح کریں مثلاً سفیاء ثوری ہمیشہ درابوا اسحاق و غیر ہم
حق کہ وہ دست ثقہ نام تھے۔ الخ

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "والثقة قدس راوی جو اپنی حدیث میں تدبیریں کرتے تھے
مثلاً "ثقة" یعنی بن ابی کثیر، عمار بن یاسر، ابو اسحاق ابن جریج، ابن اسحاق ثوری اور حاکم بن حاکم
وقالت آپ سچے صحیح سے حدس سے سنا تھا، وہ روایات بطور تدبیریں بیان کر دیتے جن میں
انہوں نے ضعیف یا قابل حجت لوگوں سے سنا تھا تو اگرچہ ثقہ ہی ہو یہ نہ ہے "حدیث" یا

”مسعود“ سے حدیث میں یا میں سے ساتھ اس کی خبر سے حجت پڑنا جائز نہیں ہے۔ (مگر جہاں جہاں ہے)۔

مگر رد المحتار صاحب کا جس حدیث کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے اس حدیث کو سنا ہے۔ یونکہ حافظ ابن حبان سے اپنی کتاب میں اس حدیث کا نقل نہیں کیا۔ بلکہ حافظ ابن حبان کے معنی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث کی تدیس حدیث کے ضعف کا باعث نہیں ہو سکتی۔ اور تدیس قابل قبول ہوگی۔ لہذا معلوم ہو کہ حافظ ابن حبان کے نزدیک حدیث کی تدیس وہی روایت صحیح ہوتی ہیں۔

۶۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند احمد میں امام سفیان ثوری سے تقریباً ۵۷۲ روایات درج کیں ہیں اور اپنی پوری مسند میں کسی مقام پر سفیان ثوری کی تدیس سے حدیث کا ضعف نقل نہیں کیا۔ امام احمد کے اس طریقہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک حدیث کی تدیس حدیث کے ضعف کا باعث نہیں ہے۔ اور اس کی روایات قابل حجت ہوتی ہیں۔

۷۔ امام حاکم سے اپنی کتاب ”مستدرک“ میں ائمہ میں سے امام سفیان ثوری سے میرے علم کے مطابق تقریباً ۲۴۰ روایات معصوم اس حدیث میں نقل کیں ہیں اور صحیح بھی ہے امام حاکم کے اس کتاب مستدرک حاکم کے تفصیلی مطالعہ اور معنی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ امام حاکم کے نزدیک امام سفیان ثوری کی حدیثوں میں معصوم روایات صحیح ہوتی ہیں۔ اور ان کی تدیس حدیث اور روایت میں ضعف کی بنا نہیں ہے۔

مزید یہ بھی واضح دیکھ کر رد المحتار صاحب کا وہ حدیثیں ۳۸ پر امام حاکم سے سفیان ثوری کو طبقاً نقل کیا۔ یہ امام حاکم کے اصول کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ امام حاکم سے اپنی کتاب مستدرک حاکم میں متعدد روایات و حدیثیں سفیان ثوری کی حدیثوں میں تدیس کی تصحیح کی ہے۔ اس منکر وہ بالاحتمال سے بعد نکالتے واضح ہوتے ہیں۔ امام حاکم سے اپنی تحقیق سے رد احتار کرنا تھا۔

۸۔ امام حاکم کے نزدیک سفیان ثوری کی حدیثوں میں تدیس صحیح ہیں۔
۹۔ امام حاکم سے انور الدینی میں تدیس ثابت ہوتا ہے جس سے یہ بات انور الدینی کے اور پھر رد المحتار میں تدیس ثابت ہوتی ہے۔ امام حاکم سے انور الدینی سے اس تحقیق سے امام حاکم کے جو تدیس ثابت ہوتے ہیں اس قوس کو ماننا چاہیے اور اس قوس کو رد کیا جائے اس کا جواب تو رد المحتار صاحب ہی دے سکتے ہیں۔
۱۰۔ امام حاکم کی تصحیح کی عدم مدہدہدہ نے بھی مؤلفہ دی ہے۔ اس طرح امام حاکم کے رد میں بھی حدیثوں کی تصحیح معصوم روایات صحیح ہیں۔

تحقیق سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ حافظ ابن حبان، رد المحتار میں کا سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں رفق نقل کرنا بالکل صحیح اور صحیح کے مطابق ہے جبکہ رد المحتار صاحب کا طبقہ ثالثہ میں درج کرنا غلط مردود اور صحیح کے خلاف ہے۔

۱۱۔ امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سفیان ثوری کی حدیثوں میں تدیس کی تصحیح کی ہے۔ کیونکہ کتاب التعلیل جلد نمبر ۲ ص ۵۸۲ رقم ۵۳۲۔

۱۲۔ امام ابن جریر سے صحیح ابن جریر میں امام سفیان ثوری کی متعدد معصوم روایات کی تصحیح کی ہے اور امام ابن جریر کی یہ خاصیت ہے کہ وہ حدیث میں غلطی کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ مگر امام ابن جریر نے صحیح ابن جریر میں امام سفیان ثوری کی تدیس کی وجہ سے حدیث کو

مسئلہ دینی مام شافعی کا قول اسب سے یہ دراج ہے۔ ۱۱ مزید ص ۵۵ پر لکھتے ہیں۔
بلکہ حق دو ہے جو مام شافعی کے حوالے سے گر چکا ہے۔ مام شافعی کا قول راجح علیہ فی
المحدث شمارہ ۳۳ ص ۵۲ پر لکھتے ہیں۔ "لا یقبل من مدس حدیثاً حتی یقول
فیہ حدیثی أو مصعباً" ہم مدس کی کوئی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب
تک وہ حدیث یا مصعب نہ کہے۔ (اور مام شافعی ص ۲۸) اور شمارہ ۳۳ ص ۵۵ پر
طریق تقسیم کا انکار کر دیا۔ بعد از یہ طریق سے اس انکار پر علمی تحقیق حاضر ہے کیونکہ مذہب
خاصہ علمی مسئلہ ہے، اس لیے ہر مسئلہ سے مدس کو کچھنے سے قاصر ہوں۔ میں عام
لوگوں کو اتنا عرض کروں گا کہ مسئلہ مذہب میں حدیث مقدور میر علی بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ
ہوے نہ وہ سے اس موقف میں تھا ہے، بعد از یہ طریق کا موقع سرور و باطل ہے
و بعض سے بچنے کے لیے عام لوگ غایۃ القصد میں کامیاب ہیں تو موقف بھی کر کے
کہہ سکتے ہیں۔ میر علی بن مسعود رضی اللہ عنہ میں شعبہ دہریاں اور چاہ کیا مدظلہ بھیجے۔

غایۃ التقدیس فی مسئلۃ التذلیس

۱۔ مذہب سے مسئلہ پر غیر مقدر میر علی رضی اللہ عنہ مقالات ۱۵۱ ص ۱ پر ایک سرخی "اصول
المحدث اور مدس کی عن و روایت کا قلم" کے تحت لکھتے ہیں۔ "اصول حدیث کا مشہور اور
معروف مسئلہ ہے کہ مدس راوی (یعنی جس کا مدس ہونا ثابت ہو) کی عن و روایت
نا قابل حجت یعنی ضعیف ہوتی ہے" اور پھر اپنی کتاب کا حجم در عام ہوگوں پر رعب ڈالنے
کے لئے ۴۴۰ محمد شین کرام کے حوالے دیے ہیں۔

جواب ۱۔ عرض یہ ہے کہ اس حوالہ جات کا نکاس یہ ہے؟ یہ جو اصول ثابت
کرنے کے لئے آپ نے جو حوالے دیے ہیں۔ اس حوالہ جات کا انکار آپ نے جو

مقالات ۶۴ ص ۲۳۱ پر لکھتے ہیں۔ "اسے نام پر یا ہے۔ ۴۴۰ حوالہ جات
کو پیش کرنے کے بعد میر علی رضی اللہ عنہ صاحب غیر مقدر لکھتے ہیں۔ "بعض طرح بعض اصول و
قواعد میں تخصیصات ثابت ہو جائے کے بعد عام کا قلم عموم پر جاری رہتا ہے درجاس کو عموم
سے ہار نکال دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس اصول کی بھی کچھ تخصیصات ثابت ہیں" پھر ۴۴۰
صفحہ ۲۰ در ص ۲ پر مدد دے۔ "یہ چند تخصیصات لکھی ہیں۔

- (۱) بعضی میں تم مدس کی تمام روایات صحیح یا معتبر متابعت و شواہد پر محسوس ہیں۔
- (۲) مدس کی مگر معتبر متابعت یا قوی شواہد ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۳) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۴) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۵) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۶) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۷) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۸) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۹) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۰) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۱) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۲) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۳) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۴) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۵) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۶) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۷) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۸) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۱۹) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔
- (۲۰) بعض مدس کی روایت بعض شہ گروہ کی روایت میں ثابت ہو جائے تو مدس کا اعتراف منقطع ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام امد خط کریں کہ میر علی رضی اللہ عنہ نے جو اصول ثابت کرنا تھا اس اصول کو اس میں نے
خود تخصیصات کر کے پہلے ہی دعویٰ کی گئی کر دی ہے یعنی یہ بات یمن نہیں ہے کہ
مدس کی روایت روایت ضعیف نہیں ہوتی کیونکہ مگر قرآن اور شہاد اور تخصیصات بھی
مد نظر رکھنا ہوتی ہیں۔ لہذا غیر مقدر میر علی رضی اللہ عنہ مام شافعی علیہ الرحمہ کا قول کہ مدس ہم
سے کہہ ہم مدس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے حتیٰ کہ وہ حدیثی یا سمعت کہے (کتاب

اور رسالہ فقہ نمبر ۵۳۵) جو فقہ فہرستیں مرتب ہیں، اس قوس کی تخصیصات ثابت مروی ہیں۔

راقم کا بھی یہی کہنا تھا کہ غیر مقتدر علی رقی و دار امام شافعی کے قوس سے مطلقاً مندرج کرتے ہیں وہ بالکل غلط اور مردود ہے بلکہ امام شافعی کے اس اصول سے محدثیں کہ تم تحقیق میں بلکہ جو امام شافعی نے اپنے اصول کو اپنی کتاب الرسا میں بھی لکھ لیا، تمام سند و صحاح میں امام شافعی علیہ الرحمہ کے اس قوس کا تعمیل جائزہ پیش کریں گے مگر فی الوقت امام شافعی علیہ الرحمہ کے قوس کو زیر علی رقی ح. مطلقاً نہیں دیتے بلکہ بڑی طور پر اس کا انفراد کرتے ہیں

مزید یہ کہ زیر علی رقی غیر مقتدر نے تخصیصات میں نمبر ۵ کے تحت جو لکھا ہے کہ "اسی طرح اگر کوئی اور بات دلیل سے ثابت ہو جائے تو وہ بھی قابل قبول ہے"۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے کہ چونکہ یہ ایک گہری بات ہے۔ جس کا مفہوم بڑا وسیع ہے کہ اگر کسی اور دلیل سے ثابت نہ کرنا ثابت ہو تو اس رویت کو بھی قبول کیا جاسکتا ہے

مزید یہ کہ جس طرح تحقیقی میدان میں زیر علی رقی غیر مقتدر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ امام شافعی کے اصول میں تخصیصات ثابت کر سکیں اسی طرح ہمیں بھی حق حاصل ہے کہ ہم بھی اصول محدث اور اقوال محدثین و علماء کرام کی روشنی میں امام شافعی کے اصول میں کچھ تخصیصات ثابت کر سکیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

- (۱) حافظ بن حجر اور دیگر محدثین کرام کی مدینہ کی طبقاتی تقسیم۔
- (۲) امام کرام کے اقوال سے نقل شدہ بیس کی تدبیریں قبول کرنا۔
- (۳) تدبیریں کی مختلف صورتوں کے مختلف احکام۔
- (۴) نقد سے تدبیریں۔
- (۵) طویل رفاقت ہونا۔
- (۶) مخصوص اساتذہ سے تدبیریں

(۷) خاص شگردوں کا تدبیر سے روایت۔

(۸) جلاست مسمی۔

(۹) محدثین کرام کا معین قبول کرنا۔

یہ بھی واضح ہو جائے کہ ان تخصیصات کے حدود عرب تحقیق و اکثر عواد اختلف نے اپنی کتاب روایات المدینہ میں بخاری صفحہ ۲۶ تا صفحہ ۳ تک تدبیریں کے تقریباً ۳۳ کے قریب اصول اور صوبہ لکھے ہیں جس کی وجہ سے مدینہ کی روایت قبولی جاتی ہے۔

اس سے جو مندرجہ بالا ۸ تخصیصات ثابت کیں ہیں۔ ان میں سے حضرت مہدی بن مسعود کی حدیث کی ترک رتبہ بن دواہی حدیث میں صحابہ بخاری کو تخصیص نمبر ۱۸، ۱۹، ۲۰ حاصل ہیں حالانکہ ایک تخصیص بھی ثابت ہونے سے رد ہوتا صحیح ہوتی ہے۔

اب مزید یہ تحقیق کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سفیات ثوری کو غیر مقتدر زیر علی رقی کی پیش کردہ کن تخصیصات سے تخصیص حاصل ہے۔ زیر علی رقی سے مقالات ۱۶۵۳ پر تخصیص مسرہ لکھی ہے۔ "اسی طرح اگر کوئی اور بات دلیل سے ثابت ہو جائے تو وہ بھی قابل قبول ہے"۔ اس بات کو مزید مزین کرنے کی کوشش ہے جو محدث ابن رشید اللہری نے ثابت ہے، لکھتے ہیں۔ "اب من عرف بالحدیث فمعرفہ بذلك کافہم الوقف لی حدیثہ حتی یصلی الامر" (المسنن الاہلین ص ۶۶) ترجمہ مگر جو تدبیریں کے ساتھ معروف ہو تو یہ معلوم ہو جائے کہ اسے کافی ہے کہ اس کی حدیث میں توقف کیا جائے کہ یہ معاملہ واضح ہو جائے۔

اب ہم زیر علی رقی کے تخصیص نمبر ۵ سے اور محدث ابن رشید اللہری کے خود سے معاد واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

افول تو علم یہ ہے کہ حج تک حدیثین اور محدثین کرام سے اس ترک رتبہ بن دواہی

حدیث پر، دیگر ائمہ بات تو اوروں کے مگر کسی ایک محدث سے کہ حدیث میں سفیان ثوری کی روایتیں کا اثر کم و بیش کیا۔ حالانکہ یہ مسند پر دور میں رہے۔ بحث رہا ہے۔ بہر اہم اہل احسن عقلی ہر سے علم میں وہ پہلا شخص ہے جس سے محدث کہیں ثقہ عالم واحد لکھوٹی سے روایتیں یہ اثر کی جو سب یہاں

اس سے حدیث میں حیثیت باطل مردود اور جمعہ محدثین کے تصحیح کے خلاف ہے۔ دوم یہ کہ آج تک کی محدث سے یہ تصریح بھی نہیں کی کہ یہ حدیث سفیان ثوری سے عاصم بن کلیب سے نہیں کی۔ اگرچہ علی رتی غیر مقید و سنی حدیث کے متعلق محدثین کرام سے یہ نقل کر سکتے ہیں کہ فلاں محدث پر اوں نے یہ حدیث نہیں کی یا فلاں روایت میں نہ نہیں کا شہ ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس حدیث کے متعلق محدثین کرام کی یہ خاموشی کیسی ؟

سوم غرض یہ ہے کہ ہم جو علماء کرام سے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ حدیث عاصم بن کلیب سے سفیان ثوری سے نہ کی ہے۔ ان میں مندرجہ ذیل محدثین کرام شامل ہیں۔

(۱) امام بخاریؒ ۳۲۰ ۳۲۰ ۳۲۰

(۲) یحییٰ بن آدمؒ کتاب العمل ۳۷۸

(۳) امام احمدؒ کتاب العمل ۳۷۸

(۴) امام ابو حاتمؒ علل الحدیث ۲۵۸

(۵) احمد بن قسطنطینؒ اصل الرواد ۱۷۳

(۶) ابن قیمؒ تہذیب الاسماء ۳۶۸

یہاں میں دصاحت کردوں کہ محدثین کرام سے واضح تصریح کی ہے کہ سفیان ثوری نے یہ روایت عاصم بن کلیب سے کی ہے مگر ہم لاہو حدیث حدیث میں سفیان ثوری سے وہم ہو

اور باقی حدیث صحیح ہے۔ غرض یہ کہ محدثین کرام سے اس حدیث میں سفیان ثوری پر وہم کا الزام عائد کیا ہے۔

تیسرے میں کرام کو یہ دصاحت فکر ہے کہ اگر سفیان ثوری نے اس حدیث میں نہ نہیں کی ہوں تو پھر اسوہ سے یہ حدیث عاصم بن کلیب سے کیسے کی اور اگر جس طرح محدثین کرام سے وضاحت کی ہے کہ یہ روایت سفیان ثوری سے عاصم بن کلیب سے کی ہے تو پھر اس میں نہ نہیں کی طرح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ نہ نہیں ہوتی ہی وہ ہے حرورایت مذکورہ نہ نہیں کی اور پھر متاخر تحقیق یہ ہے کہ اگر یہ حدیث سنی ہی نہیں تو وہ ہم کیسا ؟ اگر حدیث سنی ہوتی تو پھر وہ ہم کا اثر صحیح اور ہو سکتا ہے۔ لہذا کچھ چیزیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) اگر حدیث سنی ہے تو نہ نہیں نہیں ہوئی اور اگر نہ نہیں ہوئی ہے تو نہ حدیث نہیں کی

(۲) اگر حدیث سنی ہی نہیں تو وہ ہم کا الزام نہیں ہے ؟ اگر وہ ہم سے تو پھر شناختا بہت ہوتا ہے۔

(۳) اور اگر شناختا بہت ہے تو پھر نہ نہیں ہو سکتی بہت حدیث کا الزام باطل اور مردود ہے

مید ہے کہ قارئین کرام اب اس مسئلہ کی تہنیک پہنچ گئے ہوں گے۔ تعجب انگیز امر یہ ہے

نہ یہ باتیں علماء غیر مقیدوں کو نظر کیوں نہیں آتی ؟ کچھ صرف و صرف اصناف کا بعض ہے

اعتراض میرے اس نکتہ پر جو بھی سمجھا چکا ہوں (۱) غیر مقلد و پیروں کی سے مناظر نہ

اور الزامی جو کچھ یوں دے کی کوشش کی۔

”جب سفیان ثوریؒ کو ہے اسناد عاصم بن کلیب سے روایت کرے

میں وہم ہو سکتا ہے تو پھر دوسرے مجھوں یا مجھوں سے روایت کرنے میں وہم کیوں

نہیں ہو سکتا ؟ اگر ثوریؒ سے عاصم بن کلیب سے یہ روایت مذکورہ سنی تھی تو پھر ہمارے کی تصریح

کہاں ہے ؟“ (مقالات ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸)

جواب اس سلسلہ میں پہلی بات تو غرض یہ ہے کہ سفیان ثوریؒ پر اس حدیث میں وہم کا

الزام ہے، اور وہ بھی صرف اسم لایحدود کے الفاظ پر نہ کہ ہائی تکمل رویت پر نہیں ہے۔
پہلی ۲۱ کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ لم یعود کے الفاظ کے بغیر بھی مثال کا موقف ثابت
ہوتا ہے۔ رد میں نے ان قوے کا تحقیقی جواب دیا ہے لہذا تفصیل کے لئے میری
دونوں کتابوں کا مطالعہ رجوع فرمائیں۔

مزید یہ کہ ردیر طبرانی کو یہ شاید بخوش گیا ہے کہ مذہب میں اسے مستند سے کسی وہی خاص
حدیث کو کہتے ہیں جبکہ وہم تو اپنے مستند سے کسی وہی حدیث میں ہوتا ہے۔ لہذا انہی وہی
خاص حدیث (جسکو مذہب کہتے ہیں) کو وہی وہی حدیث میں ملتی ہے۔ کراچیا ست ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس دوسرے مہول یا بھروسہ راویوں کی روایت میں ائمہ وہم ورائل
سے ثابت ہو جائے تو ہم اس کو ضرور مانیں گے۔ ہم اصولوں کو ماننے والے ہیں اور ہم
اصول کے تحت ہی تحقیق کرتے ہیں۔ آپ کی طرح نہیں کہ ایک دس ایک موقف اور
دوسرے دن دوسرے موقف اور پھر طرہ اختیار یہ کہ کسی اصولی کو آپ رجوع کا نام دیں
جنا ب ریر علی کی آپ کا یہ دھوکا ہم لوگوں کو تو متاثر کر سکتا ہے مگر علماء کرام پر اس کی تہمت
اور حقیقت واضح ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حدیث کی سہار کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ حدیث اخیر یا سہار کی تصریح
کرے۔ کیونکہ اگر دس راوی کی روایت میں سہار شیخ معلوم ہو جائے تو مذہب کا الزام
باطل اور مردود ہو جاتا ہے۔ دین کا اعتراف ختم ہو جاتا ہے۔

زبیر علی زنی کا عام لوگوں کو مغالطہ

قارئین کرام زبیر علی زنی غیر مقلد یا لکھنا کہ مقالات ۲۶/۲۷ پھر سہار کی تصریح یہاں
ہے؟ ایک دھوکا اور مغالطہ ہے۔ کیونکہ زبیر علی زنی عام لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہے

ہیں لہذا ان کے معاملے کی تحقیق حاصر حدیث ہے۔

زبیر علی زنی کا پہلا رخ

عرض یہ ہے کہ غیر مقلد زبیر علی زنی نے مقالات ۲۷/۲۸ حدیث ۶۷/۱۲ پر لکھا تھا۔
”کہ سفیان ثوری کی حدیث میں بھی القطار کے محتاج ہیں کیونکہ وہ مصرح باسماء
روایت کیا کرتے تھے“ (الکافی صفحہ ۳۶۱) ”وہ مزید لکھا ہے کہ“ امام یحییٰ بن سعید
القطان نے فرمایا میں نے سفیان ثوری سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں انہوں نے
حدیثی اور حدیثی کہا ہے سوے وحدیثوں کے۔“ (کتاب احسن ۱/۱۵۷)

اس بات کا جواب رقم ۷ پہلی دوسری کتاب ”مسئلہ ترک رفع یدیں“ مصنفین کا جواب
صفحہ ۳۶ پر لکھا کہ ”یہاں ہم عرض کر دیں کہ امام یحییٰ بن سعید کے یہ شمار ایسی حدیثیں صحاح
میں اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں جس میں وہ سفیان ثوری کی من (یعنی محض)
روایت بھی دیتے ہیں۔“

زبیر علی زنی کا دوسرا رخ

میرے درج بالا اعتراض کا جواب غیر مقلد زبیر علی زنی نے مقالہ ۲۸/۴ پر کچھ یوں
دیا۔

”جب بھی القطار کی سفیان سے ہر روایت سہار پر محض ہے تو پھر عرض وہی روایت ہوا کرتا
ہے۔ ابھی مضمر نہیں اور یہ معنی ثوری کی طرف سے نہیں بلکہ امام یحییٰ بن سعید القطار یا ان کے
شاگردوں کی طرف سے ہے۔“

جواب قارئین کرام ملاحظہ کریں کہ کس طرح زبیر علی زنی نے اپنا رخ تبدیل کیا اور
کس طرح عقیدہ کا دفاع کیا۔ ہم نے جب محدثین کرام سے ثابت کر دیا کہ یہ روایت
سفیان ثوری سے عاصم بن کلیب سے نہی ہے تو زبیر علی زنی نے ہم سے سہار کی تصریح مانگی

ۛ محدثین کرام کے حوالہ جات کی حقیقت ۛ

میر قلیذیر علی دینی سے مقالات ۱۸۸۳ء-۱۸۹۱ء تک بیس کو مضمر ثابت کر کے کے ہے نام
لہذا وہ اس کے پیش کیے ہیں۔

امام بخاری کا حوالہ امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ سے عقار و عن کی ضروری ایک روایت کے بارے
میں لہذا اور عقار نے اس سے اس روایت میں ہے سار کا کر نہیں کیا (جرح و تقرک)
۶۰ معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک اس کا سار کی تصریح کرنا صحت حدیث کے
مناقی ہے۔

جواب عرض یہ ہے کہ میر قلیذیر علی کی عام لاگوس کو اس کا دے رہے ہیں کیونکہ اس
حوالہ سے تو آپ کا موقف ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ قرآن تو آپ امام شافعی کے اصول میں
تخصیص کے بھی قائل ہیں۔ مگر حوالہ سے یہ ثابت کرنا چاہئے ہیں کہ قیادہ کی عن دان روایت
ضعیف ہوتی ہے جبکہ قیادہ کی عن دلی روایات کی بھی تخصیص ثابت ہیں۔ مزید یہ کہ جناب
قیادہ میں دعاء کو حافظ ابن حجر سے طبقہ ثالثہ کا مدس چنی کتاب التلخیص علی ابن ماریہ ص ۲۵۸
پر لکھا ہے۔ جناب قیادہ جو کہ طبقہ ثالثہ کا مدس ہے۔ ہمارے نزدیک تو طبقہ ثالثہ کی معصن
روایات تصحیصات دور متناہ کے علاوہ ضعیف ہوتی ہیں۔ لہذا آپ کے ایسے اقوال جن میں
طبقہ ثالثہ اور دیگر طبقات کے مدس میں پر اعتراض ہو، ایسے مدسین کو پیش کر کے جاں خلاصی
نہیں کر سکتے ہیں۔

ابن خزیمرہ کا حوالہ امام ابن خزیمرہ سے فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ عیش مدس
میں اس میں نے حبیب بن ابی ثابت سے ہے سار کا کر نہیں کیا۔ (کتاب التوحید ص ۳۸)

ملکی مقالات ۲۰۰۳ء

جواب

جناب عرض یہ ہے کہ عیش کو حافظ ابن حجر سے اپنی کتاب التلخیص علی
ابن ماریہ ص ۲۵۸ پر طبقہ ثالثہ کا مدس لکھا ہے لہذا طبقہ ثالثہ سے اس یہ جرح ثابت
کرنا ہمارے خلاف نہیں ہے کیونکہ ہم تو طبقہ ثالثہ کے مدس میں عیش کی روایت کو دیگر
شواہد و قرائن سے بھی مانتے ہیں۔ لہذا یہ دعاء سے دینا صرف عام لوگوں کی
آنکھوں میں اس میں جھوٹے کے متروک ہے۔

امام شعبہ کا حوالہ امام شعبہ نے فرمایا، میں قیادہ کے مدس کو اختیار ہوتا حسب آپ کہنے میں
لے سنا ہے یا فلاں نے نہیں بیان کیا ہے تو میں سے یاد کر رہتا ہوں۔ حسب آپ کہتے فلاں سے
حدیث بیان کی تو میں نے چھوڑ دیا۔ (مقدمہ بصری و تحدیل ص ۱۶۹)

جواب

جناب عرض یہ ہے کہ قیادہ میں دعاء طبقہ ثالثہ کا مدس ہے۔ لہذا یہ
دعاء سے تو مرد اور باطل ہیں کیونکہ ہم تو طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثالثہ کے مدس میں عیش کی
روایت صحیح اور طبقہ ثالثہ وغیرہم کی معصن دان روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں لہذا کہ دیگر قرائن و
شواہد سے تصحیصات ثابت ہو۔

حافظ ابن عبد البر کا حوالہ انہوں نے فرمایا حافظ ابن عبد البر نے کہا، اور اس میں سے
(محدثین) فرمایا عیش کی مدس (یسی عن دلی روایت) غیر مقبول ہے۔ کیونکہ انہیں
جب معتد روایت کے بارے میں پوچھا جاتا تو میر قلیذیر کا حوالہ دیتے تھے۔ (انہید
۲۰۰۳ ملکی مقالات ص ۲۰)

جواب

اس دعاء پر دیگر اعتراضات تو چنی جگہ یہاں پر عرض کر دوں کہ
امام عیش کو حافظ ابن حجر سے التلخیص علی ابن ماریہ ص ۲۵۹ پر طبقہ ثالثہ کا مدس لکھا ہے۔

لہذا طبقہ ثانیہ غیر مضموم سے مدسک یا جرح ۷۸ سے خلاف مستندوں کے طور پر پیش کرنا باطل اور راویوں کے خلاف نہ کرنا مردود ہے۔

محمد بن فضیل بن غزوان کا حوالہ محمد بن فضیل بن غزوان سے کہا میجرہ بن مقسم سے کہتے ہیں کہ تھے یکن نام سے صرف وہی روایت لکھتے جس میں وہ اسم کہتے تھے۔

(مسند بن محمد ۴۳۰)

جواب دیگر عزیمات کے علاوہ اس سے کہ میجرہ بن مقسم کو بھی حافظ بن عمر سے لکھا علی بن صالح ص ۲۵۸ پر طبقہ ثانیہ کا مدس قردیا ہے۔ لہذا طبقہ ثانیہ غیر مضموم کے مدس میں پر اعتراضات ہمارے خلاف پیش کرنا مردود ہے کیونکہ ہم یہ تصریح کر چکے ہیں کہ حافظ بن عمر کی طاقاتی تقسیم کے مطابق طبقہ اولیٰ و طبقہ ثانیہ کے مدس کی غن و لی روایت قابل ثبوت ہے اور طبقہ ثانیہ غیر مضموم کے مدس کی غن و لی روایت ضعیف ہوتی ہیں اور دیگر قرائن اور شواہد اور تخصیصات ثابت ہوں۔

ابن قنابن الدیلمی کا حوالہ بن قنابن الدیلمی نے کہا: اور عیش کی معص (غن و لی) روایت انقطاع میں کر کے کاشا اور برف ہے کیونکہ وہ مدس ہیں۔ (ایضاً الوهم ۳۵۱)

جواب جناب اس حوالہ میں بھی اعتراض عیش پر ہے اور عیش سے طبقہ ثانیہ مدس ہونے کی وجہ سے یہ اعتراض ہمارے خلاف نہیں ہے۔

ابو حاتم کا حوالہ ابو حاتم الرازی سے فرمایا ہری سے مرد سے یہ حدیث نہیں کی لہذا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس میں تدلیس کی ہو۔ (طلح الحدیث ۳۲۳)

جواب عرض یہ ہے کہ ہری کو بھی حافظ بن عمر عسقلان صلیہ الرحمہ سے اپنی کتاب

فتح علی بن صالح ص ۲۵۸ پر طبقہ ثانیہ کا مدس لکھا ہے۔ لہذا طبقہ ثانیہ غیر مضموم کے مدس میں پر اعتراضات کے حوالہ جات ہمارے خلاف پیش کرنا مردود ہے۔

قاری بن کریم غیر مقدر ہری روایت سے کہتے ہوئے میرے خلاف پیش کئے اور احوال دیکھا جائے تو وہ میرے حق میں کہتے ہیں کیونکہ حافظ ابن عمر سے جس روایت طبقہ ثانیہ غیر مضموم کا مدس لکھا ہے محدث بن کریم سے ہی مدس میں سے معنی پر اعتراض وارد کیا ہے میں یہ بات واضح کر دیتا چاہتا ہوں کہ حافظ ابن عمر نے طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے مدس میں سے روایات جو کہ سے مردی ہوں انہیں صحیح تسلیم کیا ہے اور جہود محدث بن کریم بھی ان کے ساتھ ہیں اور جن روایوں کو حافظ ابن عمر سے طبقہ ثانیہ غیر مضموم میں لکھا ہے تو ان سے روایت یہ مدس کی غن و لی روایت ضعیف ہوتی ہیں۔ جس سے جہود محدث بن کریم حق ہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ یہ مردی نہیں کہ محدث بن کریم ہر روایت کے مدس پر تصریح کریں کہ یہ مدس روایتی طبقہ اولیٰ یا طبقہ ثانیہ کا ہے۔ لہذا معص و لی روایت صحیح ہے اور اس کی بھی تصریح کرنا ضروری نہیں کہ غن و لی روایت مدس کی ضعیف ہے کیونکہ یہ طبقہ ثانیہ غیر مضموم کا مدس ہے۔ کیونکہ حافظ بن عمر اور دیگر علماء کرام سے مستندین محدثین کرام سے اقوال کی اعتبار کی اور طریقات واضح کئے۔ لہذا طبقہ ثانیہ غیر مضموم کے مدس میں راویوں پر مضمون حوالہ پیش کرنا باطل اور مردود ہے۔

۱۰ علماء غیر مقلدین کے حوالہ جات کی حقیقت

مترجم امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلہ مدس کے مضمون کے ضمن میں غیر مقلدین کی علی کی نے مقالات ۳۴، ۱۹، ۳۴، ۱۹ پر مزید ۳۰ حوالہ جات صرف اپنے مضمون کو دلیل کرنے کے لئے لکھے۔ ۳۰ حوالہ جات میں ۱۰ حوالے عصر حاضر نے غیر مقلدین کے

غیر مقلد مولانا مبارکپوری کا مدلسین کے بارے میں مصلہ

غیر مقلد مولانا مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔

”حسن حدیث و مولف اپنی مذہب کے مؤید لکھتے ہیں اور اس کی سند میں کوئی راوی مدس
اور آپ حسن سے اس کو معین حنا رایت یا ہے تو آپ وہاں اپنی رایت سے بالکل سکوت
فرماتے ہیں اور نہ کہ مدس ہونا ظاہر نہیں رہتا۔ (اسلام اعلیٰ الزمن ص ۳۶)

”اور یہ حدیث صحیح مولف کے مذہب کے موافق نہیں ہوتی اور انکی سند میں کول راوی مدس ہوتا
ہے تو آپ کو یہاں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ظاہر راوی مدس ہے حالانکہ اس مدس
کی مدس مناسبت دیکھی اور وجہ سے معترض نہیں ہوتی۔ (اسلام اعلیٰ الزمن ص ۳۶۸)

”مولانا مبارکپوری اس بے انصافی کا شکوہ کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں۔

”بل علم الصاف سے بتائیں کہ مولف کا اپنے مذہب کے موافق حدیثوں کے راوی مدس
کی مدس معصوم کا نام نہ لانا اور جو احادیث صحیحہ کہ مذہب حق کے موافق نہیں ہے ان کے
راوی مدس کی مدس غیر معصوم لکھنا ہر اور اس کی مدس غیر معصوم اور غیر قادر سے ان احادیث
میں کو ضعیف بنانا یا صریح ریاقت نہیں ہے۔ (عدم اعلیٰ الزمن ص ۳۶۹)

”اور انہیں کرام مولانا مبارکپوری کی یہ گواہی ہوتی ہے کیونکہ اپنے مسلک کا قانع کرتے
ہوئے اصولوں سے روگردانی کرنا مناسب نہیں ہے۔ لہذا غیر مقلد راجح علی دینی کے
تمام ۲۰ حوالے اور خصوصاً جو سے علامہ غیر مقلدین کے اسی مضمون میں ہیں۔ مید ہے کہ
قارئین کو کم کو اس پیش کردہ اصولوں کی حقیقت سمجھ آگئی ہوگی۔ تاکہ اس کے لئے ایک اور
حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔ مولانا مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔ ”حالانکہ یہ بات ثابت ہو چکی
ہے کہ صحیح بخاری کی مدس قادر و مصدق حدیث نہیں ہے۔ اور بدین تصریح تاریخ کے
سبکی و بیت مقبول ہوتی ہے۔ (عدم اعلیٰ الزمن ص ۳۶۸)

یہ بات بھی دقت میں رہے کہ مولانا مبارکپوری سے یہ تحریر مولانا شمس الحق محدث
ذیابوی غیر مقلد کی رجحان سے لکھی گئی۔ لہذا اس بات پر سوزنا شمس الحق عظیم آبادی غیر
مقلد کا بھی اتفاق ہے کہ سلیب بخاری کی مدس میں بعض حدیث نہیں ہے۔

اعتراض۔ لہذا رجحان فی مقالات ۱۳۴۲ء پر یہ لکھتا ہے کہ ”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ
دوسری کتابوں میں مدس کی کئی کئی حدیثیں ہیں جو صحیح بخاری میں نہیں ہیں۔

جواب۔ یہ فیصلہ جو عمر مقلد میں ہی کر لیں کہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی مولانا
عبدالرحمن مبارکپوری صاحب مدس شدکی، مدس الدین، مدس الدین اور مولانا رشاد الحق شری
وغیرہ صاحب کی بات ایک اور صحیح حدیث پر ہے کہ غیر مقلد راجح علی دینی کا طر عمل صحیح
محدثین کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلد راجح علی دینی کا موقف باطل اور مردود ہے۔

”مولانا مبارکپوری غیر مقلد کے بارے میں تو غیر مقلد راجح علی دینی خود لکھتے ہیں۔
”یہاں سے دل میں قرا کا، اہل سنت و علماء حق مثلاً سوا، عبدالرحمن مبارکپوری کا
بہت احترام ہے۔“ (معاذ اللہ ص ۲۵۱)

اعتراض۔ مزید لکھتے ہیں۔ ”بعد میں آئے دے حافظ بن حجر، بات دیکھیں، ماہر شافعی
کی؟ بن رجب صلی کار مالہ اصل علم السلف بھی علم اطفال پر جانیں۔ (معاذ اللہ ص ۲۳۲)

جواب۔ عرض ہے کہ بن رجب کا حوالہ دینا کامر کہ آپ کو تو یہ بات نہیں دینا کیونکہ آپ تو
انہیں غاف تصور کرتے ہیں۔ پھر ہم بعد میں آئے دے غیر مقلد راجح علی دینی کی بات کو صحیح
دیکھیں یا مولانا عبدالرحمن مبارکپوری اور شمس الحق عظیم آبادی کی؟ فیصلہ تو عام لوگوں کو کرنا ہے
کہ عبد الرحمن مبارکپوری اور شمس الحق عظیم آبادی کی بات دیکھیں جو اس سے علم اور
اصول میں جانتے ہیں یا غیر مقلد راجح علی دینی کی حسب قانون اصول ہی نہیں ہے۔

2. غیر مقلد محمد و خود رشد کی کتاب حدیث و اہل حدیث تقلید ۲۵۱ کے حوالہ تو کتاب کے تمام متن میں ہے کہ یہ کتاب حدیث و اہل حدیث کتاب کا جواب ہے۔ ہذا اس اثر کی حوالہ کو پیش کرتا ہوں صرف عام لوگوں کو سمجھانا ہے تاکہ تحقیق کے یہاں اس اہمیت کو اصول و ضوابط کی ہوتی ہے۔

3. عبدالرحمن مطلق کتاب تکمیل ۲۰۰ کا حوالہ بھی موصوف ہے کیونکہ عبدالرحمن مطلق مصنف لی الا حلال ہے غیر مقلد یہ طبری میں علی صوب اور جرئت ہے تو معیان بن عیوب جو یک مسند میں راوی ہیں اس کی ایک حدیث جو موصوف سے ہو اس پر عبدالرحمن مطلق کا تہمیس کا الزام ثابت رہا ہے مگر یقیناً اس کی یہ حوالہ پیش کرنا ناممکن نہیں ہوگا۔ عبدالرحمن مطلق سے تصحب کا ثبوت دہتے ہوئے احناف کی ترک دفع یدین والی حدیث جو حضرت عبدالرحمن بن مسعود صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اس پر جواب لکھتے ہوئے سب سے پہلی مرتبہ میں لکھی ہے کہ تہمیس کا الزام لگاتے ہوئے اس حدیث کو تہمیس کی وجہ سے رد کیا۔ رد علی کی کو چیلنج ہے آپ عبدالرحمن مطلق سے پہلے کسی ایک محدث کا حوالہ پیش کر میں موصوف کے ترک دفع یدین والی حدیث میں معیان لکھی کی کا الزام وارڈ کرتے ہوئے اس کو وجہ ضعف کی دلیل دکھایا ہو۔ حالانکہ یہ حدیث ضعیف القدر محدثین جس میں غلط کے ماہر بھی شامل ہیں ان کے سامنے تھی مگر کسی ایک نے بھی تہمیس کا الزام وارڈ کر کے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہو۔ مگر عام لوگوں کو سمجھانا ہے کہ مطلق تصحب و پھر ان کے بعد غیر مقلد زبیر طبری نے الزام وارڈ کیا ہے۔

4. غیر مقلد بشر احمد ربانی کی کتاب حکام و مسائل ۵۳۱/۵۳۲-۵۸۰ کا حوالہ بھی ہوگا اور فریب ہے۔ کیونکہ غیر مقلد بشر احمد ربانی سے عمنش پر تہمیس کا الزام لگایا ہے۔

۵. حافظ بن عمر سے المنکب ص ۲۵۸ پر عقد ثانی کا دس قرور ہے۔ جناب ہم تو اس کے قائل ہیں کہ عقد اول و عقد ثانی کے مدسین کی روایت صحیح حدیثات کے روایت ضعیف ہوں ہیں لہذا روایت دیگر قرآن یا شیعہ میں نہ جائیں۔ لہذا جس روایت سے مدسین کی عمنش والی روایت کو حافظ حجر اور علامہ کرام خود ضعیف کرتے ہیں تو اس کے خلاف پیش کرنا مردود ہے۔

۶. دانا عبدالرحمن مہار پوری کی کتاب تحفۃ الاسرار کی ۱۰۱۰ الاصول بھی باطل اور ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ہے کہ عبدالرحمن مہار پوری کا چنانچہ حقیقتات میں پر تھا۔ دوم یہ کہ اس حوالہ میں کا اعتراض عمنش کی تہمیس پر تھا۔ اس بات کی تردید ہے کہ عمنش کو حافظ ابن حجر نے المنکب علی بن صالح ص ۲۵۸ پر عقد ثانی کا حوالہ ہے لہذا عام لوگوں کو سمجھانا ہے کہ تہمیس حوالہ پیش کرنا آپ کے رد ایک بار ہو چکا ہے مگر یہ طرز عمل باطل اور مردود ہے۔

۷. سعید حامد شیخ عبدالعزیز ابن کی کتاب مجموعہ فتاویٰ ابن ہادی ۲۳۶/۲۳۷ کا حوالہ بھی صرف اور صرف عام لوگوں کو سمجھانا ہے کیونکہ اس حوالہ میں اعتراض ایک مدسین والی مبنی بن ابی شیمہ پر ہے۔ جو کہ حافظ بن عمر کی کتاب المنکب علی بن صالح ص ۲۵۹ پر عقد ثانی میں موجود ہے۔ لہذا تہمیس کے مدسین کی روایت پر ترجیح دے کر تہمیس کو تہمیس لکھا ہے۔ کیونکہ عقد ثانی کے مدسین کے عمنش والی روایت کو تہمیس بھی ضعیف کرتے ہیں۔

8. غیر مقلد عبدالعزیز لکھنوی کی کتاب خبریہ اہل حدیث ص ۳۶ اور استیصال التعلیل ۹۰ کا حوالہ بھی فریب ہے۔ کیونکہ اس میں تہمیس دنا دعا مدسین مدسین والی کی مدسین پر ہے۔ اس سلسلہ میں یہ واضح کر دیا ہے کہ عقد ثانی کے مدسین روایات کی روایت

پر حرجت سے جوئے سرور ہیں۔ قیادوں کا رواج وادھ بن کر سے انکس علی بن مسعود
ص ۲۵۸ پر طبقہ شاکہ کا دس لکھا ہے

98 ابو تقاسم سیف بنی کاترہ کرتا مناظر میں ص ۳۳۵ اور غیر مقلد خوبہ مجتہد
کی کتاب حدیث الا غیر ملحد حدیث میں ۲۷ کے حوالہ جات بھی مراد ہیں کیونکہ ابو القاسم
ابناری سے پہلے دیگر کتاب و تصانیف میں دس روئوں کی تہ میں وقتوں کیا ہے مزید
یہ کہ انہو حدیث سے بخوبی مدللہ لگا جا سکتا ہے کہ مذکورہ مناظرین اور حدیث و غیر
اہل حدیث بھی کتابوں میں صرف مناظرہ و الزامی جواب ہیں جس کا تحقیق سے
دور تک کوئی تعلق نہیں ہے

اللہ غیر مقلد۔ یہ عنبرانی کاہن علماء غیر مقلد ہیں کے غیر متعاقد حوالہ جات پیش
سے عام لوگوں و خصوصاً اپنے غیر تحقیقی علماء و مناظرین کو یہ سمجھانے کی کوشش کرنا کہ
بیکھیں اس موقف پر میں کیا نہیں بلکہ، مگر علماء غیر مقلد یہ حضرات بھی میرے دیر غرض
یہ عنبرانی سے ساتھ ہیں۔ و اس مدہم مقصد کے لئے انہوں سے یہ سارے طبقہ کا
اے جوئے پیش کیے ہیں اور عام لوگوں کو دھوکا کچھ اس انداز سے دینے کی کوشش کی ہے
کہ عیش و عشرت میں عجب اور بیکھیں اس کی کثیر کو حافظ بن حجر کی پہلے لکھی جائے و یا تصدیق
طبقہ مدہ میں سے طبقہ کا یہ کام لیں ثابت کر کے پھر اس پر علماء کرام کا اعتراض لکھا ہے
تاکہ عام لوگوں کو یہ یقین دلایا جائے کہ یہ علماء کرام حافظ بن حجر کے طبقہ تقسیم سے نکلا
نہ تھے۔ مگر جناب آپ کی یہ مدہم کوشش ہرگز ہر کامیاب نہیں ہوسکتی کیونکہ امام
عیش و عشرت میں عجب و بیکھیں بنی لکھنا حافظ بن حجر سے اپنی متاخر تصانیف میں سے یہ
کتاب انکس علی بن مسعود ص ۲۵۸ و ص ۲۵۹ پر کو طبقہ شاکہ کا دس لکھا ہے۔ کہ بات

کے تو سبہ قائل ہیں کہ طبقہ شاکہ کے دس روئوں کی عیش و ریاستہ طبعیت جتنی ہے تاکہ
ریکٹر قرآن اور شواہد ہوں۔ اللہ علماء کو کم مشمول علماء غیر مقلدین کے جوئے جات کو حافظ بن
حجر کے طبقہ تقسیم کے خلاف پیش کرنا باطل اور ناانصافی ہے۔

قائیں کرام۔ یہ تحقیق آپ کے سامنے وضع ہو چکی ہے کہ غیر مقلد۔ یہ عنبرانی کس شاطرہ
انداز میں عام لوگوں بلکہ بعض علماء کو دھوکا اور فریب دیتے ہیں۔

۴ علماء اہل سنت کے حوالہ جات کی حقیقت

غیر مقلد پھر علی بنی نے مقالہ ۱۳۶ تا ۱۴۳ پر تہ میں ۵۵ حوالہ جات علماء بریلوی کی
پیش کئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

- 1 اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی (فتاویٰ رضویہ ۲۲۵۰ فتاویٰ رضویہ ۲۳۹/۲۴)
- 2 مولانا محمد عباس رضوی صاحب (مناظرے کی مناظر ص ۲۳۹ و ۲۴۰ آپ رد ہیں ص ۲۵۱)
- 3 محقق العصر علامہ علی قوری صاحب (کشف یہ میں ص ۴۴۵)
- 4 مولانا محمد شریف کوٹلی رحمہ اللہ صاحب (فقد الحق ص ۳۴)
- 5 مولانا محمود احمد بریلوی صاحب (لیوٹننٹ الپا جی حصہ سوم ص ۱۴۰)

جواب: عرض یہ ہے کہ مناظرہ معتز اس کی حقیقت مناظرہ میں ہی اچھی لگتی ہے۔
تحقیقی میدان میں تحقیقی جواب پیش کریں۔ ان تمام اکابرین سے غیر مقلدین حضرت پر
الزامی جواب و رد کئے ہیں اور ان کے اسلوب ہی سے کہ خود تو مدہ میں کے حصہ ولی ۱۰ بات
پر تو معتز اس کرتے ہیں مگر اپنی پیش کردہ روایت میں طعنہ بھجوتے جاتے ہیں۔

1 اب میں اس بات کو دست جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کی تحریر

جو دہائیانا غلط ہے۔ علامہ عباس رضوی صاحب کا اپنا موقف طبقات المدینہ کا یہی ہے۔

ششم علامہ عباس رضوی صاحب اپنی ہی کتاب منظر سے ہی مناظر سے ۳۵۶ پر لکھتے ہیں 'مام ہمایاں' ثانی ریدہ دست تقدیر میں دریں کا قرآن آپ کو بھی ہے۔ وہ جہاں تلبہ کہہ کر پیس کا معطلہ تو شاید آپ ہمارے بات سے نہیں لہہ آپ ہی کے مسلک کے معتبر فیہ کی نسبت سے ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔ شاید آپ کی قسمت میں ہدایت و درشاہ قیام حق کا جہد کہیں چھپ ہو ہو۔ ویسے تو غیر مقلد بن حضرت میں یہ جذبہ ناپید ہے۔ مشہور غیر مقلد مولوی محمد یحییٰ گوندوی لکھتا ہے۔ 'ہاں شہدائے حق میں سے مام ثوری کو بدس کہہ ہے مگر یہ بدس کے اس طبقہ میں ہیں۔ یہاں تک میں مضمر اور روایت کی صحت کے تابع نہیں ہے

وہم عباس رضوی صاحب سے راقم سے ملاقات کے دوران یہ واضح کیا کہ میں اسے اکابر کے ساتھ ہوں اور طبقات المدینہ کا قائل ہوں لہذا ان کے یہی موقف کے علاوہ دوسرا موقف گنہگار بنانا ہی نہیں ہے۔

ششم عباس رضوی صاحب سے دو بندگان شیر محمد کی تصنیف (تذکرہ تفسیر الصدور ص ۹۲) اسکیاں ثوری کی تالیس کے اعتراض کے جواب میں اپنی کتاب والہ آپ رعدہ میں ص ۳۳ پر یہ جواب دیا تھا کہ 'اس میں شک نہیں کہ اس کا متن مردود ہوتا ہے لیکن مقرر سے نہ کہ حلقہ نتیجہ نہیں کیا ورنہ فعل اعلیٰ علم کے روایک جہاں سے ہے کیونکہ اس روایت میں صحیباں ثوری نے فقہ بحث کی ہے۔ مگر یہ جواب غیر مقلد ریدہ علیوی کی کی سمجھ میں ہے۔ آپ اور انوار طریق ص ۶۶ پر لکھ بیٹھے کہ رضوی صاحب سے طبقہ ثانی کی بحث نہیں چھیڑی جناب عرض یہ ہے کہ اگر رضوی صاحب سے طبقہ ثانی کی بحث نہیں چھیڑی تو اس سے یہ سے ثابت

رضوی صاحب طبقات کے منکر ہیں۔ وہم یہ کہ رضوی صاحب نے عالمائے خواہہ کے روایت میں فقہ بحث موجود ہے۔ جناب اگر روایت میں فقہ بحث موجود ہے تو اس کی بحث کیوں چھیڑی تھی۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ رضوی صاحب آپ سے مطابقت جواب دیا کریں جو کہ ممکن نہیں ہے۔ لہذا ایسے اعتراضات فضول ہیں۔

عباس رضوی صاحب سے اپنی کتاب والہ آپ رعدہ میں ص ۳۵ پر عرض دہی کا اعتراض و رد کیا ہے۔ جس کو ریدہ علیوی سے طبقہ ثانی میں لائے کی کوشش کی مگر عرض کو حافظ بن حجر نے الملک ص ۲۵۸ پر طبقہ ثانی کا اس لکھا ہے لہذا آپ سے راہ طریق ص ۶۶ صحیباں ثوری اور اعمش کو طبقہ ثانیہ کا لکھا ہے وہ حافظ بن حجر کی الملک ص ۲۵۸ کی روشنی میں عدد ہے۔ کیونکہ صحیباں ثوری کو حافظ بن حجر سے الملک ص ۲۵۸ پر طبقہ ثانیہ کا لکھا ہے اور جبکہ الملک ص ۲۵۸ پر اعمش کو طبقہ ثانیہ کا لکھا ہے۔ اس سلسلہ حقائق سے واضح ہو گیا کہ محدث العصر علامہ عباس رضوی صاحب سے روایت اور ان کے حوالہ جات میں تضاد ثابت کرنا مردود ہے۔

محقق العصر علامہ غلام مصطفیٰ ثوری صاحب نے اپنی کتاب ترک رفع یدین ص ۲۹ پر رفع یدین کی بحث پر الزامی جہاد دیتے ہوئے سعید بن عمرو کو غلط لکھا ہے کہ علامہ غلام مصطفیٰ ثوری صاحب کا اپنا موقف بھی طبقات المدینہ کا ہے جس پر مناظر سے تقاریر اور گفتگوں جاری ہیں۔ لہذا علامہ غلام مصطفیٰ ثوری صاحب کا حوالہ نااعد اور مردود ہے۔

موسا ناجود احمد رضوی بریلوی رحمہ اللہ صاحب سے کسی بھی مقام پر طبقات کا انکار

نہیں کیا۔ لہذا آپ پر یہ فرض ہے کہ آپ طبقات کے انکار کی نسبت گناہ میں۔ مطلقاً روایت میں علت کا منہر ہونا آپ کو بھی تسلیم نہیں کیونکہ آپ بھی اس اصول کو اختیار کیا تھا۔ لہذا یہ ثابت ہے کہ لہذا عام لوگوں کو مطلقاً یہ روایت کا جو ہے کہ جو ہے۔ بنا غلط اور مردود ہے اور پھر اس حوالہ جات نے آخر میں یہ منہر ہے۔ علت والی روایت کا یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے یہ روایت سے استفادہ کے ساتھ لہذا یہ بات بالکل مردود ہے۔ کیونکہ آپ سے حوالہ جات سے یہ بات چاہتے ہیں کہ اس روایت مطلقاً ضعیف اور نفی ہے۔

یہاں آپس میں بحث کی وضاحت ہو جائے کہ یہ روایت کی نے تقریباً ۲۰۰ علماء بریلوی علماء جو بعد از علماء غیر مقلدین سے ایسے ایسے ہیں جس میں انہوں نے کی یہ مجدد روایت پر تہمیس کا اعتراض نقل کیا ہے۔ ال ۲۰۰ حوالہ جات میں انہوں نے علماء سے کوئی یہ یہاں نقل نہیں کیا جس میں انہوں نے حوالہ ابن حجر سے طبقات میں مستند نکالا کیا ہو؟ وہ یہ کہ ال حوالہ جات میں کثیر طبقہ ثانی سے اس غلطی۔ علت سے یہ لہذا یہ حوالہ سے حوالہ سارنامی اور باطل ہے۔

اگر یہ روایت کی صاحب اس علماء کرام کے وہ حوالہ پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے اس روایت پر تہمیس کا اعتراض کیا ہے۔ پھر اس سے نتیجہ یہ نکالتے ہیں یہ کہ منہر کرام اور محدثین کرام امام شافعی رحمہ اللہ کے کتاب اور فقرہ ۲۵ کے اس کے قائل ہیں تو پھر میں سے پٹی کتاب میں مدسین کی ایک طرف صرف اور یہاں اس ٹوری رحمہ اللہ کی اس روایت پر تہمیس ہیں اور محدثین میں اس پر تہمیس کوئی جرح عطا کرتے ہوئے سلوک یا اس ساتھ ہی محدثین میں اس حوالہ سے یہ

ہے تو کیا میں اس بات کو لکھنے میں حق بجانب نہیں کہ محدثین کرام درصحاء کرام امام شافعی کے اصول سے علیحدہ نہیں اور اس کا منہر مدسین خصوصاً امام مسیح ثوری کی عنایت روایت کو صحیح کہتا ہے۔

قاری کرام میں یہ عرض کر دوں کہ کتب حدیث میں سے چند روایات پر تہمیس کا اعتراض نقل سے یہ ثابت کرتا کہ امام شافعی کا کتاب الرس۔ فقرہ ۱۰۳۵ اصول مطلق صحیح و قاعدہ کلیہ ہے بالکل مطلق اور مردود ہے۔ مدسین کی روایات کے بارے میں علم صرف منہر محدثین کرام سے معلوم ہوتا ہے۔ لہذا حوالہ ال اور حوالہ ابن حجر سے پٹی تحقیق کے مطابق مدسین کے مرتب اور طبقات کتاب۔ جس کی یہاں صرف اور صرف منہر محدثین کرام تھا۔ لہذا حوالہ ابن حجر کے طبقات کو ان کے معاصر اور بعد میں آنے والے محدثین کرام نے قبول کیا اور اگر کسی نے کیا ہے تو یہ روایت کی کوئی حوالہ پیش کریں صرف یہ لکھنا کہ فلاں راوی طبقہ ثانی کا مدس ہے اور اس کی فلاں روایت کو فلاں محدث سے تہمیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ محدثین کرام نے جس جن روایات پر تہمیس کا اعتراض کیا ہے۔ مگر تو اصول کی روشنی میں اعتراض صحیح ہے تو وہ خاص روایت ضعیف ہوگی نہ کہ اس کی ہر عنایت روایت ضعیف ہوگی۔ لہذا روایت کی کا چند حوالہ پر تہمیس کا اعتراض نقل کر کے اس کو اصول کہتا مردود ہے۔ مگر یہ روایت کی صاحب کو یہ اصول قبول ہے تو ان کی دیگر عنایت والی روایات جن کی محدثین کرام سے تصحیح سکوت کیا ہے تو پھر اس کے بارے میں کیا واسطے ہے؟ میری التماس ہے کہ قارئین محدثین کرام کا منہر دیکھیں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ جب وہ محدثین کرام جنہوں صحاح ستہ کے مصنفین نے طبقہ ثانیہ درغیاں ثوری کی عنایت والی روایت کی تصحیح کی ہے اور سے قبول کیا ہے

الہد عام لوگوں کے سامنے ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کے کتاب الرسائل فقہ ۱۰۳۵ کا حوالہ نقل کر رہا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے طبقات کو امام شافعی رحمہ اللہ کے کتاب الرسائل فقہ ۱۰۳۵ کے خلاف کہہ کر دینا صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر نے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے اصول میں تخصیص کی ہے۔ کیونکہ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب طبقات المدین کے مقدمے میں وصارت کر دی ہے کہ طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے مدسّس کی من و دی روایات صحیح ہوتی ہیں اور جبکہ دیگر طبقات کے مدسّس کی من و دی روایات معزز ہوتی ہیں اس بات کو کچھ اسی طرح سمجھ میں کہ حافظ ابن حجر نے کچھ مدسّس کے نام طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے مدسّس میں شمار کر کے لکھا ہے کہ سب روایات کی تدلیس معزز نہیں ہوتی ہیں جس کو ابو یوسف کی صاحب استثناء سمجھ سکتے ہیں اور دیگر سب مدسّس پر امام شافعی رحمہ اللہ کا کتاب الرسائل فقہ ۱۰۳۵ احوال اصول داگر ہوگا۔

اصول شافعی۔ کتاب الرسائل فقہ ۱۰۳۵

اصول	استثناء
من والی روایات صحیحہ	من والی روایات ضعیفہ
طبقہ اولیٰ۔ طبقہ ثانیہ	طبقہ ثالثہ۔ طبقہ رابعہ۔ طبقہ خامسہ

امید ہے کہ قارئین کرام کو مندرجہ بالا نقشہ سے بات سمجھ چکی ہوگی البتہ واضح ہوا کہ میر مقدمہ رہبر علی زلی حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم سے نکال رکھا اور مردود ہے کیونکہ خود رہبر علی زلی اپنی کتاب لواء الطریق میں متعدد مقامات پر امام شافعی کی کتاب الرسائل ۱۰۳۵ کے اصول میں تخصیص اور استثناء دیتے ہیں۔ البتہ امام شافعی کے اصول وقاعدہ کلیہ

پر پیش کرنا ضروری ہے۔

تحقیق قارئین کرام! درج ذیل تحقیق سے واضح ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا کتاب رسائل فقہ ۱۰۳۵ احوال قوس کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے دوسرا امام شافعی رحمہ اللہ کا اپنا منکج اور سبب اس اصول سے مختلف ہے مزید مدسّس کرم، علماء، حنابلہ، علماء دہلی سنت بریلوی، علماء دیوبند و علماء غیر مقلدین کے کل ۵۰ حوالہ جات میں سے کوئی ایک حوالہ بھی طبقات مدسّس کے خلاف نہیں ہے بلکہ علماء غیر مقلدین کے اکابر میں سے بھی طبقہ ثالثہ سے روایات کی روایت پر اعتراض کیا ہے۔ ان حوالہ جات سے طبقہ اولیٰ یا طبقہ ثانیہ کی من و دی روایات ضعیف ثابت نہیں ہوں ہیں البتہ امام شافعی رحمہ اللہ میں کرم کی تائیدی اقوال سے مخالفہ میں ڈالنا اور عام لوگوں کو پریشان کرنا درست نہیں۔ درگزر شدہ تحقیق سے آپ کے سامنے ال دلائل کی حیثیت واضح ہوگئی ہوگی۔ لکن ہمدردی خاطر سے حوالہ جات سے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو جات سے کسی بھی جگہ حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کی تردید ثابت نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ حافظ ابن حجر کے سامنے امام شافعی اور دیگر محدثین کرام کے اصول موجود تھے۔ مگر انہوں نے امام شافعی کے اصول میں طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے مدسّس کی تخصیص کر کے باقی کو عموم پر قائم رکھا ہے بہر خود بخود حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم امام شافعی کے اصول کے خلاف پیش کرنا باطل ہے۔ اگر جناب رہبر علی زلی کو امام شافعی کا اصول پسند ہے تو پھر باقی اصول کو بھی، میں مگر قارئین کرام یا مدسّس کہ غیر مقلد رہبر علی زلی کا یہ دھڑلہ دہا کہ وہ بات ان کے حق میں ہو اس کو ثابت کرے کہ لیتے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں مگر بے سود یہ طریق تو جمود سے ساتھ ہی ہے گمانہ کہ غیر مقلد رہبر علی زلی کی افراوی تحقیق سے ساتھ، میرے ساتھ بات چیت میں متعدد علماء غیر مقلدین سے غیر مقلد

رہبر علی دینی کے موقف کو نعرہ دہرا یہ ہے۔ لہذا ہم دور کے خلاف کسی کا قول مسلکی حمایت میں قوسوں میں لکھا ہے مگر تحقیق کے میدان میں اس کی کوئی حیثیت اور مقام نہیں ہے۔

تدلیس اور محدثین کرام کا جواب

مسئلہ تدلیس غیر مقلدہ یہ عزیز کی نے جس طرح مام دو کوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے اس کی مثال کم بنتی ہے۔ مام دو کوں کو گمراہ کرنے کا اصل کتابوں تک رسائی نہیں ہے۔ حوالہ جات کی غیر متعلقہ ہمارے ہاں کوں کو گمراہ کرنے میں جتنا کراہتی ہے۔ غیر مقلدہ یہ عزیز کی سے مقالات ۳ تا ۲۸، ۳ تا ۱۲، ۱۲ تا ۱۳ "تدلیس اور محدثین کرام" کے عنوان سے تقریباً ۱۰۰ سے پیش کیے ہیں، انکی حقیقی صورت حال مدخلہ کریں۔

نوٹ زہیر عزیز کی غیر مقلدہ کے اس مضمون کے جواب سے پہلے چند گزشتہ اشارات دہیں لکھیں گے۔

(۱) اگر ہاتھوں غیر مقلدہ زہیر عزیز کی کا وہ حوالہ جو انہوں نے امام شافعی کی کتاب الرمالہ سے تقریباً ۱۰۳۵ لکھا ہے کہ مدس راوی کی ہر عنی راوی راویت ضعیف ہوگی تو بطور تنزیل مال یہی کی صورت میں یہ حوالہ ہمارے خلاف نہیں کیونکہ زہیر عزیز کی نے خود متعدد مقامات پر اپنی کتاب اور طریق میں امام شافعی کے اصول میں تخصیص کی ہے۔ جس طرح غیر مقلدہ زہیر عزیز کی نے دیگر محدثین کرام کی روشنی میں تخصیص کی ہے اسی طرح حوالہ ابن حجر رحمہ اللہ کے طبقات المدسین سے ہم نے امام شافعی رحمہ اللہ کے اصول میں تخصیص ثابت کر دی تھی۔ لہذا تخصیص کو کچھ نہ سمجھ کر امام شافعی رحمہ اللہ کا اصول اپنی جگہ موجود ہے مگر طبقہ اولی کے راوی اور طبقہ ثانیہ کی تدلیس کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔ اور طبقہ ثانیہ و مقلدہ زہیر عزیز ہم پر امام شافعی رحمہ اللہ کا اصول لاگو ہوگا کہ ہر مقلدہ اس شواہد اور

تدلیس اس کے ہر حکم کا امتداد ہے۔

۱۔ حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم میں اس کی کتاب الفکھ علی ابن صلاح (جو کہ متاخر ہے بعد از کتاب ہے) اس کو طبقات المدسین یا تخصیص اخیر (جو کہ پہلے کی تدلیس ہے) کو قوت اور ترجیح حاصل ہے۔ اس کی مثال کچھ یہ ہے کہ ایک مدس راوی نے مدس راوی ابن حجر رحمہ اللہ کی تدلیس کو اپنی کتاب طبقات المدسین میں طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے مگر اپنی متاخر کتاب الفکھ علی ابن صلاح میں تدلیس کو طبقہ ثانیہ میں لکھا ہے۔ لہذا اصول کے مطابق تدلیس کو طبقہ ثانیہ میں لکھا ہوگا۔

۲۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ زہیر عزیز کی کی اس میری کو ضرور مد نظر رکھیں کہ راوی کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب طبقات المدسین میں طبقہ ثانیہ میں لکھا ہوگا۔ خود ہی اپنی متاخر کتاب الفکھ علی ابن صلاح میں طبقہ ثانیہ میں لکھا ہوگا۔ جیسے دوسرے سے ہیں غیر مقلدہ زہیر عزیز کی یہ دھوکا دے کر۔ وراور فقہاء کرتے ہیں کہ دیکھیں کتاب راوی لا حادہ اس حجر سے طبقہ ثانیہ میں اپنی کتاب المدسین میں لکھا ہے اور اس کی کتاب پر محدثین کرام سے اعتراف کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے اسی راوی کو اپنی متاخر کتاب الفکھ میں طبقہ ثانیہ میں لکھا ہوگا۔ اور یہی دو نکتہ ہے جس کی وجہ سے زہیر عزیز کی عام مدس راوی کو دھوکہ دے کر لکھتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ابن حجر رحمہ اللہ سے طبقہ ثانیہ کے مدسین لکھا ہے اور محدثین کرام نے تدلیس کی عنی راوی راویت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مطلب یہ کہ تدلیس و عنس راوی راویت کو محدثین کرام سے ضعیف قرار دے کر حافظ ابن حجر کے طبقات المدسین سے اختلاف کیا ہے۔ اور ہر مقلدہ اس تدلیس سے بھی عیار نہ جانتا ہو سکتے ہیں کہ جب تدلیس کے مدس راوی کی راویت ضعیف ہیں تو پھر طبقہ ثانیہ کے دوسرے مدس راوی خصوصاً ابن حجر کی عنی راوی راویت کیسے صحیح ہو سکتی ہیں۔ لہذا غیر مقلدہ زہیر عزیز کی سے اس فریب

سے طبقہ ثالثہ کا مدرس انتہت میں ۲۵۸ پر لکھا ہے۔ لہذا طبقہ ثالثہ کے مدرس پر اعتراض کے جو پیش کرنا علمی غریب اور دھوکا ہے۔

4 حافظ ابن حجر کا حوالہ۔ میر تقی میر علی کی مقالات ۲۱۹، ۲ پر لکھتا ہے۔
"عمش مدرس ہیں اور اس سے عطاء ہے۔ یہاں اس حدیث میں (نہ نہیں کہا)۔ (نہیں)
انہی (۱۹/۳)

جواب: قارئین کرام اس حوالہ میں بھی عمش پر اعتراض ہے جو کہ طبقہ ثالثہ کا مدرس ہے جس کی معصن روایت کو حافظ ابن حجر بھی ضعیف لکھتے ہیں۔ لہذا ایسے ح سے پیش کر کے دھوکہ دینا نقص ہے۔

5 حافظ دہلی کا حوالہ غیر مستند۔ یہ عزیز مقالات ۲۱۹/۳ پر لکھتا ہے۔
حافظ دہلی نے عمش کی ایک غیر مصرح باسناد روایت کے بارے میں فرمایا اس کے رد میں لکھتے ہیں مگر عمش مدرس ہیں۔ (سیر نظام العلماء ۱/۳۶۲)

جواب: قارئین کرام اس حوالہ میں بھی عمش ہے جو کہ طبقہ ثالثہ کا مدرس ہے۔ لہذا طبقہ ثالثہ وغیرہم کے مدرس راویوں پر اعتراض نقل کر کے حافظ ابن حجر طبقہ ثالثہ کا انکار کرتا غلط ہے۔ کیونکہ حافظ ابن حجر سے طبقہ ثالثہ کے معصن یعنی عن وان روایت پر ضعف کی تصریح کی ہے اور یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ دیگر تصحیحات اور مستثنائ بھی عمش کے بارے میں ثابت ہیں کیونکہ غیر مقلد راجع علی اگر یہ اعتراض کرے کہ "مگر طبقہ ثالثہ کے مدرس بھی عمش کی عن ولی روایت کو آپ ضعیف مانتے ہیں تو فلاں فلاں جو لے میں تو ان کی عن ولی روایت کو محدثین کرام نے صحیح کہا ہے تو اس سلسلہ میں گڈ رش ہے کہ یہ حوالے پیش کر کے آپ دھوکا اور فریب کے حدود کچھ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ بات رہن میں رہے کہ عمش کے بارے میں بھی محدثین کرام کی بہت سی تفصیلات ثابت ہیں۔ لہذا یہی مدعو

وشس کرنا کئے علمی مقام کو گرا ناکی سمجھا جاے گا۔ کیونکہ غیر مقلد راجع علی کی کثرت وقایع ہے مدد سلف کو صحیح ثابت کرے۔ لہذا یہ مستند راویوں پیش کر کے عام لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔

6 حافظ ابن حجر کا حوالہ۔ غیر مقلد راجع علی کی مقالات ۲۱۹/۳ پر لکھتا ہے۔
"من القضاۃ القاضی المنقرنی نے فرمایا عمش کی عن ولی روایت (نقل راجع کے پیروں کا ثناء ہے کیونکہ وہ مدرس تھے۔ (ہیماں الاہم ولاحام ۲۳۵/۴)

جواب: عرض یہ ہے کہ عمش طبقہ ثالثہ کا مدرس ہے۔ لہذا طبقہ ثالثہ وغیرہم کے مدرس پر اعتراض پیش کرنا غلط اور مردود ہے۔ جس کی وضاحت ہم کر چکے ہیں۔

7 حافظ ابن حجر کا حوالہ۔ غیر مقلد راجع علی کی مقالات ۲۱۹/۳ پر لکھتا ہے۔

"عمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عمر عن ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے امام ابن خریز نے فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ عمش مدرس ہیں انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے اپنے سامع کا کرکٹس کیا اور تیسری بات یہ ہے کہ حبیب بن ابی ثابت بھی مدرس ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے اسے عطاء سے منسوب کیا۔

(کتاب التوحید ص ۳۸)

جواب: عرض یہ ہے کہ اس حوالہ میں بھی اعتراض عمش پر ہے۔ اور اس کی وضاحت بیان ہو چکی ہے کہ عمش اور دیگر طبقہ ثالثہ کے مدرس راویوں کی عن وان روایت پر اعتراض نقل کرنا غلط ہے کیونکہ حافظ ابن حجر طبقہ ثالثہ اور طبقہ راجع وغیرہم کے مدرس پر تو امام شافعی کا اصول کا حاق کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر سے امام شافعی کے اصول (بطور تہن) مگر اصول مان یہ جانے میں طبقہ ولی اور طبقہ ثالثہ کے مدرس کی تفصیلات کی ہے۔ لہذا عام لوگوں کو دھوکہ دینا پر یہ بار

کہا کہ یہ حدیثیں ہم حافظ بن حجر کے طبقات تقسیم کے خلاف تھیں ایک سنی، حاصل ہے۔ البتہ طبقہ ثانی کے مدعیوں پر نظر نہیں پڑتا کہ انھوں کی روشنی میں باطل ہے۔

۲۰۰۰ حدیثیں اور حنفیہ کا جواب ۴

تدبیر سے مسئلہ پر مجاہد مقلد میر علی بنی سے عام لوگوں کو گروہ کرنے کے لئے اور حنفیہ کے چند اقوال نقل کرنے کے یہ مضموم و شوش کی ہے کہ حنفیہ بھی تدبیر کے مسئلہ میں حافظ بن حجر کے خلاف ہیں۔ مگر حقیقت اس کے عکس ہے کیونکہ عند اختلاف علماء ائمہ میں ہر مذہب کی روایت کی تصدیق نہیں کرتے بلکہ یہ کہ قرآن اور شواہد موجود ہوں۔ ائمہ حنفیہ کے بھی انھیں مدعیوں کی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ جس کو حافظ ابن حجر سے نقل و ترجیح کے۔ یہ طبقات المدعیوں میں درج کیا۔ یہاں یہ بات ہم نشین رہے کہ طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانی کے مدعیوں کی روایات صحیح اور طبقہ ثانی و اولیٰ غیر ہم طبقات کے مدعیوں کی روایات ضعیف ہوں ہیں۔ یہ کہ دیگر قرائن و شواہد و تخصیصات موجود ہوں۔ حتیٰ کہ طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانی کے مدعیوں کی روایات صحیح ہوتی ہیں مگر قرآن و شواہد یہ ثابت کر دیں کہ خصوصاً یہ روایت ضعیف ہے تو یہ تو اس کو پیش کر کے طبقات کا انکار و رد یا غلط و باطل ہے۔ غیر مقلد میر علی بنی کے پیش کردہ اختلاف کے اقوال کی حقیقت ملاحظہ کریں۔

۱: اصنام ملحدی کا حوالہ۔ غیر مقلد میر علی بنی مقالات ۳، ۲۲۰ پر لکھتا ہے۔

طحاوی حنفی سے ۱۰۰ مرتبہ کے بارے میں کہا۔ انہوں سے تدبیر کی ہے۔ (شرح معانی انوار ۵۵۱) اور اسوں سے قیادہ کو دس قراویا ہے۔ (مشکل، ۱۰، ۲۲۱)

جواب: جانا عرض یہ ہے کہ یہ ۱۰۰۰ پیش کے عام لوگوں کو دھوکا دینا چھوڑ دیں

کیونکہ ہر جہز رحمہ اللہ اور قیادہ رحمہ اللہ کو حافظ بن حجر نے طبقہ ثانی میں اپنی کتاب التلخیص علی ابن صراح ص ۲۵۸ پر درج کیا ہے اس کی وضاحت جو عمل ہے کہ طبقہ ثانی کے مدعیوں اور میر علی بنی کے اقوال کا۔ مخالف پیش نہیں کر سکتے کیونکہ حافظ بن حجر تو طبقہ ثانی کے مدعیوں کی روایات ضعیف لکھتے ہیں۔ البتہ یہ جوئے پیش کر کے آپ کی ہدایت نہیں بھوت نکلتی ہے۔

۲: ابن قسطلانی کا حوالہ۔ غیر مقلد میر علی بنی مقالات ۳، ۲۲۰ پر لکھتا ہے۔ "ابن ترکی حنفی نے امام سفیان ثوری کی کدس کہا" (المجاہد الحنفی ۸، ۲۶۲)۔ اور قیادہ و دس کہا۔ (المجاہد الحنفی ۸، ۲۶۸)۔ (المجاہد الحنفی ۷، ۲۶۱)

جواب: پچھلے دور میں حال یہ ہے کہ ابن ترکی رحمہ اللہ کا یہ عوارض پیش کر کے میر علی بنی کے حدود تکل مجھے مار کی صورت حال پیدا کر دی ہے۔ ابن ترکی کی کتاب دراصل حافظ تائی کی کتاب السنن الکبریٰ و معریہ السنن و آثار پر نظر ہے۔ امام تائی نے اپنی کتاب معریہ السنن و آثار رقم ۱۳۶۷ پر ایک حدیث لکھی۔ اخبرنا ابو سعید جندبہ ابو لعل بن اخبرنا الربیع قال قال شافعی فیما ینقل عن ابن مہدی عن سفیان عن عیسیٰ بن ابی عریف عن الشعبي عن ابن مسعود ان رسول الله ﷺ قطع مرفقا فی قیمة عصاة دراهم

اس حدیث کو نقل کر کے بعد امام تائی نے سفیان ثوری کی روایت کی کہ ابن مہدی سے اس سے

میں امام شافعی کا قول لکھا کہ "و لعل واحد بہد" (معریہ السنن و آثار رقم ۱۳۵۷)

امام شافعی سفیان ثوری (دس) کی روایت پر خود عمل کر رہے ہیں۔ مگر میر مقلد میر

علی بنی سے شوریہ کر لکھا ہے کہ میر تو امام شافعی رحمہ اللہ کے کتاب الہدایہ رقم ۲۵۰ کے

اصول پر کاربند ہیں۔

عام شافعی حوالہ اس کی روایت سے مسترد کر کے عمل کر لیا مگر پیر مقلد غیر علی روئی اس اصول سے اتفاق کرتے ہوئے یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم تو امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی زیادہ اہل کے اصول کو مانتے ہیں۔

قاری کرم فیضہ میں پڑھیں وہ لوگ یہ چھوڑتا ہوں کہ آپ خود مد رہ لگائیں نہ لفظ حوالہ جانتے پیش کر کے غیر مقلد زہر علیہ فی نام لوگوں کو کسی طرح فریب دینے کی کوشش کرتا ہے۔

امام ابن ترکمانی سے اپنی کتاب جو اہر الخی میں صرف اسی حدیث پر سفیان ثوری کی روایت دی رہتا ہے اعتراض کیا ہے کسی کی وجہ یہ نہیں کہ اس کی تمام روایتیں وہ روایت ہوتی ہے بلکہ اس حدیث کے اندر ابن ترکمانی سے تین مصلحتیں پیاں کیس ہیں۔ جبکہ تیس کے علاوہ دو مصلحتیں یہ بھی ہیں کیس کہ اس حدیث کا روای بن ابی عروہ لا ضعیف روایت ہے۔ (۳) شخصی اور عہد اللہ بن مسعود کے درمیان اختلاف ہے۔

لہذا عام لوگوں کو یہ یاد کرنا کہ اعتراض صرف اور صرف تالیس پر تھا غلط ہے۔ جبکہ ابن ترکمانی کے نزدیک سفیان ثوری کا بنی بن عروہ سے سماع میں شک تھا لہذا سماع کی شک کی وجہ سے اس پر اعتراض وارد کیا۔

امام ابن ترکمانی رحمہ اللہ سے اپنی کتاب جو اہر الخی میں ۵۰ سے زیادہ مقامات پر سفیان ثوری کی عن روایت کی تصحیح کے قائل نظر آتے ہیں۔ مندرجہ ذیل میں چند مقامات کے نشانہ دہی کی جا رہی ہے جس میں حافظ ابن ترکمانی نے سفیان ثوری کی معصوم روایت کی تصحیح کی ہے۔

(i) شوری عن ابی اسحق بن ایک سند بحد اسناد حیدر لکھا۔ ۳۲۵/۱ جو اہر الخی

(ii) ابن ترکمانی سے خواہر ۳۰/۲ پر پٹے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث مائل بن اسماعیل عن الثوری عن عامر غلیب بن کی سند پر مومل بن اسماعیل پر جرح تو کی مگر سفیان

ثوری کی تہ تیس کا اثر سو روایتیں ہیں۔ (تیس کا یہاں سے یہاں پرتو پر سفیان کی روایتیں تھیں) یہ وہ مومل بن اسماعیل کو ثقہ ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کرتا ہے اور سفیان ثوری کے معنی پر اعتراضات کی پوچھاؤ کرنا نظر آتا ہے) مومل بن اسماعیل پر جرح بن مزیدہ تصنیف رقم کی کتاب "الدورۃ فی عقدہ الایمانی" صاحب السرفہ یعنی عمار میں، یرناف کہ ساتھ ہاتھ دینے کے مسئلہ پر غیر مقلد زہر علیہ فی اور اہل راہ الحق ثوری کے اعتراضات کہ جس پر ہمیں مطالعہ فرمائیں۔

۱۱ امام ابن ترکمانی جو اہر الخی ۶۳ پر سفیان ثوری کی روایتیں سفیان بن عہد الخی بن روایت کی تصحیح کے قائل ہیں

۱۲ ابن ترکمانی جو اہر الخی ۳۲ پر سفیان ثوری عن ابن عیسیٰ کی روایت کی تصحیح کے قائل ہیں اور سفیان ثوری کی عن روایت پر کوئی تالیس کا اعتراض روایتیں کیا

۱۳ امام ابن ترکمانی جو اہر الخی ۲۳/۱۵ پر سفیان ثوری عن وائل کی ایک روایت کی تصحیح کی ہے۔

۱۴ امام ابن ترکمانی کہ ترک مفعول پیدین اہل حدیث میں سفیان ثوری کی حدیث کی تصحیح پر اتفاق کیا ہے ۱۱ وہاں پر سفیان ثوری سے عن سے روایت کی ہے۔ (جو اہر الخی ۱۱)

تفصیل سے صاف واضح ہے کہ سفیان ثوری کی تہ تیس اور عن وائل روایت ابن ترکمانی کے قائل نہیں اور صحیح ہے۔ اور اس کا تذکرہ اور یہاں پہلے گزر چکا ہے کہ طوطی اور طبقہ کے لوگوں کی عن روایت مسموعہ ہوتی ہے۔ الا کوئی دیگر قرآن در شواہد موجود ہوں وہاں اسکاں حلیل القدر محدث ہیں لہذا ان کے ایک سفیان ثوری کا بنی بن عروہ وہاں اسکاں ہوگا کہ روایت کو صرف سفیان کی تہ تیس کی وجہ سے صحیح کیا

حجرت انسؓ میں ۲۵۸۸ طرح کا شکر کا درخت تھا جس سے ایک ایک دانہ روایں نکلتی تھیں۔
روایت کا صیغہ ہے کہ یہ روایں ہیں کہ اس سے ایک ایک دانہ روایں نکلتی تھیں۔
روایں روایت کا صیغہ ہے کہ اس میں طبقہ کا شکر طبقہ کا شکر سے ایک ایک دانہ روایں نکلتی تھیں۔
صورت یہ کہ اس سے ایک ایک دانہ روایں نکلتی تھیں۔

احمد علی سہان مہروی کا حوالہ غیر قلمی نقادان ۱۳۱۳ھ کے لکھتے ہیں کہ:

جواب عرصہ یہ ہے اس دو عرصے میں بھی تھا۔ وہ ہے۔ لہذا یہ حوالہ بھی تھا۔ ہر طبقہ کا اس کے عرصے ہونے کی وجہ سے کام لے کر خلاف نہیں ہے۔ لہذا حوالہ دینا غلط ہے۔

﴿ندائیں اور آل دیوبند کی تحقیق﴾

غیر معتمدہ جہتوں سے مقامات ۳ ۲۴۶۲۳۵۲۲ علامہ محمد یونس رح جہات لکھے ہیں
غیر معتمدہ جہتوں سے ۔ سرکردہ حال صدور (قرن بسطن ۱۷۷۷) ۲۔ ۱۷۷۷
اوقاف ذوی مجموعہ الرسائل ۱۳/۳۳۱۳ ۲۔ شیر محمد مماتی یونیدی (تیسہ تئیس صدور
ص ۴۰ ۳۔ مسیس محمد بن (تقریرہ ۱۷۷۷ ۵۰۱۳۵۷۔ محمد تقی عثمانی (رسالہ ۱۷۷۷
کے جو جہات وودا انجمن کر۔ پے ہیں۔ حالانکہ اس تمامہ قول کا جو کتاب مسند قرک
فع یدیں پر غیر معتمدہ جہتوں کے عتر صادق مصدیں کا جو ب ۱۷۷۷ ۱۷۷۷
تفصیل کے ساتھ یہ چاہیے تفصیل و مال مدحظہ کیجئے۔ مگر یہاں مختصر عرض کر دوں کہ اس
تمامہ حوالہ جہات میں غیر معتمدہ میں اور مخالفین پر الزامی جہات ایسے لکھے ہیں کہ آپ اس حوالہ
جہات اصل کتاب میں پڑھ کر کیجئے ہیں۔ چہاں پر آئیں۔ غیر کا مسند ہوگا کی مقام پر
حضرت نے سب ٹوٹ کی تدبیر کا جو اب الزامی ہوگا۔ لہذا تحقیق کے میدان میں

کی حوالہ دے کر وہ انصاف ہیں۔ دیگر 4 حو یہ اس کی حقیقت کا مظاہرہ کرتے

مولانا عبدالقدیر کا حوالہ عظیم دقت پر پیر علی ری: مقالہ ۳۲۲ ص ۲۱۱

ماہر تحقیق پر رورے ہوئے مہمانانہ مہربانی پر تجھ سے کہ دو یہ چاہئے کہ اسے بھی قراۃت سہیے اور کثرت رویت۔ تاکہ اس کو مستند سامعین سے پہلا مطالبہ نکال سکے جس سے وہ قریباً ۱۰۶/۱۱۱

جواب۔ قاضی امام اس حوالہ میں بھی تکرار و تہذیب کا شکا ہے۔ یہاں طبقہ ۸ سے
 ۱۰ تک کی روایات پر اعتراض وارد کرنا محض حماقت ہے کیونکہ طبقہ ۸ تا ۱۰ اور طبقہ ۱۱ اور ۱۲
 ۱۳ سے روایات عند احمد میں صحیح ہی ہیں۔ ان میں کوئی کلام نہیں ہے۔

مولانا امداد اللہ اعوان کا حوالہ غیر مفید و بی طرز فی مقابلہ ۳۲۲/۳۴۲ پر لکھا ہے۔
 فاضل دیوبند مولانا عبدالقدوس نے کہا کہ اس کی سند میں ہمیشہ رو کی مدد نہیں ہیں اس کے متعلق
 یہ روایت کی ہے اور اس کا سماع حکم سے ظاہر نہیں ہے۔ (مستند مزحمتی ص ۳۵)

جواب : حنا سپاؤں میں جو ادریں بھی، عکس ہے جس کو حنا دیکھ کر عمرے لکھتے علی ایسے صدرے
 میں ۲۵۸ پر طیفہ مالک کا وہ اس لکھ ہے۔ ہر طیفہ ڈاؤنڈ و طیفہ رابعہ کے لئے مصلحتیں پر اعتراضات
 نہ کرنا چاہتا ہے۔

محمد الیاس فیضی کا حوالہ غیر مقتدرہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳۳ پر لکھا ہے۔
 محمد الیاس فیضی ریویں نے لکھا: اس نے مدینہ عظمیٰ مدینہ سے۔ اس نے بعض
 روایت کی ہے۔ اور اس کا معنی حکم سے ثابت نہیں ہے۔ (شمارۃ المجلد ۱۵)

جواب عرض یہ ہے کہ زہیر علیہ کی مکی والی دعو کا دعویٰ کہ طبقہ ثانیہ کے مدرسہ پر
متراس واند حوالہ نقل کیا جسہ طبقہ ثانیہ و طبقہ رابعہ کے مدرسین کے حوالہ نقل کیا مگر ثانیہ اور
مطل کے۔ البتہ اس کے تمام پیش کردہ حوالہ جات کی کوئی شہادت نہیں ہے۔ اور یہ حوالہ

جانتے سے عام لوگوں اور اپنے علماء کو دھوکا دینا درست نہیں ہے۔

۱۔ علماء اہل سنت کے مذہب پر اقوال کا جواب

مسئلہ نمبر ۱۲۳۳: یہاں کی اس قدر اضطراب کے شکار ہیں کہ جہاں بھی کوئی دس راوی ہو، خواہ نظر آجائے اور سے ملے، نا بھی نہ لے پاؤں، مردہ حوالہ نہیں ملتا۔ مسئلہ نمبر ۱۲۳۴: یہاں کی کوئی دس راوی سے ملے، نا بھی نہ لے پاؤں، مردہ حوالہ نہیں ملتا۔ مسئلہ نمبر ۱۲۳۵: یہاں کی کوئی دس راوی سے ملے، نا بھی نہ لے پاؤں، مردہ حوالہ نہیں ملتا۔ مسئلہ نمبر ۱۲۳۶: یہاں کی کوئی دس راوی سے ملے، نا بھی نہ لے پاؤں، مردہ حوالہ نہیں ملتا۔ مسئلہ نمبر ۱۲۳۷: یہاں کی کوئی دس راوی سے ملے، نا بھی نہ لے پاؤں، مردہ حوالہ نہیں ملتا۔ مسئلہ نمبر ۱۲۳۸: یہاں کی کوئی دس راوی سے ملے، نا بھی نہ لے پاؤں، مردہ حوالہ نہیں ملتا۔ مسئلہ نمبر ۱۲۳۹: یہاں کی کوئی دس راوی سے ملے، نا بھی نہ لے پاؤں، مردہ حوالہ نہیں ملتا۔ مسئلہ نمبر ۱۲۴۰: یہاں کی کوئی دس راوی سے ملے، نا بھی نہ لے پاؤں، مردہ حوالہ نہیں ملتا۔

۱۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ کا حوالہ غالی غیر مقلد بریلویؒ کا حوالہ ۱۲۶۳ھ پر لکھتا ہے

۱۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ کا حوالہ غالی غیر مقلد بریلویؒ کا حوالہ ۱۲۶۳ھ پر لکھتا ہے

۲۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ کا حوالہ غالی غیر مقلد بریلویؒ کا حوالہ ۱۲۶۳ھ پر لکھتا ہے

۳۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ کا حوالہ غالی غیر مقلد بریلویؒ کا حوالہ ۱۲۶۳ھ پر لکھتا ہے

۴۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ کا حوالہ غالی غیر مقلد بریلویؒ کا حوالہ ۱۲۶۳ھ پر لکھتا ہے

۵۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ کا حوالہ غالی غیر مقلد بریلویؒ کا حوالہ ۱۲۶۳ھ پر لکھتا ہے

[illegible]

جواب : عرض یہ ہے کہ الحمد للہ مسئلہ کی مناسبت سے بہتر انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔
 کہ کہ ماں عید پر عید پر عید کی وہ معلوم کی نہیں کہ تریچے سے بہتے ہیں؟۔ جناب جب
 دوسرا طریقہ سے موقوف پٹی پہن چکے وہاں سے ساتھ لقمہ ہوا تو محمد شریف کا طریقہ سب سے
 درہم تطبیق سے بہتر ہے۔

قاری میں مراد در غور کریں کہ محدث نولوی رحمہ اللہ سے اس حوالہ میں محدث علی علیہ السلام کی روایت کی وجہ سے علم ہوا کہ روایت بضعہ نہیں لکھی بلکہ روایت بضعہ مستحب کیا ہے مگر نولوی کی مختصر روایت مطلقاً ضعیف سمجھی جاتی تو محدث کو مومن وضع الفاظ میں یہ لکھ دیتے کہ علم ہوا کہ روایت بضعہ ضعیف ہے مزید یہ کہ آپ محدث کو نولوی رحمہ اللہ کے قول سے استدلال کرنا ہے تو پھر مکمل طور پر استدلال میں بندھ کر محدث کو کٹھڑی نے آہستہ آہستہ کی روایت (جس شعبہ راوی ہیں) کو تین ماہیہ رحمتہ اللعالمین میں لکھ دی تو وہی راوی اپنا "تجربہ" یعنی "بسنہ" میں کہنے کو ثابت کیا ہے مگر موقف چتر کرنا ہے تو محدث نولوی کا مکمل موقف پیش کریں۔ یہ بھی یاد رہے کہ محدث نولوی رحمتہ اللعالمین کی حدیث حسن میں علیہ السلام کی روایت ہے کہ "بضعہ" کی تصحیح قائم ہے۔ یہ ہے جواب پٹنہا کر کے میدان سے براہ راست فقہی کرنا نصیب ہے

علاء الدین عباس رضوی کا حوالہ : ۷۱ غیر منقولہ خط، ۱۲ مئی ۱۹۶۳ء، پاکستان
 جی سی پی ۱۰، لکھنؤ، ۱۰ مئی ۱۹۶۳ء، پاکستان
 سے دو سو پندرہ تین کے تحت ۱۰، لکھنؤ، ۱۰ مئی ۱۹۶۳ء، پاکستان

نوٹ: (۱) منظر سے بھی مناظرے ص ۲۴۹۔

عہدات: بصوں سے سیپاں، عیش کی رویت کے بارے میں سمجھا، اس روایت میں ایک راوی کی
 م عیش ہیں جو بہت بڑے نام ہیں لیکن بدست ہیں اور بدست راوی جیسا عہد سے
 روایت کرے تو اس کی رویت ہاں تفاق مرود ہوگی۔ (واللہ اعلم بالصواب) ردہ میں ص ۱۵۴

جواب عمل یہ ہے۔ جو رجحان پر کھنگو گزشتہ صفحات کی تفصیل سے ساتھ میں کر دی
ہے۔ مگر محض اعرصہ نروں کے پیر خوار میں عباس رضوی صاحب کے ایک میر مقلد کو
ان کی جواب یا تھا کہ ان کی جو سب کو عباس میر مقلد۔ میر علی کا تحقیق جو بے ہنسا مرد و
سے مزید یہ کہ جس کی مرضی چاہے وہ عباس رضوی صاحب سے بے ہنسا مقلد معلوم

کہا ہے اور اور اس کا منکر و مانع نظر از عدم عباس شہوی صاحب سے اس بات کی وضاحت کی کہ وہ علقاۃ النہ سہمی کے دائے دائے میں درپے اکابر سے ساتھ ہیں بہرہ یہاں جو کہ بیانی تصریح ہے بعد مردود و باطل ہے۔ ہذا سند پتہ حوالہ پیش رہے شرمندگی کے ساتھ چھ حاصل ہوگا۔ دوسرے حوالہ میں عیش و ری ہیں اللہ البعدا ثا سے دس دس کی وجہ سے کی منتفیست و یا مت پر غرض کیا ہے اور کیونکہ محدث عباس شہوی صاحب طرقہ کے قابل ہیں اللہ سے حوالہ جات بھی پیش کرنا عطل ہے۔ اور وہ بھی بصریح متعدد مقامات پر دی گئی ہے کہ عقد ثالث و غیر ہم سے و یوں اس میں وہاں بات وائے حوالہ کا ہے خلاف پیش رہے ہذا قرار نصیحت کرنا مقصود ہے۔

غلام مصطفیٰ نوری، صاحب کف حوالہ، خان غیر مقلد، مقامات ۱۱۴/۳ پ، لکھنؤ۔

۷۔ مصلحتی نواری بریلوی نے سچید میں اپنی عروہ کے چارے میں لکھا

لیکس کی سند میں ایک تو سعید بن مسعود ہیں جو کہ کھن سے ساتھ ہیں۔ یہاں سے ڈیوٹ

صاحب کا حوالہ پیش کرنا باطل، مردود ہے۔ مزید یہ کہ امام رضا علیہ السلام صاحب سے شریعت مسلم پر رفع یہ بیان حدیث میں نہیں آتا اور اس کی وجہ سے کوئی صاحب

محمد شوکت علی سیالوی صاحب کا حوالہ مان غیر مقتدر ہے۔
مقالہ ۳۴ ص ۶۱ پر لکھا ہے۔ محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے امام اہل بیت کی بیانیہ روایت کے راویوں کے جرح کے بارے میں میرزا انصاری سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقافت میں سے ہیں مگر تہذیب کے تھے۔ مسئلہ رفع یہ اس کا بیان ہے کہ وہ ائمہ اربعہ میں سے ہیں مگر تہذیب کے تھے۔ بطور تائید نقل یہ کہ وہ پیشاب شدہ حفاظت میں سے تھے مگر کثرت سے تہذیب گرائے ہیں۔ (مسئلہ رفع یہ ص ۳۴)

جواب عرض۔ یہ ہے کہ محمد شوکت علی سیالوی صاحب کے دن دونوں حوالہ جات میں حدیث روایتی ہستی پر شیرور ہے۔ جرح طبقہ ثانی کے حدیث میں درج ہے اور یہاں پر یہاں جو خور طبقہ ثانی وغیرہم کے حدیث کی روایت کو وضع کیا ہے اس میں بہت خورہ حق میں جاتا ہے۔ محمد شوکت علی سیالوی سے کسی بھی جرح طبقہ ثانی کا رد موجود نہیں ہے۔ پناہ وقت بھی طبقہ ثانی سے ملتی ہے اور انہوں نے و تہذیب کی حدیث میں روایت کی اس میں کوئی حرج نہیں۔ لہذا محمد شوکت علی سیالوی صاحب سے موقف نے حدیث کا رد کرنا مردود ہے۔ لہذا طبقہ ثانی وغیرہم کے حدیث پر جرح اعتراضات لکھ کر فرار ہونے کی کوشش مناسب نہیں۔

اس مسئلہ پر تحقیق سے یہ واضح ہو گیا کہ غالی غیر مقتدر ہے۔ میر سید علی سے پیش روہ قہر جات غیر متعلقہ ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔ کیونکہ اگر اس مسئلہ کا حوالہ جرح کی طبقہ ثانی کے حدیث میں ہے۔ بلکہ اس طبقہ ثانی میں موجود ہوں۔ ہاں اس کے طبقہ ثانی سے مطابقت صریحاً ہے۔ اس میں حدیث روایتی طبقہ ثانی وغیرہم کا رد موجود نہیں ہے۔ طبقہ ثانی سے جرح سے نفی ہے۔

یہ روایت ہے۔ لہذا یہی جوے پیش کرنا ہرگز کوئی مردود ہے۔

عرب مسلمی عالم مسفر بن غرم اللہ بن حمیس کا جہنمی فیصلہ

ہر طبقہ میں سے اپنی کتاب فتح المسند فی تحقیق عقائد ائمہ مسلمین میں اکثر مقامات پر عرب نام مسلمین عرم اللہ اللہ علیہ السلام کی کتاب تہذیب کی حدیث سے استفادہ کیا ہے۔ مسفر بن غرم اللہ علیہ السلام کی روایت سے ہمارے میں جہنمی یسوعیہ کے لئے لکھے ہیں۔ "سعید بن سوید" اسے ائمہ مشہور و کتب سندس کے قبیل سندس کے مقدم فی نظوں بعد اس طرح روایت فرور بہ سبب ان توری ہا بعد مشہورہ مضبوط تہذیب کی حدیث میں ۱۲

یہی سندس توری۔ امام مشہور و در حدیث میں سابق لیل اللہ میں ہیں جیسا کہ توں حاس میں بیوں ہوا ہے۔ امام سفیان توری کی معتمدین روایت مطلقاً قبول نہیں۔

امام سراج۔ مان غیر مقتدر تہذیب طرف اپنی کتاب فتح المسند فی تحقیق طبقات ائمہ مسلمین میں ۱۲ طرح میں عرم اللہ اللہ علیہ السلام کی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ مگر حسب مسفر بن غرم اللہ اللہ علیہ السلام کی کتاب تہذیب کی حدیث سے استفادہ کیا ہے۔ مقالہ ۳۴ ص ۶۱ پر لکھتے ہیں۔ "مسفر کا اہل حدیث پر غیر مقتدر ہونا صراحتاً ثابت نہیں ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ اس کا مسلک کیا ہے؟"

جواب عرض یہ ہے کہ جناب حسب معلوم نہیں تھا کہ مسفر کا مسلک کیا ہے تو پھر بھی کتاب تہذیب کی حدیث سے استفادہ کیا کیا تھا؟ وجہ صرف یہ ہے کہ مسلک تہذیب تھا، کیونکہ اس میں بہت حدیثیں تھیں اور یہ قرار دیا گیا اور کچھ کو طبقہ ثانی میں داخل کیا گیا ہے جو کہ اس کے مسلک کو تقویت دیتے تھے۔ مگر جوں ہی غیبی توری کے بارے میں مسفر بن غرم اللہ اللہ علیہ السلام کا یہ حدیث جناب کے سامنے آیا تو جب اس کے مسلک اور

جسے کابینہ کے جال حاکمی میں ثابت تھی۔ مگر جناب یہ عرض کریں کہ حدود عرب
سہ ماہہ سنیوں سے بات کر کے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمان غلام اللہ علی صاحب سنی
مسلم سے تقاضا کرتے ہیں۔ سنیوں والے آپ پر حجت ہے اور نہ پٹی چاندیوں سے توبہ
نہیں تو نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے واسطے کہ جس حد سے وہ کجگوئی عظیم ہو۔ اور مسلمانوں میں
میں حقیقت ہے کہ وہ اس حد سے کجگوئی عظیم ہو۔ اس سے بڑھ کر نہیں

سعیان ثوری کی متابعت

رحمہ علیہ فی صاحب و اعتدیل ص ۳۳ پر لکھتے ہیں۔
حدیث کی ترمذی متابعت ثابت ہے تو سنیوں کے خلاف حاکم بن علی بن
ش عامر بن علی سے منع ہیں اس کی کوئی معتبر سند نہیں ہے۔ ہذا یہ عرض ہے۔

الجواب

ہم سعیان ثوری طبقہ ثانی سے کہہ سکتے ہیں۔ اور طبقہ ثانی کی حدیث حدیث
حقیقت کے لیے مستعمل نہیں ہوں۔ حنفیوں سے متاخرین محدثین سے اب حدیث پر سعیان
ثوری کی حدیث کی رجحان نہیں ہے۔ ہذا اس حدیث پر سعیان ثوری کی حدیث کا ذکر مباحث
اور مرود ہے۔ سعیان ثوری کی عامر بن علی سے اس روایت کی ناعت اور حدیث پر
حارجی اور اہل دنا کا ایک بار ہے۔ اس کی وجہ سے حنفیوں میں و متاخرین میں
حدیث پر دوسرے طبقہ سے تواتر کے مگر اس حدیث پر ترمذی کا اثر مکی محدث سے
وارث نہیں کیا۔

الزہدی جواب

اس حدیث میں سعیان ثوری کی متابعت ہے۔ یہی ہوتا ہے حدیث کے اعتبار
سے صحیح ہے۔ مگر دلائل کی دوسری سعیان ثوری کی متابعت بھی ثابت ہے۔

امام دارقطنی کی تحقیق

امام دارقطنی سعیان ثوری کی اس حدیث میں متابعت کے بارے لکھتے ہیں۔
ومشئ عن حدیث عن عبد اللہ قال لا یصلی بکم صلوہ رسول
سہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لرفع یدہ فی اول تکبیرۃ ثم لم یعد فکان
بروہ عامر بن علی بن عبد الرحمن بن الامود عن خلفہ حدث بہ
ثوری عنہ روہ ابو بکر سہشی عن عامر بن علی بن عبد الرحمن
بن الامود عن ابیہ وعن خلفہ عن عبد لہ و کذلک روہ ابن شریس
عن عامر بن علی بن عبد الرحمن بن الامود عن خلفہ عن عبد لہ و
اسادہ صحیح و فیہ لفظہ لیست بمعفوظہ ذکرہ ابو حذیفہ فی حدیثہ عن
ثوری وہی قوہ ثم لم یعد ("بعض الوردی" لا حدیث حدیث ۱۷۲ رقم ۸۰۴)
امام دارقطنی کی تحقیق سے چند امور نکات واضح ہو گئے۔

امام دارقطنی کا حدیث کی تصحیح کرنا

امام دارقطنی نے اس حدیث کے بارے "ساد صحیح" کے لحاظ لکھے۔ معلوم ہو کہ امام
دارقطنی کے نزدیک یہ حدیث بالکل صحیح اور قابل حجت ہے۔

سعیان ثوری کی متابعت

امام دارقطنی نے اس حدیث میں امام سعیان ثوری کے متابعت نقل کی ہیں۔

امام ابو بکر شہیدی رحمہ اللہ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

یہ روایت صحیح ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

شاہد نمبر ۱ (مرسل موقوف) احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

اعتراض غالی غیر مقلد شیعہ باری کرے ہوئے لکھتا ہے۔ "اسی کے راوی براہیرونی کی پیدائش سے پہلے سیدنا ابن مسعودؓ متولد ہو گئے تھے، بہرہ پیر روایت منقطع ہے اور یہ کہنا کہ مجھے ابن مسعودؓ کے بہت سے ہمارے گردوں سے بتایا ہے چند راہیرونی جب تک کہ میں سے کسی ایک ثقہ شاگرد کے نام کی صراحت نہ ہو۔ (مقالات ۳۶۲)۔"

جواب عرض ہے کہ اس اعتراض کی حقیقت کے لئے محدثین کرام کے اقوال جانا بہت ضروری ہے۔

امام ترمذی کی تحقیق۔

امام ترمذی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

ترجمہ سیدنا ابوالحسن نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

حافظ ابن عبد البر کی تحقیق۔
 حافظ ابن عبد البر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

مشہور سیدنا ابوالحسن نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔
 اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

امام طحاوی کی تحقیق۔ امام طحاوی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھتے اور ان سے پڑھنا سکھاتے۔ یہ روایت صحیح ہے۔

۱۔ راجد ع۔ سب کی طرف مائل ۲۔ سے اور مسروق سنہ پہلے حضرت علی اور زبیرؓ سے
 حاصل ہوا بعد از انحضرتؐ سپہ شہنشاہ اور اصحاب عہدہ ۳۔ مسود بن سہب کی طرف
 مائل ۴۔

لہذا معلوم ہو کہ ابو نعیم شعیبہ رحمہ اللہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا
 مدہب اور علموں سے شاگردوں سے حاصل ہوا اور علامہ کہ جس حدیث اور انہی راجب سے
 قول سے ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدہب سب سے زیادہ مال
 شاگردوں پر پڑتے تھے

حالانکہ وہی کا یہ حصہ ۵۔ جس سے دو تیس لاکھ جمع ہو کر سے حدیث سنائی اور
 دو تیسوں ضعیف حافظوں ایک بیوی مفروضہ ہے اس سے مدد دوسری کچھ حقیقت نہیں ہے
 کیونکہ اصحاب عہدہ ان سوار، علمائے دین و غیرہ شہرہ آفاق میں لہذا ۶۔ ضعیف کی نظر کا عزم تو
 مردود ہے۔ حاشا طور پر جب امام بخاری کے استاذ علی بن ابی نعیم رضی اللہ عنہ و ضعیف موجود
 تھا۔ مزید یہ کہ ناہنجی اور صحابی کے درمیان دوچار سات واسطوں کا ذکر بھی افسوس ہے کیونکہ
 ابو نعیم رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود فاطمہ بن مسعود ان سے شاگردوں لاوا، بن برید
 عقیقہ عبداللہ وغیرہ سے حاصل کیا۔ لہذا دوچار سات واسطوں کا ذکر کر کے اس حدیث
 میں شک؟ غار و دریا ۷۔ مزید یہ کہ حافظ گوید کوئی کا یہ نہ تھا کہ ابو نعیم کے مدہب
 دو تیسوں شاگردوں کے ۸۔ ضعیف ہوں بھی افسوس ہے کیونکہ ۹۔ سوار بن برید، عقیقہ
 مسروق عقیقہ، غیر صحابہ ابو نعیم رضی اللہ عنہ سے روایت بھی لگتی ہیں اور دیگر محدثین ارازم سے
 روایت بھی لگتی ہیں۔ لہذا یہیے محض سات و دو کرنا اور حقیقت افسوس ہم ارباب سے بہ
 خبری یا مسئلہ حیات کا شہادہ ہے۔

لہذا راجد ع۔ سب کی طرف مائل ۲۔ سے یہ عیاں ہے کہ حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ سے حضرت
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تمام علم اور مدہب ۳۔ کے اصحاب (۴۔ اور راجد ع۔ غیر ہم)
 سے حاصل ہوا کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تمام مدہب و فتوؤں سے اس
 سے پیش رو و محبوب وقف اور مائتھے ہوا ابو نعیم رضی اللہ عنہ سے جہاں بھی جماعت اور
 ششخصاں کا کیا تو اس میں یہ ضرورت سرور شامل ہیں۔ اب یہ مدہب کی جیس کہ یہ مدہب کی یا
 ثابت و دیت ہوا کرتے وقت تمام شیوخ کا تذکرہ سے کیونکہ جب ابو نعیم رضی اللہ عنہ
 ۵۔ یہ تصریح کی کہ جب میں صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام سے
 روایت کروں تو میں نے پورے حدیث ایک جماعت سے سنی ہے اور اس جماعت میں ابو نعیم
 رضی اللہ عنہ کے ماموں اور دیگر شیوخ شامل ہیں (۶۔ اسود، عاتقہ، عقیقہ و عمرو بن شعیبہ وغیرہم) جو
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے شاگردوں میں ہیں۔ اور انہوں سے ہی حضرت عبداللہ
 بن مسعود سے تمام احادیث اور اقوال اور مدہب کو محفوظ کیا ہے۔ لہذا اس روایت کے متعلق اور
 صحیح ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ ابو نعیم رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
 عنہ سے یہاں نہیں آئے ہیں بلکہ وہ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل میں کر رہے
 ہیں و لہذا ہر سے کہ ابو نعیم رضی اللہ عنہ اس عمل ترک فرم پڑنا کے بارے میں حضرت عبداللہ
 بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور شاگرد سے معلوم ہوا کہ ان کے ہاتھ و شیوخ تھے۔ لہذا
 ان کے بارے میں تو کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ غیر مقلد پر علی بن ابی نعیم
 نے حدیث باطل اور مردود ہیں کیونکہ علمی دنیا میں ان کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔

شاهد نمبر ۲ (صحیح مسلم، موقوف) حدیث اسحاق بن عبداللہ بن ابی

حسین عن ابی اہیم ابن مسعود کان یرفع یدہ فی قولہ لا یرفع بعد

جواب دینے والوں غیر مقدر و غیر عزیز کا نہ ملنے والی موقوفہ جو علماء غیر مقدر میں لوگوں
 "ملنے سے تو میرے پیش رو بن گئے ہیں" مزید یہ کہ اس کا مباح مصنف اس فہرست حدیث
 مسر ۳۳۶۴ میں لکھتا ہے: "حدث هشیم قال خبرنا حصی و مصبرة عن ابراہیم
 ابنہ کان یقول اذا کبر فی فاحجہ مصلاۃ فرفع یدیک لہ لا یرفعہما
 فیما بقی" ہذا پر علین کا اعتراض لکھو گے۔

شاهد نمبر ۷ (مرکز مؤلف، انجمن اکیڈمی فار حلہ حبشہ
عس امراہیم عس علیہ السلام اس مسعود انہ کان یروم یدیدہ ان قطع
بصوۃ) کتاب الحجۃ ۱۹۷۰ء

اعتراض اس کتاب کا مجملہ مصنف ان مرفقہ جمہور محدثین کے ایک مجروح ہے
و مقادیر ۲۶۲/۱۴

جواب: عرض یہ ہے کہ امام محمد بن حسن شیبانیؒ تمام اعتراضات کے جوابات کے لیے راقم کی کتاب ال شہادۃ الحدیۃ پر مدتی سے آ رہے ہیں۔ آ رہے ہیں کہ راقم کی کتاب میں راجح علیوں سے تمام باطل اعتراضات کا تجزیہ و رد کر دیا ہے۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ پر راقم کا ایک منظرہ نظر انگریزیت پر موجود ہے۔

شاهد نمبر ۸ (مرسل موتوف) حدثنا ابن ابی ذرؤد قال حدثنا حماد بن یونس قال لساء ابو لاحوص عن حصی عن ابرهیم قال کان عبدالله لا یرفع یدیه فی شی من صلاه لا فی الافتتاح (شرح حوالہ ۳۲)

اعتراض یہ روایت مستقطع ہے۔ (مقالات ۲۳۶، ۲۳۷)

جواب حضرت برہنہ خانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا تمام علم اور مدد حسب ان کے حسب (لا مسودہ، مائتہ و میرہم سے حاصل کیا کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تمام علم حسب اور فتوے سے اس کے پیش گروہ کو جو واقف اور عالم تھے۔ اللہ برہنہ خانی سے جہاں بھی جماعت اور کئی شخص خاص کا و مرگیا تو ان میں یہ حضرات سرور شامل ہیں یہاں تک کہ ایک روئے یا محدث روایت بیان کرتے وقت تمام شیوخ کا تذکرہ ہے کیونکہ حسب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ تصریح کر دی کہ حسب میں یہ حضرات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام سے روایت روا تو میں سے یہ روایت ایک جماعت سے آئی ہے اور اس جماعت میں برہنہ خانی کے ماموں اور دیگر شیوخ شامل ہیں (مسودہ مائتہ و میرہم و شریئل و غیرہم) جو کہ عبداللہ بن مسعود سے شاگردوں میں ہیں۔ اور اس سے علی حضرت عبداللہ بن مسعود کے تمام اہل اور اقوال و روایات حسب محفوظ کیا ہے۔ اس روایت کے متصل و صحیح ہوئے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ بانی تفصیل شاہد مسر

شاهد فيصبر ٩ لنا أبو بكر ث مومن ك سفيان عن المغيرة قال قلت لأبي
عمر عجم حديث وإنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه أن افتتح
الصلاة وذا ركع وذا رفع رأسه من الركوع فقال وإنه مرة يفعل فقد
ه عبد الله خمسين مرة لا يفعل ذلك (شرح معاني الآثار ١٥٣)

متغیر لے کہا کہ میں نے ابراہیم خلیفہ سے حضرت داخل واں حدیث بیان کی کہ
 دست داخل لے رکھنا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب ہمارے شروع کرتے اور جب رکوع کرتے
 رکوع سے سرفراہ کرتے تو آپ رفع یہ پین کرتے تو ابراہیم خلیفہ سے فرمایا کہ اگر حضرت داخل
 نہ لے کر مرتبہ ایسا دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پہچان سرتیب دیکھا ہے یہ حضور

بجیر بھی حنا۔ فارغون مصل ثابت ہوتا ہے۔)۔ کیونکہ اگر سفیان ثوری سے اس حدیث میں ترمذی کی ہوتی تو محدثین کو یہ مصرحت کر دیتے کہ امام سفیان ثوری نے یہ حدیث عام بن کلیب سے ہی نہیں بلکہ محدثین کے اس کے اعتقاد میں کی بنیاد ہی سفیان ثوری کی عام میں بن کلیب سے روایت میں "م لا یعوذ" کے الفاظ کی روایت ہے۔

لہذا اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں امام سفیان ثوری سے ترمذی نہیں کی اور میر غلیو کی صاحب (عبدالرحمن مطلق اور رشاد الحق اثری) کا ترمذی کو یہ بیان کر اس حدیث کو صحیفہ ثابث بن ابی مرزوق، ابو محمد ثقیف اور قتیبہ بن سعید کے خلاف ہے۔

سفیان ثوری عن عاصم بن کلیب سند حسن فسی حثیب

۱۔ امام سفیان ثوری کی عام میں بن کلیب سے اس حدیث کی مختلف روایتیں اس حدیث کی ہے۔ امام حاتم سے مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۷۰۳ میں جمعہ ہیں غویٰ لکھتے ہیں سفیان بن سعید (ثوری) عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن بن عباس کی حدیث کا وعدہ حدیث صحیح لکھا ہے۔

۲۔ امام ربیع بن خلیفہ المستدرک حدیث نمبر ۳۷۰۳ پر اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔
۳۔ امام بن مفلح سے المستدرک علی خلیفہ میں اس حدیث کی تصحیح پر سکوت کیا
۴۔ امام سبکی نے اپنی کتاب سنن ابن ابی عمیر سے علم کے مطابق سفیان ثوری عن عاصم بن کلیب کی روایت نقل کی ہے۔ اور اس حدیث پر کوئی اعتراض نہ نہیں کیا اور خاص طور پر سفیان ثوری کی ترمذی کا الزام عائد نہیں کیا۔

(احمد بن محمد وهو ابن یوسف القریابی قال حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن والی بن حجر (حدیث نمبر ۲۷۰۳ کتاب الصوم باب من صوم العیدین)

حدثنا احمد بن عبد السلام عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن ابو ہریرۃ
بنع (حدیث نمبر ۲۵۶۔ کتاب قیام اللیل۔ باب من صوم العیدین فی الاصل)
(حدثنا عبد الرحمن بن سعید عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن
ابن عمر (حدیث نمبر ۵۲۲۸۔ کتاب التیمم۔ باب من صوم العیدین فی الاصل)

۱۔ احمد بن قاسم قال حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن والی
بن حجر (حدیث نمبر ۵۰۸۳۔ کتاب التیمم۔ باب من صوم العیدین فی الاصل)
۲۔ امام ابو داؤد سے اپنی سنن میں روایت میں یہ علم کے مطابق سفیان ثوری کی عام میں بن کلیب سے روایت نقل کی ہے۔

۱۔ احمد بن عبد البر فی حدیث ثوری عن عاصم بن کلیب عن ابیہ
حدیث نمبر ۲۸۰ کتاب الخیار۔ باب من صوم العیدین فی الاصل)
۲۔ احمد بن حنبل بن عساکر عن سفیان ثوری عن عاصم بن کلیب عن ابیہ
حدیث نمبر ۴۱۹۳۔ کتاب التیمم۔ باب من صوم العیدین فی الاصل اور ان احادیث پر سفیان ثوری کی
حدیث کا نقل نہیں کیا۔

۱۔ امام ابن ابی عمیر سے سنن ابن ابی عمیر میں یہ علم کے مطابق سفیان ثوری عن عاصم بن کلیب
کی روایت نقل کی ہے۔

۱۔ احمد بن عبد البر فی حدیث ابیہ عن عاصم بن کلیب عن ابیہ الخ
حدیث نمبر ۳۳۶۲۔ کتاب الاضاحی۔ باب من صوم العیدین فی الاصل)
۲۔ اسکیاں بن عقیق عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ الخ حدیث
۳۔ کتاب الصوم۔ باب من صوم العیدین فی الاصل

۱۔ روایت پر امام ابو داؤد کی ترمذی میں عام میں بن کلیب کی روایت پر اس حدیث کا

ابن مسعودؓ سے یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ امام حسینؑ میں سعیدؓ تو ان کا ہم نام نہیں بلکہ ایک شخص ہے۔
مفسرین ائمہ اربعہؑ کی روایت کی تصریحیں کرم نے تصحیح کی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث پر محدثین

کرام کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

بیر علیؓ کی حدیث سے پہلی کتاب درالمنہج ص ۱۳۰ تا ص ۱۳۳ پر تقریباً ۱۰۰
محدثین کرام نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث پر اعتراضات و رد یہ ہیں کہ
تمام اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ لا یعود "کے الفاظ ہیں۔ مگر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ
ان حدیث "لم لا یعود" سے الفاظ کے بھیج بھی "کے الفاظ ہیں۔ مگر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ
ابن مسعودؓ سے یہ حدیث ہے کہ تمام الفاظ کے ساتھ صحیح اور ثابت ہے۔ اور اسلاف کا ان کا نظیر "لم لا
یعود" بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے محدثین کرام سے تقریباً "لم لا یعود" کے الفاظ پر
اعتراض کیا ہے۔ مگر اس حدیث کا مسند جمہور محدثین کرام سے روایت صحیح ہے۔
لکن یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے اور اعتراض
صرف "لم لا یعود" کے الفاظ پر ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارکؓ کے اعتراض کا جائزہ

بیر علیؓ کی حدیث سے ص ۱۳۰ پر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ پر حضرت عبد اللہ بن مبارکؓ کی
جرح و نقل کی ہے۔ "لم یثبت حدیث"۔ ابن مسعودؓ (سنن ترمذی ۵۹/۱)

جواب حضرت عبد اللہ بن مبارکؓ سے اس جرح کا رد ان سفیان بن عبد الملک
غیاث بن عبد الملک حضرت ابن مبارکؓ کا قدیم شاگرد ہے۔ روایتیں ان کا ضعف ۲۳۰
تہذیب العمال ص ۳۲۵) جہاں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث حضرت عبد اللہ بن
مبارکؓ بھی روایت کرتے ہیں۔ اور اس حدیث میں حضرت عبد اللہ بن مبارکؓ کے مترادف

ابن مسعودؓ میں تصریحیں عاقلانہ ہواں کا ضعف ۳۳۰ تہذیب ۲۸۰ تہذیب ۲۸۰ تہذیب ۲۸۰ تہذیب ۲۸۰
ابن مبارکؓ سے یہ جرح مروج ہے۔ اس تحقیق کے درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں۔
ابن مبارکؓ کی جرح قدیم تھی۔ ابجد جرح مروج ثابت ہوئی ہے۔

۱۔ ابن مبارکؓ سے اس حدیث کو خود روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد ۵۸/۱) جس سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ ابن مبارکؓ سے پہلی جرح سے رد مروج کر دیا تھا۔

۲۔ ابن مبارکؓ کی جرح کرنا اور پھر اسی حدیث کو روایت کرنا ابن مبارکؓ کے فوس میں
عارضی تھی ثابت ہوتا ہے۔ اور اس طرح دونوں قول بہ قطفہ رہا ہیں گئے۔

اعتراض۔ "ماں میر مقداد بن علیؓ کی پہلی کتاب مقالات جلد ۳ ص ۱۷۰ پر لکھا ہے
یہاں کسی قسم کا رد نہیں لکھا۔ ہرگز نہیں ہے کہ تاریخ و مسودہ مقدمہ اس طرح لکھا جائے کہ یہ ثابت بھی
ہو جائے کہ حید بن عمر متاخر شاگرد ہیں تو ان سے تاریخ مروج یا تاریخ مسودہ ثابت نہیں ہوتا۔"

ماں میر مقداد بن علیؓ کی مزید لکھتا ہے مجھے شک ہے کہ ۲۳۰ تہذیب ۲۸۰ تہذیب ۲۸۰ تہذیب ۲۸۰
ابن مبارکؓ سے یہ حدیث ہے کہ عبد الملک بن مبارکؓ سے قدیم مسودہ شکر تھے
اور وہ ابن مبارکؓ سے اس حدیث شکر تھے۔ معترض سے بھی اصل حدیث پیش نہیں کیوں اور
جانکا دعوت سے ختم نتیجہ نکال ہے۔ (و تہذیب)

جواب

عارضی یہ ہے کہ ایک طرف امام عبد اللہ بن مبارکؓ اس پر جرح کرتے ہیں اور دوسری
طرف اس حدیث کو روایت بھی کرتے ہیں۔ لہذا یہ بات اہم ہے کہ آیا کہ روایت پیچھے کی
یا جرح پیچھے کی؟ کیونکہ اگر حضرت عبد اللہ بن مبارکؓ اس حدیث سے مطمئن نہ ہوتے تو اس
روایت کو نقل بھی نہ کرتے۔ وہ یہاں بھی کرتے۔ مگر حضرت عبد اللہ بن مبارکؓ کی جرح
ثابت ہوئی تو امام ترمذیؒ اس جرح کو حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ (تہذیب ۲۸۰) پر

کے بعد نقل کرتے مگر اس سے برعکس اس جرح کو مام ترمذی کی حدیث سے پہلے اور آگے
باب نفع یدید صمد کو رقم ۳۶۲ میں نقل کیا ہے مزید یہ کہ مگر یہ جرح ثابت ہوتی تو مام ترمذی
سن ۲۰۵ پر اس حدیث کی تحسین اور تصحیح کرتے۔ مزید یہ کہ یہ حدیث عرب کے نامور باغی
امام محبوب احمد شاہ ناصر الدین ہاں در شعبہ ۱۱ بود وغیرہم سے تصحیح بھی کی ہے

مزید یہ کہ عیسیٰ بن عبد الملک کا مام عبد اللہ بن مبارک کا قدیم شرف ہونا ثابت ہے مگر
جناب غالی صاحب نے اس جرح کی تقریب احمدیہ رقم ۳۶۲ کا مطالعہ کرتے تو وہاں یہ
الفاظ موجود ہیں کہ "سعیان بن عبد الملک من کبار اصحاب ابن المبارک"
نفع من قدماء معاشرہ" در سید بن نصر کے ترجمہ میں حافظ بن حجر لکھتے ہیں۔ "نفع
من معاشرہ" تقریب التہذیب رقم ۲۶۶۹۔ حافظ بن حجر کے حوالہ جات سے صاف
ثابت ہے کہ سعیان بن عبد الملک قدیم شاگردوں میں سے ہیں۔ مگر جناب غالی صاحب
کو پھر بھی کوئی شبہ ہو تو مزید ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔

"فان ابو داؤد سمع احمد بن اسحاق بن مبارک القدماء سفیان
یعنی ابن عبد الملک" (سوانح ابی داؤد رقم ۵۶۱)

ترجمہ۔ مام ابو داؤد نے کہا کہ میں نے مام احمد بن حنبل سے سنا کہ انہوں نے کہا
کہ اصحاب عبد اللہ بن مبارک میں سعیان بن عبد الملک قدیم شاگردوں اور اصحاب میں سے
ہے۔

کیوں غالی غیر مقدم صاحب سے تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ سعیان بن عبد الملک حضرت
عبد اللہ بن مبارک سے قدیم شاگردوں اور اصحاب میں سے ہے۔ رہی آپ کی یہ چالانی کہ
یہاں کی قسم کا خواص ولفظ ہرگز نہیں کہ ناحی و مسنون یا مقدم و موخر نہ لکھا جائے تو جناب
مکی چالانی آپ ہی مبارک ہو۔ جناب وضع طور پر مختلف پہلو سے آ رہے ہیں مگر

چالانی محاورہ پر پور ترے کی کوشش کر رہے ہیں کہ "میں نے ماموں مگر ترمذی نہیں بھی
تو پھر بھی موخر اور مقدم کی اہمیت تو ضرور ہے۔ یہ معلوم کرنا بھی ممکن۔ صوبوں کے مطابق
کہ سعیان بن عبد الملک شہد شہزادہ ہے یا کہ متاخر؟" کی طرح سوید بن نصر کی بھی
"میں نے آپ میں عیسیٰ بن جریج سے سنا ہے تو سعیان بن عبد الملک کو متاخر شہزادہ ثابت کر رہا۔ مگر
مطالعہ کی طرح میں نے ماموں کا رٹنا گانا چھوڑ دیں۔ ہمد مزید بن نصر کی روایت کو کم کر کر ترجیح
دی

غالی کی مکاری

یہ مہربانے مقالہ ۱۳۲۳ پر لکھا کہ "ریشی حنفی نے ابن عباس کی کتاب الوائم والایہام
میں نقل کیا ہے کہ ترمذی نے ابن مبارک سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: "دفعی بن حدیث صحیح نہیں
ہے" (نصب العربیہ ۱/۳۹۵)۔ اس سے معلوم ہو کہ ابن مبارک کی جرح اسی روایت پر
ہے جسے مام وکیع نے سعیان ثوری سے بیان کیا تھا۔ لہذا بعض ماس کا اس جرح کو بھی
ان روایت پر منت کردینا غلط ہے۔

الجواب۔ میرے عزیز جیسا نام بہادری کی تحریر بھی لکھ سکتا ہے یہ حیرت کا مقام ہے
میرے عزیز سے عرض ہے کہ آپ اپنے دعویٰ میں کچھ نہیں تو "مدن سے ابن القضا کو ثابت
ہے۔ جب اصل کتاب موجود ہے تو نقل پر مجبور نہ کیوں؟

اعتراض۔ غالی اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے: "یہ سوال مجھ سے نہیں بلکہ
ریشی اور ابن القضا سے ہے کیونکہ ابن القضا کی روایت ہے... دوسرے یہ کہ مضمون سے
اسی روایت پر جرح کو تسلیم کرنے سے جرح قرآن کے کی کوشش کی ہے جو اس کی دلیل ہے وہ
کی روایت پر جرح ثابت لکھتے ہیں۔ مزید لکھتا ہے مگر جرح ہونے کی کو دلیل نہیں بلکہ یہ حدیث
دفعی ہو پوری ہے (مقالات ۳۱۷)

جواب الجواب جو بئیں اور علیوں سے حج یا مکہ کی اور چنانچہ دھانے کی کوشش کی۔ عرب یہ ہے کہ یہ عمر اس اور سوال امام (پیشی اور اس القطار سے نہیں بدل جناب عالی غیر مقدمہ میں طبعی سے سے کما میں عبادت سے سندوں جناب عالی میں عمیر کی سے یا سے اور اس سے قیچہ (تہہ اس مبارک کی جرح کی روایت پر بے بنیادام و کعبہ سفیان ثوری سے بیان کیا تھا) بھی جناب عالی سے اخذ کیا ہے۔ اگر اس القطار یا امام پر یعنی سے ترک کوئی تاریخ واقع ہو گیا اور آپ کو معلوم بھی سے تو پھر اسی بات لکھنا، آپ کی مکاری و وعید کی ہے۔ مگر بوں بھرت آپ سے خلاف کوئی بات لکھنے تو آپ تو انہوں لگا دیتے ہیں اسب جناب عالی کے نام پر ایک حوالہ کیا تو جھٹ سے چک یا۔ اسی وقت کہتے ہیں عمو ورتوب در مسئلہ کی حمایت۔ مزید یہ کہ جناب کو بن مبارک کے مختلف پہلو سمجھ نہیں آ رہے اور اس میرے مانع کی کھجری قر سے کرنا فراہم کیا کر رہے ہیں تو جناب آپ ہی کے پیش کردہ شعر کا آپ پر ہی صادق ثابت ہے

”کھیں ہیں، مگر بند تو پھر دوسری بات ہے اس میں سورج کا بھلا یا قصود ہے مزید یہ ہے کہ جو مروجہ بات کے مقابلہ میں رائج کا پہلو سے وہ سب کو ہی مسلم ہے۔ بد میں سے حضرت عبداللہ بن مبارک کی جرح مروجہ والوں کی ہڈیوں پر رہ کر اس سے ایک روایت حدیث ۲۵۹ موحود ہے اور لو قیبت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ بد میں سانی ۵۹۱ پر حضرت عبداللہ بن مبارک کی حدیث میں رائج ہوگی۔ مگر اس دونوں اقوال میں تضاد یا عرص ثابت نہ ہو۔ بھی قیبت حضرت عبداللہ بن مبارک کی روایت کردہ اس سے بیرون حدیث میں کو ہوگی اور قارئین مرید بھی یاد رکھیں کہ کسی ناپہنہا پر مقدم پر ضرور سن (دیگر قرآن کی روشنی میں) کہ یہ قول یا پہلا رائج یا مروج ہے کیونکہ دیگر قرآن اور روشنی میں دلائل کو رائج اور لو قیبت دی جا سکتی ہے۔

یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی جرح کو جو سب امام و قلی العید (نصب الرایہ ۳۵۸) علامہ بدر الدین عینی شرح سنن ۴۲۱۳ ابن القطار (میزان الواعظ و الامام ۳۶۷) محدث مارونی ترکانی (جو ہر جلد ۲۷۷) نے بڑے شرح اور سطر کے ساتھ دیا ہے۔ ہر جگہ بھی اس مبارک کی جرح کی حیثیت قائم نہیں رہ سکتی۔ دوسری ہر بات یہ ہے کہ اگر جرح میں کوئی وجہ مسخر یا نہ ہو تو جرح قابل قبول نہیں ہوتی اور عام اس بات جب مسئلہ حنفی جو اور یہ بات تو ثابت ہے کہ محمد احناف کے ساتھ محدثین کم اور مرکوب کا تعصب حسد اور ہمدردی در حوالہ بن عبد البر تو اپنی کتاب ال قاء میں بھرت نیکی میں صحیح سند سے قول نقل کیا ہے کہ اہل حدیث محدثین سے سادہ سے ساتھ با ن کی ہے ہمد احناف کے عہد و حثاف کے حذ شدہ روایت کے خلاف کسی بھی حدیث کی بات چاہے وہ متناہی نقد ہو ویر کسی دلیل کے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ اس مقام پر یاد رہے کہ محدثین کریم (بقول شیخ بن معین وغیرہم) سے احناف پر ریادتی ہے کہ نام نے محدثین (شافعی، مالکی اور حنبلی پر۔ یہاں سے کہ اس وقت حثاف کو ال امر سے بدلہاں کے مخالفین (شافعی، مالکی و حنبلی) کہ محدثین یا اہل حدیث کہتے تھے اس مقام پر یہ بات اہم ہے کہ اگر با عرض اس مبارک کی اس جرح کو ثابت بھی مانا جاوے پھر بھی یہ بات ہی جگہ قائم رہے گی کہ اس مبارک کی بندہ میں امام ابو حنیفہ سے چٹلش تو رائی تھی اور رفع عیب سے موقف پر شروع میں امام عظیم ابو حنیفہ سے خلاف تو رہے ہیں ہمد احناف کی جرح اپنے قول کی جا سکتی و رد بھی بعید کسی وجہ در دلیل سے۔ یاد رہے کہ ہر جگہ یہ اصول لاگو بھی نہیں ہوتا صرف اس جگہ قابل قبول ہوگا جہاں پہا اختلاف صد یا حسد کی کوئی دلیل موجود ہو۔

۱۔ علامہ مفطانیؒ کا جواب

”عدم لہب عند ابن المبارک لا یجمع من اعتبار جماله و منظر طی رایہ و

السَّحَابِیْثُ بِدَوْرٍ عَنِ عَصَمِ بْنِ كَلِيبٍ وَهُوَ لَقَبُ عَبْدِ بْنِ حَبِشٍ وَأَبْنِ سَعْدٍ وَاحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ السَّمْعَرِيُّ وَأَبْنِ شَاهِينَ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَالْقَسْبِيُّ وَغَيْرُهُمْ (شرح ابن ماجہ ۱۵/۴۶۷)

لہذا یہ طریقہ صحیح ہے کہ ابن مبارک کی جرح کو نقل کرنا ضرور ثابت ہوتا ہے

۲۔ شیخ الاسلام ابن دہبیک النعید شافعی کا جواب

یہاں عدم ثبوت احقر عندنا مبارک لا یمنع من النظر فیہ وهو بدور علی عاصم بن کلیل وقد وثقه ابن معین۔ (المصنف ۱/۳۵۹)

۳۔ امام ترمذی کا جواب

ابن ترمذی نے سن ۵۹۱ میں امام ابن مبارک کی جرح نقل کر کے بعد حضرت محمد بن مسعود کی حدیث کو نقل کرنے کے بعد حسن صحیح کے الفاظ بوج کر کے یہ بتا دیا ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک امام ابن مبارک کی جرح مروج یا ثابت نہیں تھی۔

۴۔ امام بدر الدین عینی کا جواب

امام بدر الدین عینی نے ابن مبارک کی جرح نقل کر کے بعد لکھتے ہیں۔ "ان عندنا لیسوا بمعبر عندنا مبارک لا یمنع من النظر فیہ" وهو بدور علی عاصم بن کلیل وقد وثقه ابن معین" (شرح سنن ابی داؤد ۳/۴۲۶)

۵۔ حافظ ابن القطان کا جواب

حافظ ابن القطان القفطانی نے ابن مبارک کی جرح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ "و محدث عندنا لعدالة رواته" (طبقات الیہ ص ۳۶۷) (ایضاً الوهم والابہام ۳/۳۶۷)

۶۔ محدث مار دیسی کا جواب

علامہ علاء الدین مار دیسی فرماتے ہیں۔ "عن عدم ثبوتہ عند ابن المبارک

معارض ثبوتہ غیرہ فان ابن حرم عندنا فی المعنی وحسنہ ترمذی۔" لکن ابن مبارک نے ہر ایک اس کا عدم ثبوت معارض ہے دوسروں کے ایک ثبوت کے ساتھ اور ابن حرم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے محض میں اور امام ترمذی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ (جو ہر نقلی ۲ ص ۷۷)

۷۔ محدث وصی احمد سورتی کا جواب

حضرت علامہ محدث وصی احمد سورتی فرماتے ہیں۔ "الجواب فان السیخ فی الامام ہاں عدم ثبوتہ عندنا لا یمنع من النظر فیہ وهو بدور علی عاصم ولقد وثقه ابن معین" وشرح لہ مسلم راجعاً لکئی شرح منیہ بمصنف ۳۵۵ یعنی ابن مبارک کے دو بی حدیث کا ثبوت نہ ہونا اس پر عمل کر کے سے نہیں دیتا کیونکہ اس حدیث کا ارادہ امام ابن عیسیٰ پر ہے۔ اور امام ابن معین نے اس کو لکھا ہے کہ ہے اور امام مسلم نے روایت کی ہے۔

امام شافعی کے اعتراض کا جائزہ

یہ طریقہ صحیح ہے کہ ابن معین ص ۳۱ پر امام شافعی کا اعتراض نقل کیا۔

امام شافعی نے ترک دفع پر یہ کی احادیث کو رو کر دیا کہ یہ ثابت نہیں ہیں۔ (کتاب الام ج ۲ ص ۲۸ سنن الکبریٰ ۲/۸۸ سنن ابی داؤد ۲/۲۲۰) قال الراعی فی لسان شافعی فی القدیم ولا یثبت رافع بن رافع کہ امام شافعی نے فرمایا کہ یہ ثابت نہیں ہے۔

جواب زبیر عینی کا جواب

زبیر عینی کا جواب ہے عاجز قد عرض ہے کہ امام شافعی کے جرح کے الفاظ نقل میں تاکہ قارئین کو یہ اندازہ ہو سکے کہ جرح کی حیثیت کیا ہے۔ لہذا ہم الفاظ کی جرح و تعدیل کے میدان میں کوئی حیثیت نہیں دیتی ہے۔

(حضرت عبداللہ بن مسعود کی ترک دفع پر یہ سنن مرفوع حدیث پر زبیر عینی

عبر مقتدے سے اور بختمیں ص ۳۱) امام شافعی سے جرح نقل کرنے کے امام شافعی نے ترک دفع

یہ سب کی حدیث کو رد کیا۔ یہ ثابت نہیں ہے۔ وہ اس بات پر ۳ نوٹ لکھے ہیں۔ ایک کتاب الامم ص ۴۰ دوسرے اسس الکبریٰ صفحہ ۸۷۲ تیسرا فتح مہر ص ۲۴۲۔

اول کتاب الامم ص ۲۶۱ میں امام شافعی سے وضع طور پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین پر کوئی غلط فہمی جو جو کہ جس کا قرآن و روایات سے قیادت ملے وہ اس سے بچ جائے۔ روایت مذکورہ امام شافعی کی برج کتاب الامم شافعی ص ۲۶۱ میں شافعی جو ہے یہ وہی وہی معلوم ہو کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مرثیہ حدیث پر کون وضع جرح امام شافعی سے موجود نہیں ہے۔

دوم دوسرا جو اسس اکبر ص ۸۱۲ میں امام شافعی کی جرح "قلنا ابو عمر بنی قبال الشافعی لہمی العقلیم ولا یشب عن عی و بن مسعود یعنی قدر و د عنہما من الہما کان لا یرفعاں ابدیہما فی شئی من بصلاة لافی تکبیر ف لا یتباح کو امام شافعی سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ سے موقوف حدیث کے بعد درج کیا ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ امام شافعی کی یہ جرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ مرثیہ موقوف احادیث سے ہمارے میں تھی سکا حضرت عبد بن مسعودؓ اور شروع حدیث پر لاگو کرتا ظہور ہے اصل ہے۔ مزید یہ کہ اس جرح میں امام شافعی سے امام ابو عمرؓ کی کتاب کی سند نامعلوم ہے۔

اعتراض جبکہ رد صحیحین سے جہالت و ثبوت سے ہونے والا ہے۔ حدیث ص ۲۷۳ پر لکھا ہے کہ حسن بن محمد بن عفرانی تک شافعی کی صحیح سند اسس الکبریٰ میں موجود ہے ۲۶/۱ بہرہ رد جانی سے شافعی تک کی کون ضرورت نہیں ہے۔

جواب - عرض یہ ہے کہ جناب اس جرح کی سند نقل کریں۔ یہ گزشتہ قوال میں سے کسی قوال کی سند پیش کر کے جان چھڑو لیں۔ امام شافعی سے جرح اسس الکبریٰ ۸۱۲ پر کی

حدیث آپ انکی سند اسس الکبریٰ ص ۲۶۱ سے کسی دوسرے قوال سے پیش کر رہے ہیں۔ امام اسس الکبریٰ میں تو بھی جناب اسس الکبریٰ سے سند کے تمام روایوں کی ثقافت آپ پر ہے۔ اسس الکبریٰ ص ۲۶۱ پر سند مذکور ہے۔ رد و نقدیم کما عیون ابو عبدہ الحافظ حبر ابو الولید القفحہ حدثنا مؤمن بن الحسن حدیثنا الحسن محمد بن عمر بنی عن الشافعی وحی اللہ عنہ

جناب اسس الکبریٰ رد قوال میں تا کہ عام روایوں و سند کے بارے میں معلوم ہوا ہے اور آپ کی یہ نقل بھی عام روایوں کی جرح ہو گئی۔ لہذا اس واقعہ میں وضع و وضع اسس الکبریٰ صفحہ ۸۷۲ سے جو ہے میں امام شافعی کے قوال کی قیادت امام شافعی سے وہی کہ امام شافعی کا یہ قوال حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی موقوف حدیث پر ہے نہ کہ شروع حدیث پر بہرہ اس کو ہے حضرت عبد بن مسعودؓ موقوف حدیث میں پیش کرنا رد صحیحین کا پناہ ہوتا ہے۔

سوم حوالہ ص ۳۳ حافظ ابن حجرؒ کی فتح مہر ص ۲۴۲ کا ہے اس کو سے میں حافظ ابن حجرؒ وضع ہوا۔ یہ روایت انھوں سے حضرت عبد بن مسعودؓ کی شروع حدیث پر امام شافعی سے غیر ثابت حدیثوں (جو ہے بھی حضرت عبد بن مسعودؓ کی موقوف حدیث پر) نقل کیا ہے اور اس تسامح کی وجہ سے امام بن رقانؒ کو بھی اشتباہ ہو گیا۔ وہ سب نے حافظ ابن حجرؒ کے الفاظ بھینچ کر رد کیا جیسے کہ الزرقانیؒ کی شرح موطا ص ۱۳۳ کی عبارت سے واضح ہے بہرہ جب اس جرح میں امام شافعی کی ثابت نقل تو باطل فاکہ تھا۔ اور وہ حدیث کی جگہ شروع حدیث پر۔

۱۱۱ امام مارونؒ کے قوال "وقول الشافعی بعد ذلك وانما رد و عاصم بن ابيہ عن ابيہ عن عی دہل بن روت ذلک عن علی لا عاصم و اباء لفتان

کذا تقدم راہجواہر النعمی ۹: ۲) سے یہ صاف واضح آتی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ شافعیہ سے روایت نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں رقم حضرت علی بن ترک رافع یزید بن داؤد حدیث امام شافعی کے نزدیک ثابت ہے۔

نوٹ اس درج بالا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ جرح کو چونکہ بھی تسلیم کرتے تھے (حضرت عبد اللہ بن مسعود کی مرفوع حدیث کی طرف مستحکم دلائل سے) مگر دیگر حضرات امام شافعی رحمہ اللہ سے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی مرفوع حدیث کی طرف منسوب کرتے ہیں تو پھر ان کو جرح کی سند ثابت کرنا پڑے گی۔

دوسری شے یہ ہے کہ امام شافعی کے علاوہ دیگر محدثین امام سے بھی حدیث حضرت علی بن موقوف ترک رافع یزید بن داؤد اور ثابت کہ حضرت علی المرتضیٰ کی موقوف حدیث پر مستند راوی علی بن کے تمام اوصاف اور عمر صحت کے جوہات ہم سے اسی کتاب قرآن مجید میں دو نوادر ہیں میں شرح اوسط سے ساتھ دے دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

امام احمد بن حنبل کے اعتراض کا جائزہ

ریح طبری صاحب سے روایتیں میں ۱۳۱ پر امام احمد کا اعتراض نقل کیا ہے
”امام احمد بن حنبل سے اس روایت پر کلام آیا“ (جزء رافع یزید ۳۲، مسائل احمد ۱۹، بیہودہ ۲۴۰)

جواب امام احمد بن حنبل سے مسائل احمد روایت عبد اللہ بن احمد ۲۴۰ پر اس حدیث راویوں پر کوئی جرح نقل کی امام احمد سے صرف ”ثم لا یعود“ کے الفاظ پر اعتراض کیا ہے۔ مگر حضرت عبد اللہ بن مسعود ترک رافع یزید بن داؤد حدیث ثم لا یعود کے معنی بھی ترک رافع یزید بن داؤد وال ہے۔ تلمذ شریف ۵۹، مسائل احمد ۱۱۲۰

و شریف ۱۱۲ میں یہ حدیث ثم لا یعود کی روایت کر بغیر نقل کی گئی۔

امام احمد سے اپنی سند احمد ۳۸۷ میں جو یہ حدیث امام احمد سے نقل کی ہے۔ یہ وہاں جرح ہو جاتی ہے کہ امام احمد بن حنبل کے روایت یہ حدیث مقبول اور قابل احتجاج صحیح تھی۔ لہذا ازجہ سنی صحابہ ۱۵ امام احمد کی جرح وہ بھی صرف ثم لا یعود کے الفاظ میں کرنا مردود و غلط ہے۔ امام احمد کی سند احمد کے بارے میں قاضی شوکانی لکھتے ہیں

کل ما کان فی المسند لفقہو مقبولاً سند احمد کی حدیث مقبول ہے۔ و تل الا دیار ۲۰۱
امام احمد کی جرح کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ امام احمد بن حنبل کی جرح کے الفاظ کس نقل کیے جائیں۔ اس اسی حدیث عاصم بن کلبہ رواہ ابن دریس ثم یقل ”ثم لا یعود“ (کتاب العمل و معرفۃ الرجال ص ۳۷ رقم ۱۳۷)
ثم لا یعود حدیثی ابن قاسم حدیثنا یحییٰ بن آدم قال اعلاء علی عبد اللہ بن دریس من کتابہ عن عاصم بن کلبہ عن عبد الرحمن بن الامود قال حدثنا عقیقہ عن عبد اللہ بن عسار عن رسول اللہ ﷺ الصلاۃ فکبر و رفع یدیدہ ثم رکع و طلق یدیدہ و جعلہما بین رکبئہ، لبع سعد، فقال صدق الحق فذکنا یفعل ذنک ثم امرنا بہد و اُخذ ہرکتہ کتاب العمل و معرفۃ رجال ص ۳۷ رقم ۱۳۷

امام احمد بن حنبل سے اس حدیث پر کوئی جرح نقل نہیں کی صرف یہ لکھا ہے کہ ابن دریس کے روایات میں ”ثم لا یعود“ کے الفاظ نہیں ہیں۔ امام احمد بن حنبل سے جو الفاظ جرح بخاری رقم ۳۲ میں منقول ہیں ان میں تحریف ہوئی ہے۔ جزء رافع یزید بن داؤد میں ”وفاء احمد بن حنبل عن یحییٰ بن آدم نظرت فی کتاب عبد اللہ بن دریس عن عاصم بن کلبہ لیس لہ ”ثم لا یعود“

جزء رافع یزید بن داؤد رقم ۳۲ میں الفاظ ”نظرت فی کتاب عبد اللہ بن دریس

عن عاصم بن کعب لیس فیہ ثم لا یعوذ "نیک تحریف اور گزرو ہے۔ بعد از اس
یہ یمن ۳۳۰ کا حالہ پیش کرنا نیک خیانت اور تحریف ہے۔ اس عبارت کے علاوہ بھی ۲۰ مرتبہ
یہ یمن کی عہد سنیں۔ بڑا سوچو۔ ہے۔

نوٹ امام احمد سے "ثم لا یعوذ" سے روایتی کلمہ عزائم بھی امام حسینؑ کی نہیں
بلکہ مہدیؑ پر کیا ہے۔

لہذا درجہ تحقیق سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ امام محمد بن حنفیہؑ کے
مرتبہ یہ حدیث بعد ورنہ (بغیر ثم لا یعوذ) کی مقبول اور قابل حجت ہے۔ لہذا امام احمدؒ
اس حدیث کے چار میں شمار کرنا غلط اور مردود ہے۔

غالی کی مکاری غالی غیر متقدم، پیرو سنیوں، عقائد جلد ۲ صفحہ ۳۷ پر لکھتا ہے۔
سب سے پہلے عرض ہے کہ ثم لا یعوذ ال فی اوس مرة اور لامرۃ وحده وغیرہ الفاظ کا مطلب
نیک ہی ہے اور انہیں الفاظ پر محدثین نرم سے جرح کی سے ان الفاظ کے بغیر یہ روایت
سعیال انوری سے نہیں بلکہ عبد اللہ بن ابی بکر سے بیان کی ہے اور ہم غلط کرتے ہیں کہ عبد
اللہ بن ابی بکر کی روایت صحیح ہے نہیں اس سے جناب اور احناف سے علیحدہ فرقے پر یوں کہ
احادیث پر گزشتہ ثابت نہیں ہوتا لہذا معتز ص کا ہارنگ رکھنا کہ اس کے بغیر بھی ثابت ہے بصورت
ورفر ڈالنے سے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

جواب عرض یہ ہے کہ محدثین نرم سے حسب الفاظ جرح نقل میں سے ہیں
ان وضاحت کے ساتھ یہ بڑا سوچا ہے کہ اس تمام محدثین کے امام کا لفظ ثم لا یعوذ پر اعتراض ہے
باقی حدیث کے الفاظ ورنہ بالکل صحیح اور متصل ہے۔ جتنے عزائم محدثین نرم سے کہا تا
ان قبول کریں۔ جناب شاہ سے۔ یا شاہ کا وفادار بننے کی کوشش کریں۔ اپنی چالاک پی
پاس سبب رہیں۔ ثم لا یعوذ الا فی اوس مرة اور لامرۃ وحده کہ ایک ہی بتائے کی باطل

۱۔ "ثم لا یعوذ" کی روایت محدثین نرم سے ثم لا یعوذ سے لفظ پر اعتراض و رد یہ ہے۔ بعد قلم
۲۔ محدثین نرم کی جرح کے تحت نقل کرنا آپ کا جھوٹ و فریب ہے عام لوگوں کو گمراہ
۳۔ محو کردینے کے۔ یہاں پر درست دلیل نیک حوالہ نقل کرنا ہوتا ہے تاکہ دیر غلطی کے سے
۴۔ اس سے عہد سے ہو نقل کرے۔

قلندہ پر غلطی کے مردوح حافظ بن قیم لکھتے ہیں۔

۱۔ حدیث بعد ورنہ (بغیر ثم لا یعوذ) کی مقبول اور قابل حجت ہے۔ لہذا امام احمدؒ
اس حدیث کے چار میں شمار کرنا غلط اور مردود ہے۔
۲۔ سب سے پہلے عرض ہے کہ ثم لا یعوذ ال فی اوس مرة اور لامرۃ وحده وغیرہ الفاظ کا مطلب
نیک ہی ہے اور انہیں الفاظ پر محدثین نرم سے جرح کی سے ان الفاظ کے بغیر یہ روایت
سعیال انوری سے نہیں بلکہ عبد اللہ بن ابی بکر سے بیان کی ہے اور ہم غلط کرتے ہیں کہ عبد
اللہ بن ابی بکر کی روایت صحیح ہے نہیں اس سے جناب اور احناف سے علیحدہ فرقے پر یوں کہ
احادیث پر گزشتہ ثابت نہیں ہوتا لہذا معتز ص کا ہارنگ رکھنا کہ اس کے بغیر بھی ثابت ہے بصورت
ورفر ڈالنے سے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

۳۔ ایک ہی مرتبہ دووں ہاتھ اٹھائے۔ (فرغ یہ یہ امرۃ)

۴۔ ایک ہی مرتبہ دووں ہاتھ اٹھائے۔ (فرغ یہ یہ امرۃ)

۵۔ ایک ہی مرتبہ دووں ہاتھ اٹھائے۔ (فرغ یہ یہ امرۃ)

۱۔ "ثم لا یعوذ" کی روایت محدثین نرم سے ثم لا یعوذ سے لفظ پر اعتراض و رد یہ ہے۔ بعد قلم
۲۔ محدثین نرم کی جرح کے تحت نقل کرنا آپ کا جھوٹ و فریب ہے عام لوگوں کو گمراہ
۳۔ محو کردینے کے۔ یہاں پر درست دلیل نیک حوالہ نقل کرنا ہوتا ہے تاکہ دیر غلطی کے سے
۴۔ اس سے عہد سے ہو نقل کرے۔
۵۔ ایک ہی مرتبہ دووں ہاتھ اٹھائے۔ (فرغ یہ یہ امرۃ)
۶۔ ایک ہی مرتبہ دووں ہاتھ اٹھائے۔ (فرغ یہ یہ امرۃ)
۷۔ ایک ہی مرتبہ دووں ہاتھ اٹھائے۔ (فرغ یہ یہ امرۃ)
۸۔ ایک ہی مرتبہ دووں ہاتھ اٹھائے۔ (فرغ یہ یہ امرۃ)
۹۔ ایک ہی مرتبہ دووں ہاتھ اٹھائے۔ (فرغ یہ یہ امرۃ)
۱۰۔ ایک ہی مرتبہ دووں ہاتھ اٹھائے۔ (فرغ یہ یہ امرۃ)

نکتہ حان غیر مقلد ریح علیہ فی تالیف دھوکہ ہے کہ ثم لا یجوز وراوس مرة وغیرہ کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ ثم لا یجوز اور وراوس مرة کا مطلب ایک ہی ہے تو پھر مام نسائی کی روایت میں یہ دونوں الفاظ ایک ساتھ آئی ہیں۔ اگر ثم لا یجوز اور وراوس مرة کا ایک ہی مطلب ہوتا تو پھر دونوں الفاظ کو ایک ہی روایت میں نہ لے کر آتے۔ اس دونوں الفاظ کے ایک ہی ساتھ یہ آیت میں آنا یہ ثابت ثابت رہتا ہے کہ یہ دونوں الفاظ مختلف ہیں اور مفہوم بھی الگ ہوتا ہے۔ جناب حان غیر مقلد صاحب در اس نسائی رقم ۱۰۲۶ کی روایت تو ملاحظہ کیجئے

الحصیر ما سویہ بن یحیی قال اصابنا عبد اللہ بن مبارک عن سبیل عن عاصم بن کلب عن عبد الرحمن بن لا سود عن عقیقہ عن عبد اللہ بن ابی حنبلہ کم بمصلاۃ رسول اللہ ﷺ قال فقام فرفع یدہ الی المیزۃ ثم سجد

کیونکہ جناب چنانچہ رعود شریف دیکھ بھی کیجئے اس روایت میں وراوس مرة بھی اور ثم بعد کے الفاظ دونوں موجود ہیں۔ ان دونوں کا مطلب ایک ہی ہے تو دونوں ایک روایت میں کیسے کیوں متعارف ہو گئے؟ لہذا آئندہ ثم بعد وراوس مرة کو ایک کہے کی رٹ چھوڑیں وگرنہ یہ نہ ہو کہ آپ کا اپنا استعمال شدہ مصرع آپ ہی پر فٹ نہ آ جائے

غیرت تھا نام جس کا بھی تصور کے گھر سے

غالی کی مکاری

تائیں کہ مام احمد بن حنبل کی جرح پر اپنی دوسری کتاب اعتراضات مضامین کا جواب ص ۲۴ پر لکھا تھا کہ مام بخاری کی طرف منسوب جزء درج پیرین رقم ۳۳ میں مام احمد بن حنبل سے حوالہ نقل لئے گئے ہیں "وفی احمد بن حنبل عن یحیی بن آدم بطریق فی کتاب اللہ عبد اللہ بن ادریس عن عاصم بن کلب عن ابی نعیم

عصوم یہ الفاظ مام احمد بن حنبل کی اپنی کتاب میں ثابت ہی نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ مقالہ ۳۳ء کے پانچواں طرح نقل افشائی کی ہے

یہ مفید لکھتا ہے۔ یہ الفاظ یقیناً ثابت ہیں جس کی دو تئیں درج ہیں

مام بخاری (۱) نا الفاظ کے راوی اس سے ثقہ مام احمد بن حنبل کی انحد ہٹ تھے۔

جز درج پیرین مام بخاری سے بلاشبک و شہ ثابت ہے۔

جواب

یہ ہے۔ جب مام احمد بن حنبل کی اصل کتاب موجود ہے تو پھر نقل کی کیا ضرورت۔ مام احمد بن حنبل کے الفاظ اپنی کتاب میں معترض ہیں یا کہ بیان کرنے والے راوی مام احمد بن حنبل کی سن کی سماعت بھی ثابت نہیں اور اگر سماعت ثابت بھی ہوتی تو پھر بھی مام احمد بن حنبل کی اپنی کتاب میں لکھے ہوئے الفاظ کا نقل ہوتا لہذا عام مام احمد بن حنبل کہہ کر دینا چھوڑیں۔

مام احمد بن حنبل کے اپنے الفاظ کا کچھ یہاں ہیں۔

اسی حدیث عاصم بن کلب رواہ ابن ادریس عن عاصم بن کلب عن ابی نعیم

مام احمد بن حنبل رقم ۱۱۳)

مام احمد بن حنبل کی اپنی کتاب اصل رقم ۱۳ء کی عبارت اور مام بخاری کی نقل کردہ الفاظ درج پیرین رقم ۳۲ میں بڑا فرق ہے بعد از وہ وہ صحت کرنا چاہی بات نہیں ہے۔ اگرچہ درج پیرین مام بخاری سے ثابت بھی ہوتا پھر بھی لو قیلت مام احمد بن حنبل کی کتاب وہوں کیونکہ اس کو نقل کے مقابلے میں ثابت ہوتی ہے۔ مام بخاری کی ثقافت کا کسی سے انکار نہیں یہ خود بخود لکھنا کہ مام بخاری وراستہ ثقہ ہیں ایک عجیب بات لگتی ہے اور اگر علی جرئت یہاں درج پیرین کے ایک راوی کی توثیق صوبہ مطابق پیش کریں۔ یہ بات کہ ابن حنبل بخاری کی تیس روایت وہ وہ مام احمد بن حنبل سے لکھی انہوں کے

ہے کیونکہ ایک جماعت اس کو عاصم بن کلیب سے الفاظ سے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہی الفاظ
سے لے کر شرعاً ان دنوں ہاتھ نکالے پھر رد المحتار کی اور قطعی کی اور پھر ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان
کھانسی اور سہلانی بات دیا جس کی ہے۔ (مطلی الحدیث ۱/۹۶ رقم ۲۵۸)

جواب امام ابو حاتم کی جرح چند وجوہات پر مبنی نہیں ہے

۱۔ امام ابو حاتم نے عاصم بن کلیب سے فقہ احمد کی جرح درمیان نقل کی ہے (تذکرۃ الفقہ ۱/۸۲
اور محدثین ۱/۸۲) کے سرریک فقہ احمد کی جرح صحیح نہیں ہوتی ہے۔

۲۔ امام ابو حاتم کے الفاظ فقد رواہ حماد بن عاصم۔ وہم بقل حد ماروی
الطوری۔ (مطلی الحدیث ۱/۹۶) ترجمہ ایک جماعت سے اس کو عاصم بن کلیب سے
(قطعی) روایت کیا۔ اور کسی اور سے اس کو روایت نہیں کی۔ یہ الفاظ صحیح
معنوم نہیں ہوتے کیونکہ یہ عبارت صحیح نہیں کہ عاصم بن کلیب سے اینہ جماعت نے قطعی
روایت نقل کی ہے۔ کیونکہ قطعی روایت عاصم بن کلیب سے صرف اور صرف عبد
القدیر بن ریحان سے روایت کی اور کسی جماعت نے یہ روایت بیان نہیں کی ہے۔

۳۔ امام ابو حاتم نے یحییٰ بن سعید زہری کی اشاعت رفع یدیں روایت کو مفصل حدیث
المرسل کہا ہے۔ یا زہری عیون صاحب کو امام ابو حاتم کا قول قبول ہوگا۔ جب نص ہے کہ
رفع یدیں روایت حدیث پر امام ابو حاتم کی جرح کو یہ عیون صاحب قبول کرتے ہیں۔
شہادت رفع یدیں کی یحییٰ بن سعید زہری حدیث پر جرح قبول نہیں کرتے۔

۴۔ امام ابو حاتم دراپوزر عمار لڑی اور ابن سفیان ثوری کے ہاں سے ملے لکھتے ہیں۔

انہیں احفظ من عنہ "مطلی الحدیث ۲/۹۹"۔ "سلفی احفظ من عنہ" (مطلی الحدیث ۲/۳۸)
امام ابو حاتم انرا لڑی دراپوزر عمار لڑی سفیان ثوری کو امام شعبہ سے ہر حدیث
ساتے ہیں تو کیا۔ عبد اللہ بن ریحان کے مقابلے میں سفیان ثوری کی حدیث پر اعتراض کرنا

۱۔ امام سفیان ثوری کو امام شعبہ سے بھی بڑے حدیث اور محدث ہیں۔ اختلاف میں
یہ بھی امام سفیان ثوری کو ہوتی ہے تو عبد اللہ بن ریحان کی روایت امام سفیان لڑی پر
ساتھ ہوتی ہے۔ جب سفیان ثوری جیسے ثقہ ورحال محدث روایت حدیث بیان کریں تو
ہمت کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ اور ثقہ کی یادداشت تو یہ سفیان صاحب ثورہ سے ہیں۔
امام ابو حاتم نے سفیان ثوری کی تذکرہ رفع یدیں روایت پر سفیان ثوری کی تالیس
روایت جمع نہیں کیا۔ یہ وہ سفیان صاحب امام ابو حاتم کی جرح نقل نا تحقیق کی
ہے اس لحاظ درمیان ہے۔

اعتراض ۱۔ زہری عیون صاحب مقالہ ۱۳۵/۳۔ ۱۳۶ پر لکھتے ہیں۔

روایت کی کہ امام ابو حاتم زہری نے سیدنا ابو حنیفہ الساعدی کی اشاعت رفع یدیں روایت پر
جرح کی ہے تو یہ جرح کیوں قابل قبول نہیں ہے؟ عرض یہ ہے۔ سیدنا ابو حنیفہ کی روایت کو صحیح
محدثین نے صحیح قرار دیا ہے اور وہ حدیث اصوفی حدیث کی زونہ بھی صحیح ہے۔ (الہدایں پر مرابو
ہاتم نے ان جرح کی ہے تو صحیح کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے۔

جواب۔ جناب زہری عیون نے مؤکد ہانہ گزارش ہے کہ کسی بھی حدیث کی صحیح و ضعیف
اصول مقرر شدہ ہیں۔ انہی اصولوں سے تحت کسی بھی حدیث کی جرح قبول یا رد کی جاتی
ہے۔ امام ابو حاتم کی جرح سیدنا ابو حنیفہ الساعدی کی حدیث بالکل اصول کے مطابق ہے

اعتراض غالی غیر مقلد مقالہ جلد ۲ صفحہ ۵۷ پر لکھتا ہے۔ صحیح محمد بن عیون کے خلاف
جرح تو اصول کے مطابق ہوتی ہے جو جرح صحیح کے موافق ہے وہ صحیح ہو کر مردود ہے بحال
نہ کیا نصاب ہے۔ "کچھ تو شرم کریں"۔ عبارت تھنا نام نہان کا گئی تیمور کے گھر سے

جواب الجواب۔ عرض یہ ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ نایہ نصہ ورا غلط اب
جواب دینے کی وجہ سے ہے۔ در غلطے ہمارے کام ہیں۔ یہ نہ ہو کہ ہمیں غیرت اور

شرم کا دس دینے سے ہی مسئلہ کو گٹ۔ لگا نہیں۔ جناب غلام صاحب آپ نے
کے کم مسئلہ میں ناظرین کے سامنے اور پوری صاحب غیر مقلد اپنی کتاب "سیر علیہ" پر
تحریر ناظرین کے سامنے ۶۸ پر جو تصدیق کی ہے۔ یہ ہے کہ وہ غلط سمجھتے ہیں اور
نہیں کہ جب وہ صاحب پر موقع پر دست بردار ہوئے تھے کہ ان کا قول "یہ حدیث شرعی و لا کلامیہ
سے کوئی بدل بھی نہیں"۔ بچے جناب آپ کے مولانا عبدالرحمن نور پوری سے تو سمجھ
سے قول و تو رہا ہے۔ میں تو پھر بھی "ہو" کے قول کا خیال ہے مگر آپ کے مولانا
عبدالرحمن نور پوری کو اسکو ہائے الٹاں ہیں جناب غلام صاحب اور میرت کا رد میں
دینا چھوڑ دیں اور اپنے ہم مسلک لا سنبھا بیٹے۔ غلام غیر مقدر سیر علیہ کی سنے جو اعلان
ستھان کے وہ کسی عام کے شایان شان نہیں ہیں۔ غلام غیر مقدر سیر علیہ سے جو دار مل
اور غیر عامہ روش اختیار کی ہے اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ میں نے جو جواب لکھا ہے وہ
سیر علیہ کی کتاب کی ستمنا شدہ الفاظ ہیں "بہد انھیں خواہش کے کاغذ میں چاہئے۔"

امام دارقطنی کی جرح کا تحقیقی جائزہ

سیر علیہ کی صاحب نے نور العینیں ص ۱۳۱ پر امام دارقطنی کا اعتراض نقل کیا ہے۔

"امام دارقطنی سے غیر محفوظ قرار دیا ہے" (کتاب احسن الحدیث دارقطنی ص ۱۵۵، قمر ۸۰۳)

جواب تاہم کرم سے اتفاق ہے کہ یہ نکتہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ امام احمد رحمہ اللہ حناہ کا دعویٰ
بغیر "ثم لا یعود" کے بغیر بھی ثابت ہو۔ محفوظ ہے۔ سیر علیہ کی صاحب نے امام دارقطنی
پر اقوال نقل نہیں کیا۔ امام دارقطنی اس حدیث کی تصحیح کر کے بعد اس حدیث کے بارے
میں لکھتے ہیں۔ "و اسنادہ صحیح" ولیہ لفظہ لیسب بمعطوفہ "و کتاب احسن
حدیث" کے بعد تصریح کرتے ہیں۔ "و یس قول من قال ثم لم یعد"

محفوظاً" (کتاب احسن الحدیث ص ۱۵۵) امام دارقطنی کے قول سے یہ واضح ہو گیا کہ ان کے
یہ حدیث صحیح ہے جبکہ وہ اصل صرف "ثم لا یعود" کے الفاظ پر تھا۔ جبکہ پہلے یہ
نہ ہو چکی ہے کہ حناہ کا دعویٰ "ثم لا یعود" کے بغیر بھی ثابت ہے۔

اعتراض سیر علیہ کی غیر مقلد نے مقالات ص ۳۸ پر لکھا ہے۔

میں نے دارقطنی اس لفظ سے کہ "ثم لا یعود" سے روایت نہیں کیا بلکہ ہاتی
نے۔

جواب عرم یہ کہ میں نے یہ دو کتابوں "مختصرہ تجزیہ" اور "سیر علیہ" کے
ساتھ مقابلیں کی جو اب میں یوں دیکھتا ہوں کہ یہ کتابیں "ثم لا یعود" کے الفاظ کی روایت پر تھیں۔ ان دونوں
میں کرم سے اس حدیث میں صرف "ثم لا یعود" کے الفاظ کی روایت پر تھیں۔ ان دونوں
میں کرم سے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ماسوائے لفظ "ثم لا یعود" کے مگر اسبوس تعصب
میں چیز ہے حقیقت کو ماننے سے مانع ہوتی ہے۔ یہ کسی لئے غیر مقدر سیر علیہ کی
والد جات کے نکار پر مصر ہیں جب میں نے اپنی کتابوں میں عرض کر دیا تھا کہ "ثم
لا یعود" کے بغیر بھی ہمارے عمل ترک پڑتا ہے ثابت ہے جبکہ میری پیش کردہ روایت میں
میں "ثم لا یعود" کے الفاظ نہیں ہیں۔ بہد اگر ان دونوں سے صرف "ثم لا یعود" پر
میں کیا ہو تو پھر بھی یہ حدیثیں باقی حدیث بمع سند و متن کو صحیح مانتے ہیں۔ میں نے
کتاب و واضح کر کے امام دارقطنی اور امام ابن القطن کا حوالہ پیش کر چکا ہوں۔
یہ ہے دعویٰ کی حقیقت پر مختلف محدثین کرم کے حوالہ جات سے وضاحت مقل کے لئے دینا
تاکہ واضح ہو جائے۔ امام دارقطنی اور ابن القطن دونوں سے اس حدیث کی تصحیح کی
ان کا اعتراض صرف اور صرف "ثم لا یعود" کی زیادت پر ہے۔

اور وہاں اس جرح لکھتے ہیں "و قال ابن القطن هو عندی صحیح الا قوله ثم لا یعود"

و کذا قال مدار قطنی انه صحیح لا هذه النقط (الدرر سحر) ص ۵۰

ترجمہ رد الاعتقاد ہے کہ میرے یہاں یہ حدیث صحیح ہے مگر اسے لفظ ثمر یہ
--- کی طرح مدار قطنی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے مگر اسے اس لفظ و ثمر یہ کہ

۴۔ امام ربیعؒ لکھتے ہیں "وفی این بقص فی کتابہ یوہم و لایہام و اندو
عدی بہ صحیح و بد نہکر فیہ علی و کعب و ہدہ لم لایعود و کذا نک
قال دار قطنی ان حدیث صحیح لا ہدہ بنقطہ و کذا نک قال امام احمد
بن حنبل و غیرہ" (المصنف ص ۲۴۲)

ترجمہ رد الاعتقاد ہے پھر کتاب الوہم و لایہام میں کہ ہے شک میرے
ہاں یہ حدیث (ترک رفع یدیں) صحیح ہے و راہوں نے کار صرف ورج سے الفاظ
لا یعود و بد نہ کر کیا۔ اور سی طرح مدار قطنی نے کہا کہ یہ حدیث (ترک
رفع یدیں) صحیح ہے و اسے اس لفظ (ثم لا یعود کے) و سی طرح امام احمد بن حنبل اور ک
بھرتین نے کہا۔

۵۔ امام ربیعؒ لکھتے ہیں "فقد صحح بن حرم و مدار قطنی و بن المقض
و غیرہم" (اللائ فی اصول ص ۲۷)

ترجمہ پس اس صحیح کہا (ترک رفع یدیں) حدیث کو (ابن حرم، مدار قطنی و بن
المقض و غیرہ محدثین کرام نے۔

قارئین کرام! رد تحقیق سے واضح ہو گیا کہ امام الدار قطنی اور بن المقض و غیرہ
سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی تصحیح کی ہے و اسے ثمر لا یعود کے لفظ سے۔ بعد عمر مقلد
رد عزیز کا مجھ پر الزام لگا نا بدیانتی او ہے یہاں ہے میں فیصد پڑھنے و سننے اور سمجھنے

۶۔ پھر چھوڑتا ہوں کہ وہ کیا فیصد کرتے ہیں مگر اتنا کا شکر ہے کہ ہمیں پتا موقع ثبات
ہے کہ اسے کسی بھی قسم کا حرم کہہ دیے اور جھوٹ و سنے کی ضرورت نہیں۔

عالیٰ کی مکاری

یہی غیر مقتدر یہ عزیز کی مقالات جلد ۳ صفحہ ۶۷ پر لکھتا ہے۔

اس عبارت میں امام دار قطنی نے امام عبد اللہ بن ادریسؒ کی یہاں کردہ حدیث کو سنا، صحیح
کہا ہے، امام حنبلؒ اور سی کی حدیث کو نہیں کہا، اور پھر سفیان ثوریؒ سے ابو حذیفہؒ کی
روایت کو غیر محفوظ (ضعیف) کہا ہے۔

جواب۔ جناب عالی غیر مقتدر یہ عزیز نے اس مقام پر جھوٹ بولا ہے۔ امام دار قطنی
نے جو حدیث ردوی کی روایت کہ غیر محفوظ نہیں کہا، بعد ریح عزیز کی صاحب جھوٹ سے تو یہ کہ
ہیں۔ امام دار قطنی نے وہیہ بنقطہ لیسب بعد محفوظہ ذکر ہا ابو حذیفہؒ کی
حدیث عن الثوری و ہی قولہ ثم بعد "لکھ ہے اس لفظ ثم بعد و غیر محفوظ لکھا
ہے۔ بعد الفاظ کو غیر محفوظ ہونے کی بجائے روایت کو غیر محفوظ لکھنا کمال جھوٹ ہے۔

عالیٰ غیر مقتدر یہ عزیز کی صاحب ہا، ہا طوئے کی طرح بد نگار ہے ہیں کہ امام دار قطنی سے
عزیز ثوری کی سند کو صحیح نہیں کہا بلکہ حضرت عبد اللہ بن ادریسؒ کی روایت کو صحیح کہا ہے۔
جناب عالی صاحب ہا، اتو دعویٰ بنا ہے کہ امام دار قطنی سے صرف اور صرف لفظ ثم بعد کو
غیر محفوظ کہا ہے جس کا مطلب صاف ہے کہ ثم بعد کا لفظ محفوظ (ضعیف) اور اس کے بعد وہ
باق رہ جائے دے الیٰظ محفوظ (صحیح) ہیں۔ کیونکہ عالی غیر مقتدر یہ عزیز نے اس معنی ہا
بھی ہے ہیں۔ بعد اس کا وہ طرح سے حل موجود ہے۔ وہ یہ کہ محدثین کرام نے اس
ہائے کہ امام دار قطنی کی اس روایت سے بارے میں کیا ہے و آیا کہ وہ صرف لفظ ثم
بعد پر اعتراض یا غیر محفوظ ہے ہیں؟ یا تمام روایت کو۔ دوم یہ کہ امام ربیعؒ کی مکمل عبارت

انسوۃ فی عقد الایمانی تحت سر (مطبوعہ) کا مطالعہ کرنا تاکہ آپ کو...
مفسر بھی نظر آئے۔

امام یحییٰ بن آدمؒ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

ریحانی صاحب نے دو جہانیں ص ۳۳ پر (سر ۸) کے تحت صرف امام یحییٰ بن آدمؒ کا
نام ذکر کیا ہے (جز دوم ص ۳۲، تلخیص ص ۱۲۲)

جواب

ریحانی صاحب سے مواہدہ غرض ہے کہ اگر میں سنی اور حقیقی دونوں سے تو
امام یحییٰ بن آدمؒ سے جرح کے الفاظ نقل کریں اور امام یحییٰ بن آدمؒ سے جرح کے الفاظ
منقول ہونے تو ریحانی صاحب ضرور درج کرتے مگر اس سے کوئی جرح ثابت ہی نہیں
لہذا امام یحییٰ بن آدمؒ سے نام بھی کٹا گیا۔ امید ہے کہ ریحانی صاحب مہرست میں
سے امام یحییٰ بن آدمؒ کے نام غاراج کر کے اس سے رجوع کریں گے۔

امام ابو بکر یزائیؒ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

ریحانی صاحب نے نور المبین ص ۳۳ پر امام یزائیؒ کا اعتراض نقل کیا ہے۔

”ابو بکر بن عمرؒ پر“ اس حدیث پر جرح“ (بحر الحارۃ ص ۴۷، تنبیہ ص ۲۲۸)

جواب

ریحانی صاحب نے امام یزائیؒ کا اعتراض نقل کرتے ہوئے صرف یہ لکھا ہے
کہ امام یزائیؒ اس حدیث پر جرح کی ہے۔ ریحانی صاحب امام یزائیؒ کی پوری
مہارت نقل کرنی چاہیے تھی تاکہ یہ صحت ہو سکے کہ اعتراض کی حقیقت کیا ہے۔ امام یزائیؒ
نے اس حدیث پر جو اعتراض کیا ہے وہما الحدیث رواہ عاصم بن کعب و

عاصم فی حدیثہ اضطراب ولا یستطیع حدیثہ ارفع ذکرہ عن
عبدالرحمن بن لامرد عن علقمہ عن عبداللہ بن ابی بکر یدیدہ فی اوّل تکبیرۃ
(بحر الحارۃ ص ۴۷)

اس عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ امام یزائیؒ کا اعتراض اس کی سند پر نہیں بلکہ اس
حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے کا اشکال ہے۔ لہذا ریحانی صاحب کا امام یزائیؒ کا
مذکورہ تصحیح نہیں بلکہ باطل اور مردود ہے۔

ائم نے اپنی کتاب مسئلہ ترک رفع یدین۔ عزضاتی مضامین کا جواب ص ۳۲ پر لکھا تھا
”رہ نامہ یزائیؒ کا نام چار جہاں میں شمار کریں“ اس پر مانع مقلد، ریحانی صاحب

اعتراض۔

حال غیر مقتدر ریحانی صاحب نے فتاویٰ ص ۱۳۸/۱۹۰ کے تحت لکھا ہے

یہ اعتراض حافظ ابن عساکر پر ہے دوسرے یہ کہ سند ابو بکر یزائیؒ کی روایت نہیں
فی ہذا جب تک اصل کتاب کا مخطوطہ دستیاب نہ ہو حتیٰ یہود نامتکس ہے تیسرے یہ کہ
بحر الحارۃ ص ۳۶ رقم ۱۶۰۸ میں ہے سند عبداللہ بن ربیعہ روایت کی طرف اشارہ کیا
ہے جس میں ”کہ رفع یدین کہیں بلکہ نہ رفع یدین“ (اس لکیر کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں
نہی تکبیر میں رفع یدین تو اس حدیث میں کرتے ہیں ہذا اصطلاح کا علو نقل نظر ہے درصحیح
یہ ہے کہ کوئی روایت ضعیف ہے اور اس روایت ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے۔

جواب الجواب

میں یہ ہے کہ جہاں کون غلطی نظر آئی ہے تو فوراً رد معذرت کر م کی گرفت آپ اپنا فرض سمجھتے
تیس مگر جب مسئلہ ترک رفع یدین کے بارے میں کوئی غلطی آئی تو سارا مباحظ بنامہ لبر
اس از خود بری الذمہ ہو گئے۔ جناب معذرت تو یہاں ہوگا ہم تو وہ ہیں مسرت کو مکی سے

ڈوئیں گے۔

جب اصل کتاب اور مخطوطہ سامنے نہیں ہے تو پھر اس وقت تک براہِ حوالہ محلِ نظر ہوگا کہ امام براہِ رکوع رحمت میں شمار کرنا ہی وقتِ عدل ہے۔ مان کا یہ لکھنا کہ اسطر ب کا حوالہ محلِ نظر سے چنانچہ اسطر ب کا حوالہ تو امام اسطر ب کے لئے ہے، جسے آپ محلِ نظر کہہ رہے ہیں۔ یہاں خوب کمال ہے جرح کر کے وقت اس کا نام براہِ رحمت میں الیٰ الہیٰ اور اسطر اب کے حوالہ کو محلِ نظر کہہ دیا جناب دینے عرصہ یہ ہے کہ آپ امام بڑے رکوع اسطر ب کے لئے تو کہتے ہیں مگر منظم دیکھی آپ سے مانا ہے ہذا اصل کتاب کی عدم دستیابی سے امام بڑے کا حوالہ دینا مناسب نہیں ہے اور اسی لئے امام بڑے رکوع رحمت میں شمار کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

امام محمد بن وصاح کی جرح کا تحقیقی جائزہ

رحیم علیہ کی صاحب نے نو ماہ میں ۳۲ پر امام محمد بن وصاح کا اعتراض نقل کیا ہے محمد بن وصاح سے ترک رفع یدیں کی تمام احادیث کو ضعیف کہا۔ (تحمید ۲۲/۹)

جواب

رحیم علیہ کی صاحب نے امام محمد بن وصاح کی جرح کی عین عبارت نقل نہیں کی امام محمد بن وصاح کی عبارت کے الفاظ درج آئے ہیں۔ "محمد بن وصاح بقول الاحادیث الہیٰ تسروی عن النبی ﷺ فی طبع یدیں ثم لا یعود صعیفہ کسبہ، (تحمید ۲۲/۹) کہ محمد بن وصاح نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی روایت الیہ یدیں کی حدیث میں ثم لا یعود کے الفاظ ضعیف ہیں۔

امام محمد بن وصاح کی اصل عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ اس کا اعتراض صرف ث لا یعود کے الفاظ پر ہے۔ جبکہ یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ حوالہ کا احوال بغیر "ثم لا یعود

کی ثابت ہے۔ البتہ ارجح علیہ صاحب کا امام محمد بن وصاح کے قول سے استدلال نہیں اور مان ہے۔

متراسخ

عنانِ غیر مقلد رحیم علیہ کی مقالہ ۲۸ فقرہ ۹ پر جو ب لکھا ہے۔ جو کا مطلب یہ کہ پھر دہرا نہیں کیا معلوم ہوا کہ جس روایت میں دو بار و ثمر یدیں ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ابنِ وصاح کے روایت ضعیف ہے چاہے ثم لا یعود کے الفاظ ہوں یا نہیں۔

جواب الجواب

میں یہ ہے کہ پہلے امام بن وصاح کی جرح نقل کر دی جائے تاکہ پھر علیہ کی صاحب کا جواب عام میں پرا واضح ہو سکے۔ امام محمد بن وصاح فرماتے ہیں۔

محمد بن وصاح بقول الاحادیث الہیٰ تسروی عن النبی ﷺ فی رفع یدیں ثم لا یعود صعیفہ کلہا۔ (تحمید ۲۲/۹)

محمد بن وصاح نے کہا کہ وہ حدیث رسول اللہ ﷺ مرویہ ثم لا یعود کے الفاظ روایت کرتے ہیں ضعیف ہیں۔

محمد بن وصاح کے قول سے معلوم ہو کہ اسوں سے جرح صرف موقوف روایت پر کی ہے۔ تاہم یہ کہ اسوں سے الیٰ الحدیث پر جرح کی جس میں ثم لا یعود کے الفاظ ہیں۔ محمد بن وصاح سے ثم لا یعود کے الفاظ کی طرف اشارہ ہوا ہے جو کہ حدیث کا حصہ ہے ہذا حدیث قدر جرح سے متعلق اقوال ہوگا جب مزید اعتراض نہیں تو خود بخود اس سے بھی ضعیف قرار دینا مان کے ہذا حدیث ضعیف پر بڑی تعصبات سے اس موقف کا عائد کیا گیا۔ ثم لا یعود اور اس سے جرح کے الفاظ مختلف ہیں۔ ہذا مان کا نا باطل اور غلط ہے۔

ما یعود۔۔۔ در کسی طرف، مام ر قطنی سے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے سو اس لفظ سے ما یعود۔

۲ مام ر قطنی بتاتے ہیں "وقال بن القطان فی کتابہ الوهم والایہام والندی انہ صحیح وانما النکر فیہ عسی وکیع ریادة فم لا یعود وکد نک قال دار قطنی نہ حدیث صحیح لا ہذا نہ نقطۃ وکد نک قال امام احمد بن حنبل وغیرہ" (نصب الریاء ۳۹۲/۲)

ترجمہ اور بن القطان سے پہلی کتاب الوهم والایہام میں کہا۔۔۔ ب کد یہ سے مام ر قطنی حدیث ر کد نک ر قطنی سے صحیح ہے اور ت کا کا صرف دخی سے ہوا "ثم یأیو" کی روٹی پر ہے اور سی طرح مام ر قطنی سے کہا کہ یہ حدیث ترک ہے یہیں صحیح ہے سو اس لفظ (ثم یأیو) کی اور سی طرح مام احمد بن حنبل و کد نک میں سے کہا۔

۳۔ مام سیوطی کہتے ہیں

"لفظہ صحیح اس حرم والدائ قطنی وابن القطان وغیرہم"۔ (الذی لم یصنعه ۲)

ترجمہ اس میں صحیح کہا کہ ر قطنی و ابن القطان وغیرہم کو اس حدیث کو اس نے مام احمد ر قطنی ابن القطان وغیرہ محدثین کو ام لے۔

تو میں کرم۔۔۔ درجہ بال تحقیق سے واضح ہو گیا کہ مام انداز قطنی و ابن القطان وغیرہ سے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی صحیح کی ہے (سوئے ثم لا یعود کے لفظ کے)۔ بعد ازیں مام احمد بن حنبل کا صحیح کی چلائی اور یہ یہاں ہے۔ قارئین اور ہاشعور و کد نک فیصد چھوڑتا ہوں۔ لہذا شکر ہے کہ ہمیں یہ موقوف ثابت کر لے کے نئے کسی بھی قسمہ دھوکہ اور جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں۔

امام عبدالحق الاشعری کی جرح کا تحقیقی جائزہ

یہ عزیز صاحب لورائین ص ۱۳۳ پر لکھتے ہیں۔

"بناقی الاشعری سے کہا لا یصحح راہ الدکام، و قطنی (۳۶۷)

جواب

مام عبدالحق الاشعری کے جرح کے لحاظ لا یصحح مسمو ہیں اور عبدالحق میں مسمو جرح مام احمد بن حنبل سے مام ابن القطان لفظی سے عبدالحق اشعری کی کتاب الدکام، و قطنی سے ابن حنبل الوهم والایہام، و ابن حنبل کی کتاب الدکام لکھی۔۔۔ بعد مام عبدالحق الاشعری کا رد یہاں لفظ ہے۔۔۔ اور مام ابن القطان لفظی اس حدیث کی صحیح کے قائل ہیں۔

امام مسلم کی جرح کا تحقیقی جائزہ

یہ عزیز صاحب لورائین ص ۱۳۳ پر لکھتے ہیں

بن مسعود ثنائی (۸۰۳) سے صحیح کہا۔ (مبداء المیزان ۳۹۲/۳)

جواب

مام مسلم نے سے صحیح جرح مسمو ہے لہذا جرح مسمو قابل قبول ہوتی ہے اور جرح مسمو عبدالحق اشعری کا قابل قبول ہے۔ بعد مام ابن مسعود کا توں پیش کرنا صحیح نہیں۔

امام السوئی کی جرح کا تحقیقی جائزہ

یہ عزیز صاحب لورائین ص ۱۳۳ پر لکھتے ہیں۔

روں سے کہا اتفقوا عسی لصحیفة (حواصی الدکام ۳۵۴/۱) یعنی امام ترمذی کے مام اسب مقدس کا اس حدیث سے صحیح ہو سے پانقلاب ہے۔

جواب

مام سوئی کا یہ دعویٰ صحیح نہیں جب کہ صحیح محدثین کو اس حدیث کے

صحیح کے قائل ہیں۔ وہ جن محدثین کرام سے اس حدیث پر جرح منقول ہے۔ اس کا
اعتراض صرف اور صرف "م" سے الٹا ہے۔ جب۔ مناف کا معنی "معیوبہ
لا یعود" کے بھی ثابت ہے۔

امام ابن نصر ضروری کی جرح کا تحقیقی جائزہ

بیر علی صاحب۔ نور الثمیں ص ۳۳ پر (۹) مرتبہ تحت امام محمد بن نصر ضروری
کا نام لکھا گیا ہے۔ جو۔ حسب ترتیب (۲۹۵) اور حکام نوٹس ۲۶۷۔

جواب

امام ابن قسطلانی سے امام محمد ضروری کا اعتراض صرف "م" سے
الفاظ پر تھا۔ کہے ہیں اور امام ابن قسطلانی نے امام ابن ضروری کی جانب سے "م" لا یعود پر
اعتراض نقل کرنے کے بعد اس حدیث کی تصحیح نقل کی ہے۔ اور امام محمد بن عمر کے اعتراض کا
جواب دیا ہے۔ دیکھیے (بیان الوهم والا یہام الواقیین فی کتاب الامام ۳۶۷) وہ
بھی "م" یعود کے الفاظ سے بغیر بھی حنائی کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے البتہ بیر علی صاحب
کا امام محمد بن نصر ضروری کا نام چار حین میں لکھا گیا ہے۔

راقم نے اپنی کتاب مسئلہ ترک رفع یدیں۔۔۔ اعتراضاتی مصابین کا جواب ص ۵۴ پر لکھا
تھا۔ "لہذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام ضروری کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔"

اعتراض۔

غان غیر نقدر بیر علی بن قتالہ ص ۲۸۳ فقرہ ۲۰ کے تحت لکھتا ہے۔۔۔ مہوٹ ہے۔۔۔
جواب پیش کریں۔ (یعنی کہ ضروری کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے)

جواب الجواب عرض یہ ہے کہ ہمارا مقصد یہی ہے کہ کتب حدیث میں "م" یعود سے

جس بھی اس حدیث کو صحیح ماننے ہیں۔ جب غاں غیر نقدر بیر علی بن سے کون جواب دے
چاہتا ہو۔ رہا گناہہ وع کروا کر شرعاً یود اور اس مرتبہ کا مطلب ایک ہی ہے پہلے بات تو
یہ کہ اس حدیث میں یہ دونوں الفاظ ساتھ ساتھ ہیں جس سے وہ ثابت ہو گیا کہ اس
الفاظ کے معنی اور مطلب جدا جدا ہیں۔ گر یہ بغیر فی صاحب میں بھی جرت ہے کہ کسی
پسے معبر محدث کا حوالہ پیش کریں جس میں وہ صرف وہی مرتبہ پر دعویٰ کا اعتراض کرے۔
دوسرے یہ کہ حوالہ اس قیصرے تہذیب اسس ۳۶۸ میں لایا ہے۔ کے علاوہ دوسری الفاظ اب مرتبہ
لامرۃ مرتبہ واحد سے الفاظ صحیح و ثابت مانا ہے ہذا چنانچہ غاں کے اعتراض کی کچھ
تائید دینی نہیں رہتی

امام محمد بن مسلمہ کی امام ضروری کے بارے میں لکھتے ہیں

کلام ابن مسعود و کذلک فان اندار قضی بہ حدیث صحیح الا ہذا منظرۃ
و کذلک قال احمد بن حنبل وغیرہ و لہذا انتہی لا امام محمد بن نصر ضروری
تضعیف ہذا اللفظۃ فی کتاب رفع یدین انہی کلاہہ (تہذیب اسس ۳۶۸)

ترجمہ اسی طرح امام محمد بن مسلمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے سوائے اس لفظ "م" جو () کے اور
ی طرح امام احمد بن حنبل وغیرہ بر مردوں نے اس لفظ کی تضعیف کی۔ یہ اپنی کتاب رفع یدیں میں۔
امام یحییٰ کے حوالے سے معلوم ہو گیا کہ امام محمد بن نصر ضروری بھی اس حدیث میں "م" لا
یعود کے الفاظ پر اعتراض کیا اور اس الفاظ کے علاوہ دوسری حدیث کو صحیح کہا ہے ہذا حوالہ بھی اس
میں معلوم ہوتا ہے۔ غاں غیر مقلد امام بن مسعود کو دھوکہ دے کر اپنی طبیعت کا بھرپور مظاہرہ ہے

امام دارمی کی جرح کا تحقیقی جائزہ

بیر علی بن صاحب نور الثمیں ص ۳۳ پر (۱۰) مرتبہ تحت امام دارمی کا نام جا
میں نقل کیا ہے۔ بحوالہ تہذیب اسس ۳۶۹

جواب راجح طریقہ کی صاحب کا یہ جو۔ مردود ہے کیونکہ اس قیم انہوں کی اور نام برائی سے
و میں اسناد نامعلوم ہے۔ لہذا یہ حدیث و پیش رو نامردود ہے۔

امام بیہقی کی جرح کا تحقیقی جائزہ

راجح طریقہ کی روایتیں ص ۳۳ پر (۱۸) مرتبہ تحت مادہ تحقیقی کا نام نقل کیا ہے۔ بحوالہ
تہذیب سنن، حافظ بن قیمر، ج ۲، ۲۳۹، شرح التہذیب، ص ۳۳ (۳۰۳)

جواب اس قیم و نام برائی اور نام تحقیقی کے درمیان اسناد نامعلوم ہے۔ ہذا راجح طریقہ
صاحب کا اس ہے سند حوالہ کو پیش کرنا باطل اور لفظ ہے۔

امام حاکم کے اعراض کا تحقیقی جائزہ

راجح طریقہ کی صاحب سے روایتیں ص ۳۳ پر نمبر ۱۵ کے تحت نام حاکم کا نام جارح میں
ذکر کیا ہے۔ (التہذیب ص ۱۳۳)

جواب حافظ بن قیمر نے دیگر علما کے نام حاکم کے تمام اعتراضات نقل کر کے
کا تفصیلی رد لکھا ہے۔ ”وقال حاکم غیر من مسعود مختصر و غاصم بن
کلب لم یخرج حدیث فی الصحیح و یس کما قال لعمد احتج بہ مسلم الا بہ
یس فی الحفاظ کہ اس شہاب و اعناله و ام الکبار سمع عبد الرحمن بن
عقلمہ فلیس بشی فی قد سمع وہ لقع و حد الحدیث بروی باربعہ لفظ
حدیث فلو نہ فرغ یدہ فی اول مرة ثم لم یعد و ثانیہ فم یرفع یدہ لامرہ
الثانیہ فرفع یدہ فی اول مرة ثم لم یعد و ثالثہ فم یرفع یدہ لامرہ و احدہ
والادراج معک فی فو نہ ثم لم یعد و ام باقیہ اما ان یکون قد روی بالمعنی و
اما ان یکون صحیحاً (تہذیب سنن مع مختصر سنن ص ۳۶۸)

ترجمہ امام حاکم نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث طویل حدیث سے

ن کی ہے اور اس کے راوی امام بن کلب کی حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں نہیں
ہے۔ امام بن قیمر فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں جہا کہ امام حاکم نے کہا ہے۔ وہ اس حدیث
مترے بطور حجت صحیح مسلم میں روایت کی ہے۔ مگر حافظ ابن قیمر جیسے راویوں کے مثل
ابو عقیقہ سے عبدالرحمن کے ہرج کا انکار تو یہ بھی کہ چہ نہیں ہے۔ اس عبدالرحمن نے
حدیث سے سنا ہے وروا لفظ ہے در حضرت بن مسعود کی یہ حدیث چار قسم کے الفاظ کے
روایت کی گئی ہے۔ (۱) پہلی مرتبہ دونوں ہاتھ اٹھائے دوسری مرتبہ نہیں اٹھائے۔ (۲)
تیسری مرتبہ کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھائے۔ (۳) پہلی مرتبہ دونوں ہاتھ اٹھائے اور (۴) ایک
ہاتھ دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اس حدیث میں لفظ ثم بعد کا درج ہونا انہوں سے نہیں باقی
الفاظ حدیث یا مردود بہت بالمشقی ہے یا اسی طرح صحیح ہیں۔

اس عبارت سے وضاحت ہوگئی کہ امام ابن قیمر انہوں نے اس کی سند اور متن کو
نہ کہا ہے امام ابن قیمر نے لفظ ثم، یا بعد کے درج کا صرف نکال دیا کہ قطعاً طور پر
جرح کا قیام نہیں کیا۔ ہذا معلوم ہو کہ حافظ ابن قیمر سے امام حاکم اور دیگر محدثین کرام کا
نہ اور رد لکھا، اور اس حدیث کی تصحیح کی طرف نکل ہیں۔

حدیث ابن مسعود اور جمہور محدثین کرام

حضرت عبداللہ بن مسعود کی ترک و تہذیب و ان حدیث کو جمہور محدثین کرام نے تصحیح کی ہے یا
متن سے۔ تحقیق راجح دہ ہے۔

۱۔ طبری ص ۳۶۸۔ ”نقل تصحیح۔ شرح معانی سنن ترمذی ص ۱۵۳/۱۵۳۱۔ معانی شریف ص ۶۲/۱
۲۔ طبری ص ۳۶۸۔ ”نقل تصحیح۔ شرح معانی سنن ترمذی ص ۱۵۳/۱۵۳۱۔ معانی شریف ص ۶۲/۱
۳۔ طبری ص ۳۶۸۔ ”نقل تصحیح۔ شرح معانی سنن ترمذی ص ۱۵۳/۱۵۳۱۔ معانی شریف ص ۶۲/۱
۴۔ طبری ص ۳۶۸۔ ”نقل تصحیح۔ شرح معانی سنن ترمذی ص ۱۵۳/۱۵۳۱۔ معانی شریف ص ۶۲/۱
۵۔ طبری ص ۳۶۸۔ ”نقل تصحیح۔ شرح معانی سنن ترمذی ص ۱۵۳/۱۵۳۱۔ معانی شریف ص ۶۲/۱

- ۲۲۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (شرح منہاج السنہ - ۱۹۰۰ء)
- ۲۳۔ اکثر الشریف منصور بن ابی - تصحیح - (مرآت اہل مسعود ۱۸۷۷ء)
- ۲۵۔ محدث العقیدہ سید محمد تقی رید - تصحیح - (معارف المذہب السنی - ۲۰۱۰ء)
- ۲۶۔ محدث منہاج السنہ - تصحیح - (شرح منہاج السنہ - ۱۹۰۰ء)
- ۲۷۔ محدث عبد مصلیٰ بن قسطنطین - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۲۸۔ پیدائش عبد اللہ بن - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۲۹۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۳۰۔ دکتور طاہر محمد رومی - تصحیح - (تخریج حدیث منہاج السنہ - ۱۹۰۰ء)
- ۳۱۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۳۲۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۳۳۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۳۴۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۳۵۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۳۶۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۳۷۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۳۸۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۳۹۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)
- ۴۰۔ حدیث منہاج السنہ - تصحیح - (حاشیہ جامع مسند - ۱۹۰۰ء)

تے تو کچھ کچھ میں بھی جاتا مگر تب تو میرا مقلد میری نظروں میں تارے نظر
 نہ گئے ہیں۔ میں نے جو وہ حوالے پیش کئے ہیں کا جو ب مولانا زبیر علی
 خاں کے کچھ اس انداز میں تحریر کیا ہے۔

شعاع الحمیق بجواب اکادیب الخلیق

میں غاں میرا مقلد میری نظروں کے چند چمکاندار مرد و عزت خدات کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔
مراصل صبرا، غالی غیر مقلد زبیر علی کی مقالات جلد ۲ ص ۲۸ پر لکھا ہے۔
 یعنی ۵۵۰۰ جہات میں (میں سے کچھ) (۲۵) تیرہویں چودھویں صدی کے ہیں۔

جواب یہ زبیر علی غیر مقلد کی پٹی ہی اختراع ہے۔ کیا تیرہویں چودھویں صدی کے
 مدینہ م کے حوالے غیر معتبر ہو گئے ہیں جناب آپ کا یہ کلیہ قاعدہ ایک غریب اور
 حدیث ہے۔ یونکہ ہر بات و اصول مد نظر کھ کر قبول یا رد کیا جاتا ہے۔ اس میں مستقدم اور متاخر
 کی تخصیص کرنا بھی جہات ہے۔ میں نے جو حوالے نقل کئے تھے وہ تو صحیح ہیں چاہے وہ
 عیسوی صدی کے ہوں یا چودھویں صدی کے۔ میں نے ان حوالہ جات میں کوئی جھوٹ
 نہیں دیا۔ یہ بات آپ کو بھی معلوم ہے۔ جب میں نے ان حوالہ جات میں جھوٹ نہیں بولا
 پھر اس کو میرے ”اکادیب“ کہنا خود ایک بہت بڑا بیتاں اور ظلم عظیم ہے۔ جناب کیا
 آپ کو تیرہویں چودھویں صدی کے علم کرم کے حوالے نہ گئے تھے ہیں تو جناب آپ اس
 بات کیوں چپ سا دھ دیتے ہیں جب آپ کے مسلک کی حمایت میں کوئی بات ہوتی ہے۔
 آپ ہی کے ہم مسلک ہم مشرب جناب ارشاد الحق دہلوی صاحب نے اپنی کتاب توفیخ
 دہلی میں تیرہویں چودھویں صدی کے محدثین نے قول محمد بن سحاق بن توفیخ میں
 لکھا ہے کہ ”میں نے اس اور جس کے بارے میں آپ نے اپنی کتاب ”مسند فاطمہ خاتون“ ص ۶۰“
 لکھا ہے کہ میری تفصیل کے لئے توفیخ الکلام ص ۲۲ تا ۲۹ وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

ہیں۔ آپ جیسے خدا کو مہرے لگا ہے سے غنڈہ کر کے کی کوشش کی جہاں چاہیے
تہ احناف پر طعن اور تنقید کرے سے مسند حل نہیں ہوگا اور نہ یہ کہنے سے کہ احناف کی
اعتاد سنت ہیں۔ میرے خیال میں ایسے خیالات کی تصحیح کرنی چاہئے۔

تو یہ ہے کہ اگر احناف پر عتر صحت نہیں کر سکتے تو آپ حرمیں اور جہوں
سے عام لوگوں کو کیا جو بے رنگے بیونکہ غیر مقلد ہیں لوگوں کی اکثریت احناف سے
مقلد ہوئے ہیں اگر احناف اپنے تصنیف نہیں ہوگی تو ایسے عام لوگوں جو کہ کسی بھی وجہ
ذہنیہ چھوڑ کر غیر مقلد ہوئے ہیں ان کو یہاں تک کہ بے رنگے۔ اس مقام پر یہ بھی عرض
ہو کہ اگر کوئی یہ ہے کہ یہ تو مسلک غیر مقلد کی چابی اور حفاظت کا ثبوت ہے کہ لوگ
ت چھوڑ کر غیر مقلد ہوئے ہیں تو یہ بات سلی قسم اور نفوذ و نفوس ہے کیونکہ جس طرح یہ
لوگ بھلے بھلے لوگ غیر مقلد بنے ہیں ان کی بنیاد تحقیق نہیں ہے کیونکہ ایک عام بدو و بدو
بن نہیں کر سکتا صرف صحیح حدیث کی رائے میں اس دوسرے غیر مقلد ہوں تے کہ۔
دوسری اہم وجہ پیر جانوں پر ہوئے والی بدعات اور احادیث کی سواہت کی وجہ سے بھی لوگ
غیر مقلد ہوئے ہیں۔ اہل سنت و جماعت پر پوری کے بہت سارے لوگ صرف طواریات پر
والی بدعات اور بدعات (جسکا رد و رد رنگ، مسلک اہل سنت و جماعت کی تعلیمات کے ساتھ
جڑ نہیں ہے) سے متاثر ہو کر غیر مقلد ہوئے ہیں۔ مد علماء کہ یہ ہم وہ داری ہے کہ اس معاملہ
و فکر مابین اور سیدھے سادھے جو سارے عام لوگوں کو حقیقت اور حقائق مستقیم سے آگاہ کرے۔

نتاب حسب محمد بن اسحق کی توفیق کا معاملہ ہوتا آپ کو اپنے محدث رشاد الحق شہی سے
میں اور چوہو میں صدیق کے ۲۵ علماء کہ ام کے پیش سر جو لے کے معہ ہوتے ہی اور
تک ریح بدین پر میں تیرہویں اور چوہو میں صدیق کے ۲۵ علماء کہ ام کے جو لے کے پیش
تو آپ کو عتر اہل ہوتا ہے اور اس قدر بہتوں کہ اس کو میرے فارہ پٹ شہار کریں۔

یہ آپ کے سامنے رشاد الحق صاحب کی کتب تصحیح کلام کی عبارت
کرتے ہیں تاکہ آپ کی آنکھوں پر سے تعصب و مسلک و حدیث کی پٹی اڑ سکے اور
جھوٹا الزام لگا نہ رہے۔ آپ علی کے مسند سے محدث رشاد الحق
صاحب نے محمد بن اسحاق کی توفیق تیرہویں و پندرہویں صدی کے علماء کہ ام سے چھ
درہا حیاں سے، حلقہ کریں۔

۱۔ علامہ شوکانی ۲۔ نوادہ صدیق الحسن خان بھوپال ۳۔ استاد شکر

۴۔ مولانا عبدالحق صاحب پوری ۵۔ محدث ۶۔ مولانا بشیر احمد محدث سیوہن
(درج بالا، نوادہ جات توفیق کلام ص ۲۸۲ تا ۲۸۳ پر موجود ہیں)

۷۔ علامہ لکھنوی ۸۔ علامہ سلام اللہ ۹۔ علامہ فیوکی
۱۰۔ علامہ کشمیری ۱۱۔ علامہ پوری ۱۲۔ مولانا کلام ص ۲۸۲
۱۳۔ مولانا ظفر احمد عثمانی ۱۴۔ مولانا سہارن پوری ۱۵۔ علامہ وٹری
۱۶۔ شیخ ابو عبدہ حسنی ۱۷۔ مولانا سعد ۱۸۔ مولانا محمد حسن
۱۹۔ مولانا احمد رفیع خاں ۲۰۔ مولانا لکھنوی ۲۱۔ مولانا صاحب کی حسنی
۲۲۔ مفتی عبدالواحد ۲۳۔ مولانا قلی عثمانی ۲۴۔ مولانا امیر علی

(درج بالا حوالہ جات توفیق کلام ص ۲۸۵ تا ۲۹۲ پر موجود ہیں)

۲۵۔ مدنی مروان شاہ ۲۶۔ الدکتور احمد عبد اللہ بن ۲۷۔ ناصر الدین بانی
(درج بالا حوالہ جات توفیق کلام ص ۲۹۳ پر موجود ہیں)

جناب زید صلیبی صاحب یہ ۲۷ حوالے کیا ہیں؟ راغور فرمائیے۔ اہل سنت و جماعت
سے کوئی تحقیقی کام کرے تو آپ پنجہ چھوڑ بیچھے پڑ جاتے ہیں دگر ہونا تو یہ چاہیے
آپ تحقیقی مواد و مسلک حدیث اور عصمت سے باہر ہو اور طاعت کریں اور عام لوگوں میں

جب یہ حوالہ جات صحیح بخاری میں مذکور ہیں تو یہ ثابت ہو گیا ہے۔ دیکھو تو شرم اور حرج کا جواب کہ یہ میرے
حوالہ جات سے کوئی آپ کا یہ شمار نہیں۔ جناب محبوب کیا ہوتا ہے؟ آپ ہم آپ کو بتائے گا
جناب جب آپ سے ماہر بخاری کی جرح و مرجع یا رسالت کی تو کاشل سے مکتبہ طبریہ
لکھا۔ لیکن اسے عربیہ والے پیسے پر مصروف بھی لکھا۔ جناب یہ مکتبہ طبریہ کاشل میں ہے
کتب اسفند پر کاغذ ہے۔ میں نے مکتوبات فائس بھی پیش کیا مگر پھر بھی اعلیٰ کے ساتھ
تک آپ کی محنت و کدب پڑنے والے ہیں۔ یہ آپ کا وضع اور مصنف ہے۔ جناب آپ کی محنت
آپ سے جو کچھ وضع یا رسالت یا مکتبہ طبریہ مشعل کا ہے۔ جناب آپ کی محنت
عوام سے شرمسا۔ اے ارمغانِ مکتبہ کے دوسروں پر انہیں نہ کر رہے ہیں

اعتراض نمبر ۲ مقالہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۸ پر مزید لکھتے ہیں

”مستادوں میں سے بیکس ۱۶۵ ہر ٹکڑے تیرہ گئے ۳۲ سائیس (۳۲) میں سے غور
حوالہ جات اور جھوٹ ہیں کیونکہ خود کتابوں میں تصحیح موجود نہیں۔“

جواب عرض یہ ہے کہ یہ شمارہ (۸۸) حوالہ سے تو بالکل صحیح ہیں۔ کہہ لفظ و جھوٹ ہمارا
بالکل اور مردود ہے۔ وہی یہ بات کہ خود کتابوں میں تصحیح موجود نہیں ہے تو جناب میرے حوالہ
جانت میں جہاں تصحیح موجود تھی وہاں میں تصحیح کے الفاظ لکھے اور جہاں کسی سے حضرت عبداللہ
بن مسعود سے حجاج کیا وہاں میں سے وضع طور پر حجاج کر لے گا بھی لکھا۔ یا اور جس حوالہ
جہاں میں تصحیح نہیں تھی میں سے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں لکھا۔ ہذا جھوٹ بوسے دانہ
سوائے ہی نہیں ہوتا ہے۔ بس میں یہ ہے کہ جناب ذہیر علیہ فی صاحب رسالہ جہاں
پر شور و غل کیوں مچا رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ان حوالہ جات سے ان سے
موقف پر شدید سب کا دل لگی ہے جس کی وجہ سے بیچارے ”کل پریشان ہیں۔ میں وہ
سمجھا تھا کہ جناب ذہیر علیہ فی صاحب عقلمند و سادہ ہونگے ہر حوالہ جہاں کو سمجھنے کی کوشش

سورہ کرینگے۔ جس جس محدث کا نظریہ تھا وہ میں سے حوالے کے سامنے نقل کر دیا۔ جناب
اشیاء میں کتاب محققانہ تجزیہ ص ۲۳ کی عبارت سے اور ۲۰۰ میں سے ہی کتاب
تقدیم تجزیہ ص ۱۲۲ پر لکھا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود کی ”کے رفع یدین کی حدیث کو
اور محدث میں کر کے تصحیح اور روایت ہے میں نے حوالے نقل کرنے سے بعد ہر محدث
کا ترجمہ کر دیا۔ لکھ دیا تھا لہذا مجھے یہ بھی کہ عقلمند اور سمجھدار شخص سے مسودہ تسلیم کرے گا جس کی
حدیث تصحیح کی تو لکھ دی اور اگر تصحیح نہیں کی تو نہیں لکھی اور کسی سے ”کے رفع یدین کی حدیث
مستدالاب یا حجاج کیا تو میں کو بھی پھر دیا۔ مگر جناب ذہیر علیہ فی صاحب رسالہ جہاں
میں یہ مطلب کا لٹا چکا کہ میں جس بھی محدث کا حوالہ لکھا ہوں اس سے کس تصحیح بھی کی
دی اور اسے روایت بھی نہ ہوگا۔ یعنی مجھے ہر حوالہ میں تصحیح اور روایت ہونا لازم ہی ثابت
ہو گئے۔ مگر جناب جیسا کہ پہلے میں عرض کر چکا ہوں کہ میرے حوالہ جات میں جس
بھی محدث کا جو بھی تجزیہ تھا میں سے ہر حوالہ کے ساتھ وہ لکھ بھی دیا ہے مگر جناب کو کچھ
نہیں آتی تو یہ آپ کی عقل کا تصور ہے۔ مگر پھر بھی جناب نے رسالہ کا پہاڑ بٹانا ہے تو جناب
میں ہی عبارت کو کچھ سراسر الفاظ میں یوں کہہ دیتا ہوں حضرت عبداللہ بن مسعود کی ”کے
رفع یدین کی حدیث کو ”میرا ہر محدثین کو م نے تصحیح یا روایت کیا ہے“ تاکہ کم عقل اور کم
علم لوگ بھی با آسانی سے سمجھ سکیں۔

اعتراض نمبر ۳ ذہیر علیہ فی مقدمہ مقالات ج ۲ ص ۲۸۹ لکھا ہے

”ال میں سے ”مطلیٰ ابن القطب“ سے ”کے رفع یدین کی حدیث کو بھی نہیں کہا ہوا۔“ ذہیر
علیہ فی

جواب عرض یہ ہے کہ میں نے ہی دونوں کتابوں محققانہ تجزیہ ”ذہیر علیہ فی“ سے
حق صدق مصداق کا بوسہ میں وضاحت سے بیان کر دیا تھا کہ ان دونوں محدثین کو رام

کہاں سے آیا یہ انھیں لکھا ہے۔ مگر درجہ حرالہ جات تو بالکل صحیح ہیں۔ یہاں میں کوئی جھوٹہ حاکم ہو۔ بہت حرالہ جات صحیح ہوں تو پھر جھوٹ کیسے ثابت ہو۔ ان کا یہ اہل خلق سے عدالت کے تحت میرے صحیح حوالہ جات و تصدیقات بہت دُعا و تہلیل اور بے بدانی ہے۔ جناب ربیع علیہ السلام صاحب دکنہ و مدائن کا دفینہ جو تو شرم و ہیا کا پاس نہیں۔ میرے پیش روہ صحیح ہے۔ جات و اکا، یہ میں اصل کرنا یہ آپ کا ہا بہت اہم ہے۔ مگر جو سے جات ہیں تو چار آپ بہت تھے ہیں کہ جھوٹ بولا ہے مگر صحیح حوالہ جات کو جھوٹ کہنا بدانی و بدانی ہے۔

دوم یہ کہ انہما کی تصدیق و توثیق مخالف کہہ کر ان کا قاتل ہا میں جت آپ نے سمجھا ہو ہے مزید یہ کہ اگر ان مخالف وے کی وجہ سے صحیح و مخالف و آپہ در ہیں تو ہمیں بھی پھر حق حاصل ہے کہ حضرت عبد بن مسعود، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام بخاری و غیرہم کی جرح کو ترک ریح یہیں اور ائمہ احناف کے مخالف ہوے کی وجہ سے رد کر دیں۔ مگر ترقی مخالف و تصدیق قابل قبول نہیں تو ترک ریح یہیں کے محاکم کی جرح کیسے قبول کی جاسکتی ہے؟

سوم یہ ہے کہ میں نے اپنی دونوں کتابوں میں کس بات کا تفصیل و جزو پیش کر دیا تھا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام بخاری و غیرہم محدثین کرام کا اعتراض صرف اور صرف "تم لا یجوز" کے لفظ پر ہے اور میں نے یہ عرض کر دیا تھا کہ "تم لا یجوز" کے بغیر بھی حنا کا موقف و صحیح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ غیر مقلد ربیع علیہ السلام شیخی بکھیرتے ہوئے پیسے یہ لکھی کہ "تم لا یجوز" کا انکار کرنا چاہئے تو احناف و دیگر مذہب و غیرہ کی عمارت بھڑم سے گر جائے گی۔ جس پر میں نے عرض کیا تھا کہ جناب آپ تم لا یجوز کے بغیر حدیث ان وال میں دینی عمارت کا معادینہ وہ مخالف کا مسئلہ ہے۔ آپ کو دیا دھوپے اور لکڑی کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر غاب غیر مقلد ربیع علیہ السلام سے پھر پان لکھا

اسیامرۃ و مرۃ و حدۃ اور تم لا یجوز ایک نئی جیسے الفاظ ہیں۔ جناب محدثین کرام تم لا یجوز پر اعتراض کیا ہے تو آپ صرف اسی اعتراض کے قائل ہیں۔ شاہ سے شاہ و وفا رہنے کی خوشنہ کیا۔ جبکہ میں میں تو اس مرۃ اور تم لا یجوز الفاظ کے لئے حدیث میں موجود ہیں۔ مگر مطلب ایک ہے تو پھر دونوں الفاظ اٹھے دیو، ہیں۔ بہت ربیع علیہ السلام کی یہ شعہ و ہا رہی بھی ال کے ہے معین نہیں ہے۔

یہ کہ مغلطی شدہ محدث ہیں۔ ان تو میں میں سے اپنی کتاب مصابہ کا بارہم ۱۳۵ کی تھی جس پر ربیع علیہ السلام نے اصول ۱۱ مردود اعتراضات ہیں۔ کس مضمون میں مغلطی و غلطی کا پتہ کھل جائے گا اور امام مغلطی و توثیق بھی دیکھیں اس شخص ہا۔

محدث علماء الدین مغلطی اور محدثین کرام

۱۔ میں محدثین کرام سے محدث مغلطی و توثیق و مرید ہیں کہ

۱۔ مغلطی بن جرد و التفت فی حدیث الکتاب الفقہ و تفسیر مدکی و جمال امام العلامہ۔ و تہذیب ۱۷۷

۲۔ المختصر فی تہذیب حدیث مدیہ (۳۶۷)

۳۔ العلامہ فی تہذیب حدیث (۲۳۴)

۴۔ مغلطی بن جرد و التفت فی حدیث الکتاب الفقہ و تفسیر مدکی و جمال امام العلامہ۔ و تہذیب ۱۷۷

۵۔ مغلطی بن جرد و التفت فی حدیث الکتاب الفقہ و تفسیر مدکی و جمال امام العلامہ۔ و تہذیب ۱۷۷

۶۔ مغلطی بن جرد و التفت فی حدیث الکتاب الفقہ و تفسیر مدکی و جمال امام العلامہ۔ و تہذیب ۱۷۷

۷۔ مغلطی بن جرد و التفت فی حدیث الکتاب الفقہ و تفسیر مدکی و جمال امام العلامہ۔ و تہذیب ۱۷۷

۸۔ مغلطی بن جرد و التفت فی حدیث الکتاب الفقہ و تفسیر مدکی و جمال امام العلامہ۔ و تہذیب ۱۷۷

۹۔ مغلطی بن جرد و التفت فی حدیث الکتاب الفقہ و تفسیر مدکی و جمال امام العلامہ۔ و تہذیب ۱۷۷

- ۸۔ حافظ ابن قیمی کا رد طحاوی کبریہ، ج ۱، قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔
- ۹۔ امام صدیقی اشع امامی کا رد القدرۃ، شرح ابن عثیم، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔
- ۱۰۔ امام ناصر الدین دمشقی کا رد معدو، افی حافظ مصنفین (الترغیب ۳۵۳) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔
- ۱۱۔ امام ابن قیمی شہید کا رد الطحاوی للشیخ ابو حنیفہ (تاریخ ابن شہید ۱۸) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔
- ۱۲۔ امام بدر الدین عینی کا رد اطلاع (معدو قادیانی ۵۹/۵) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔
- ۱۳۔ ابن حجر مکی کا رد اطلاع (امام ابن حجر مکی کا رد اطلاع، ۸۸) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔
- ۱۴۔ امام ابن حجر مکی کا رد اطلاع (امام ابن حجر مکی کا رد اطلاع، ۸۸) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔
- ۱۵۔ حافظ ابن قیمی کا رد اطلاع (امام ابن قیمی کا رد اطلاع، ۸۸) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔
- ۱۶۔ سیوطی ابن حجر مکی کا رد اطلاع (امام ابن حجر مکی کا رد اطلاع، ۸۸) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

اعتراض۔ خان غیر مقلد پیر علی کی مقالہ ۱۹۸۷ء پر لکھتا ہے۔

فیصل حال ہے جتنے بھی جو سے لکھتے ہیں مثلاً انھیں الیہ والہ العبد فی رعاہ العبدی الحافظ المحدث المشہور وغیرہ تو کسی ایک میں بھی صریح توہین نہیں ہے۔۔۔

جواب۔ عرض ہے کہ جناب پیر علی کی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ حدیث کے راویوں کی توثیق کے لیے اور سب سے گہرے ہیں ورم تخریج کے سے دیگر مسئلہ صحت بھی سنا ہوا ہے۔ حافظ معطلی کے بارے میں یہ کہنا کہ صحیح توثیق نہیں یہ پیر علی کی کی جہ سے ہے۔ کیونکہ امام ابن ناصر الدین نے معطلی کے بارے میں "وہن معدود، غیر

حفاظ مصنفین لکھتے ہیں ۳۵۳ ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۱۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۲۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۳۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۴۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۵۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۶۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۷۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۸۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۹۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

۱۰۔ حافظ معطلی کا رد الکتاب المستعصر بالکتاب الہدی جمعہ الامام احمد (۱۰۰) ب قادیان، دار الفکر، ۱۹۸۱ء۔

اعتراض۔ خان غیر مقلد پیر علی کی مقالہ ۱۹۸۷ء پر لکھتا ہے۔

۱۔ خان کے بارے میں لکھتا ہے کہ "ولہ لہ وہام کثیرہ اور اس کتاب کے کماں علی

۲۔ لکھاں میں سے کثرت سے وہام ہوتے ہیں۔ (ص ۲) اور اس میں

۳۔ "وہام شیعہ" کی صراحت ہے

جواب۔ مزید یہ کہ جناب پیر علی کی کا حافظ ابن حجر کی تفسیر ص ۱۴ سے معطلی

۱۔ میں لکھتا کہ "ولہ لہ وہام کثیرہ" اور اس کتاب کے کماں علی

۲۔ میں سے کثرت سے وہام ہوتے ہیں۔ اور اس میں لکھاں میں

۳۔ "وہام شیعہ" کی صراحت ہے

۴۔ میں سے کثرت سے وہام ہوتے ہیں۔ اور اس میں لکھاں میں

۵۔ "وہام شیعہ" کی صراحت ہے

۶۔ میں سے کثرت سے وہام ہوتے ہیں۔ اور اس میں لکھاں میں

۷۔ "وہام شیعہ" کی صراحت ہے

۸۔ میں سے کثرت سے وہام ہوتے ہیں۔ اور اس میں لکھاں میں

۹۔ "وہام شیعہ" کی صراحت ہے

۱۰۔ میں سے کثرت سے وہام ہوتے ہیں۔ اور اس میں لکھاں میں

۳۔ امام احمد نے فرمایا ہے۔ اسی مظلومہ شیعہ محدث بعد سے سختی معلومہ
فتح اندیس میں سید الساس، وعبث المصریوں کے لاجن ذہنک، و مظلوم
الاشعار والارحان" (میں مصر ۱۲۵۰ھ) معلوم۔ محدث ابن سید الناس کا حافظ
مذہب کی وہ دوسری علامہ کا ہے کہ حدیث غائبہ سے حدیث مصریوں سے ان پر امتزاج کر کے شروع
کریا اور حافظہ مظلومی سے اس کی شہادت لے کر متعلق ہو جائیں ہیں
معلوم۔ اور حافظہ مظلومی پر مختلف قسم کے امتزاج صرف کو دوسرے ہر یہ کا شیخ
احمد ہند ہما سے کی وجہ سے اسے اور ان پر امتزاج صرف حدیث پر مبنی تھے۔ بعد انصوں
ہے کہ حدیث کے بنا پر جرح نا قابل قبول ہوتی ہے۔ اور جرح بالتحقیق سے معلوم ہو کہ حافظ
مظلومی کی جلالت اور ثقافت مسلم سے اور جتنا ہے۔ صوفیاء و اہل فاعادہ ہے کہ
جرح کی جرح مگر مصر بھی ہوتی ہے قابل قبول نہیں مگر یہ پڑ چل ۲۷ ہے کہ یہ عصیت یہ
دیواری چٹاؤں کی بہادر پر کی گئی ہے۔ (طبقات الشافعیہ ۸۸)

راہ دست قائم بن قطنو بنائے مجروح ۲۷ ہے تو یہ علیرہ غیر مقصد کا یہ علم ہے۔
تاریخ سے تقریباً ۳۰۰ سال پہلے ۵۰۰ ۷۰۰ ہجری میں قائم بن قطنو بنائے کو شیعہ مجروح میں کرم
سے پیش روں تھی۔ راجہ علیرہ کے پیش روں کا وہ راجہ راجہ راجہ کہ انہیں
۷ موٹی میں عاید نظر۔ مگر مسلکی اوصاف کی وجہ سے ان کو مجروح نہیں پایا۔ قائم بن قطنو بنائے
کی توہین کے لیے راقم نے کتاب میں ناف کے نیچے ہاتھ دے دے کے مسند پر غیر مقلد
راجہ علیرہ کی اور رشاد الحق اثری کے امتزاجات کا علمی محاسبہ کیا ملاحظہ کریں۔

میرزا محمد رشید ہے کہ جناب صوفیوں کے سامنے جو آپ دوسرے متادگ لایے ہیں کہ بحر عقل
ہیں۔ دیوبند کی طرح متعصب نہیں ہیں۔ مگر صحیح بات یہی تو صوفیوں کو رجوع کرتے ہیں مگر
بنا ہے قائم بن قطنو بنائے کو شیعہ کا جو باپ پر اب بھی موجود ہے۔ تو ۳۰۰ سال کے عرصے

۱۔ سکوت و تواضع کا جوہر۔ یہ پھر علی الاعلان قائم بن قطنو بنائے کو شیعہ کا قریب کریں
میں نے مزید وضاحت یہی کتاب میں ہاتھ دے دے کا مسند میں کردی ہے اس
تحقیق سے واضح ہو کہ راجہ علیرہ کی مثال جو بچے شوروں ہی میں ہے۔ راجہ علیرہ کی
میرزا جھوٹ ثابت کر کے تھے جبکہ ان کا کھوے ہوئے کوئی نہیں جو دگر پڑے۔

۲۔ ائمہ و محدثین عبد اللہ بن مسعود کی ترک دین پر مبنی پر حدیث کا تحقیق تجزیہ
پیش کرنا یا کیا۔ اس تحقیق سے اتفاق یا اختلاف پڑھے دے کا بنیادی حق سے مگر یہ درجہ
ہے کہ اس تحقیق کا غیر صاف رہا۔ راجہ میں مطالعہ کیا جائے اور اثر کی بات یا تحقیق سے
اختلاف ہو تو وراثت کی روشنی میں آگاہ کریں اور مگر اتفاق و اتواس پر کیا جائے۔ ہر شے
تقصیر کا غیر مقدم کیا جائے گا۔

نہیں کیے۔ صاحب مام سانی کی شرح فقہان دہلی کی طرح مام سانی کا نام نہ کرنا۔
یہ یہی ہے اپنی زیادہ کوششیں ثابت نہیں کر سکتی۔

۱۰۰۰ (بہارِ باقوی (الصدعہ و غیرہ) میں رقم ۶۶۱)

جواب یہ طریق صاحب کا جس کو لکھنے والا سے لئے مفید نہیں ہے۔
۱۔ یہ صاحب کا یہاں مصنف کا نام نہیں لکھتا۔ وہ تو امام سانی کی جرح
باقوی و غیرہ میں حضرت جو بھی جرح تسلیم نہیں کرتے۔ ثانیاً امام سانی سے یہ تہ
میں نہیں ہے۔ یہ امام سانی سے روایت ہے کہ وہ امام سانی سے یہ معروف ہے
مقدمہ عامہ ارشاد الحق اثری صاحب اپنی کتاب تو حقیقہ کا مضمون 218 جدید پیش کیا
سانی کی جرح نہیں بالقرآن سے بارے میں لکھتے ہیں

مزید رتبہ کہ حال اس تحریر لکھتے ہیں۔ قال سبانی فی الکلی بس بالقرآن
لکھتے ہیں۔ دہلی، ساری 2، 397 مرہم جس میں الصراح

امام سانی کے لکھنے میں ثابت بالقرآن لکھا ہے میں جتنا کہ یہ جرح بہت بلی ہے۔
اور یہ بات ہم کہتے ہیں کہ اس پر جرح اس قدر شدید نہیں۔ راویوں کی روایت قابل قبول۔
و۔ ثانیاً امام سانی حر، مولف احسن ظلم کے قتل کے مطابق لکھتے ہیں۔
اس کی جرح کا غلط نہیں۔ عا واریں امام سانی سے اپنی اسس میں بن سحاق۔
و۔ دہلی سے اس پر کلام نہیں کیا (توضیح کلام ص 218) حجت جدید

جس طرح غیر مقدمہ حضرت محمد بن اسحاق کا جرح کرتے ہوئے جرح کرتے ہیں۔
طرح یہ یہی ہے کہ کوئی یہ امام سانی کی جرح بھی کرنا چاہیے۔ حالانکہ یہ کہن
یاد کیا ہے کہ میں امام سانی سے نہیں بالقرآن کے احوال لکھتے ہیں۔ غیر مقدمہ کی خط
میں (بخصوص رشاد الحق اثری صاحب کے اصولوں کے مطابق) یہ یہی ہے یا دلائل۔

۱۔ اس کے علاوہ دیگر غیر مقدمہ حضرت میں بالقرآن سے امام سانی کا لکھنا ہے۔
۲۔ خط امام سانی۔

1۔ مورخ میرزا میر مقلد۔ مصنف۔ یمن بس بالقوی عیسیٰ مصنف (الذی بس 24
میں کا لفظ مقدمہ کی سند سے ظہور ہوتا ہے۔

2۔ مورخ عبد الرحمن عسکری غیر مقدمہ لکھتے ہیں۔

و کلمہ بہر بالقوی مصنفی سراج لکھتے ہیں۔ لکھتے ہیں 232/1
کی بات بالقرآن سے لکھتے ہیں۔ اور ان کو پیش میں درجہ ثانی میں لکھتے ہیں۔

۳۔ امام سانی لکھتے ہیں۔ بس بالقوی بس بس جرح مقدمہ۔ لکھتے ہیں۔
نہیں۔ (ملاحظہ ص 82)

3۔ نا بوالقلم امام سانی غیر مقدمہ لکھتے ہیں۔

۴۔ ممکن ہے کہ ان کا یہ قوس و میں بالقوی میں کی قلیل سے ہو تاہم۔ جرح حجتی درمہم
ہوے کی بدولت مقبول نہیں ہو سکتی۔ (الکلام ص 52)

یہ کہ درجہ با تفصیل سے قائل ہیں کہ یہ مقدمہ امام سانی کا۔ امام سانی کی بات
میں بالقرآن غیر مقدمہ میں حضرت کے رد کیا قابل قبول نہیں اور یہ لفظ صدوق روای پر
بوسہ جاتے ہیں۔ امام سانی کا نام چاہتے ہیں میں شمار کرنا غلط ہے کیونکہ غیر مقدمہ میں
حضرت کے اپنے اصولوں کے تحت امام سانی و یہ یہی ہے یا سب مقدمہ میں شمار کرنا
چاہیے۔

۵۔ جو جان۔ سمعتہم بصحہم حدیثہ (حوالہ رجاں، رقم 135)

جواب امام جو جان کا یہ جرح پیش رانگل نظر سے کیونکہ اس میں سمعتہم بصحہم کا حجوم
نہیں ہے کہ انہوں نے کس سے سنا ہے بد قائلین سے مجھوں ہوئے کی وجہ سے یہ جرح

مرد ہے۔

مرد اگر جس جرح کے قائل ہو، جو عوجھی کو سہ توں کی جرح پھر بھی مردہ ہوتی ہو، وہ مردہ ہے۔ مگر جس جرح کے قائل ہو، جو عوجھی کو سہ توں کی جرح پھر بھی مردہ ہوتی ہو، وہ مردہ ہے۔

حافظ دہلوی اور حافظ جبریل نے اس امر کو مدلل کیا ہے۔ (میرال الاعداد 4:1) قہر رب الشہد 1: 183۔ اسی میں نو سے حق میں جو جرح کی جرح ناقض تھا نہیں ہے۔

کیونکہ یہ یہ ہیں ابی ریا جو بھی ولی تھا، اس کے حق میں جو جرح کی جرح نہیں کرنا اور پھر پیش تاثلہ اصول سے خلاف ہے۔ مرید یا کسی خود راہی طریقوں سے جو چوں کو تشدد نہ ملے گا۔ (رقن دیہ 1: 377)

بنا نام احمد بن حنبل حدیث میں ہے۔ (کنز العمال 33/2) **جواب** امام احمد بن حنبل کی یہ جرح بھی قائل نہیں ہے کیونکہ امام احمد بن حنبل سے کہ جرح کی کوئی وجہ تباہی بد جرح محکم قائل نہیں ہوتی ہے۔ دوسرا میری تحقیق کے مطابق امام احمد بن حنبل سے خود یہ نہیں آیا، یا اسے تقریباً 87 حدیث نقل کی ہیں۔

بنا ابن عدی۔ ویرید عن شعبة ابن الحکوف مع ضعفه یکتب حدیثہ

(کمال ابن عدی 7/270)

جواب ابن عدی سے یہ یہ نہیں آیا ابی ریا لکھتی بھی مطلقاً ضعیف نہیں ہیں بلکہ وہ یہ یہ نہیں آیا کی حدیث لکھنے کے قائل ہیں۔ اور امام بیہقی کے نزدیک یہ حدیث مع ضعف تقریباً سبب درجہ اول ہوتا ہے۔ ہذا ابن عدی کا حوالہ پیش کرنا بھی کچھ فائدہ مند نہیں ہے۔ مرید یہ کہہ کر کہ سبب کا یقین نہیں ہے۔ دیگر محدثین کرام کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یہ نہیں آیا کا حوالہ دیکھتے ہیں تو مگر مطلقاً ضعیف کہنا جرح مبہم ہے

مرد قائل نہیں ہے۔ ہوگی

۱۰۔ جس جرح میں ضعیف۔ (ابن جبر 7: 484)

جواب اولیٰ تو اس جرح کا حوالہ نقل کرنا صحیح نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل کا جرح میں مقام ضعیف نہیں ہے۔ سوم محدث امام بیہقی نے اس جرح میں جرح نقل کر کے اس کا رد کیا ہے۔ یعنی حسب المرید۔ چہرہ جرح غیر مفسر ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

حنبل غیر قوی۔ (الکبریٰ 2/28)

جواب راجح طریق کی صاحب کا امام بیہقی کا حوالہ پیش کرنا بھی نہیں کون حاضر خود فائدہ مند ہے گا کیونکہ اس کو امام بیہقی سے تعصب خلاف میں یہ یہ نہیں آیا کی روایت کو ضعیف کیا۔ جبکہ یہی راجح طریق مثلاً معرفۃ السنن، آثار سنن صغریٰ، شعب الایمان، بلکہ سنن الکبریٰ میں متعدد مقامات پر یہ یہ نہیں آیا کی حادیث سے محتاج ہے۔

سنن صغریٰ حدیث رقم۔ 1587 1658

سنن الکبریٰ حدیث رقم۔ 10335-9820-9828-9813-9812-918

معرفۃ السنن و آثار سنن۔ حدیث رقم۔ 8852-5580-3977-3480-2457

شعب الایمان۔ 5670-5669-5204-4770-4662-3766-3249

امام بیہقی سے یہ یہ نہیں آیا کی روایت کے بارے میں میں باقویٰ کہا ہے۔ (دیکھئے معرفۃ السنن و آثار سنن رقم 8862) اور ہم پہلے اس بات کی بھلائی تصریح کر چکے ہیں کہ بیہقی باقویٰ غیر متقدمین حضرات کے ایک مبہم اور خفیف جرح ہے۔ جو اولیٰ کو کہہ کر اس میں ثابت کرنی ہے۔ ہذا امام بیہقی سے مرید یہ نہیں آیا کی روایت کہہ کر اس میں درجہ اولیٰ ضرور ہے

ہاتھوں کو بھروسہ جاتے ہیں۔ دوسرے کی سند ثابت کرنا بیہودہ ہے صاحب پر فرض ہے کہ اس قول کو ان کے پڑھنے میں ہمارے جیسے کمال سے قیاس سے صعیف کو جرح مسمیہ ہے (۱۹)

۱۰۔ ای کہ ابو محمد لیس بالقوی عندہم۔ (تہذیب احمدیہ 288، 4)

جواب اس ذوالی سند پر غلطی ہے، اس سے پہلے سند اقوال اس کے اصولوں کے مطابق مراد ہیں اس سے مامری کم ابو احمد کا والد یا مراد ہے مرید یہ کہ لیس بالقوی پر مقدمہ حضرت سے مرید جرح مسمیہ نہیں ہے اور یہ مرید راوی کسی درجے سے نیچے ہے کُراق۔ اس سے مامری کم ابو احمد کا والد یا حلقہ ہے۔ اور سنا کو جو حلقہ میں شمار کرنا باطل ہے ۱۱۔ امام ابوہریرہ لیس ہو بالقوی۔ (تہذیب النہد 289، 4)

جواب اس حوالہ کی سند بھی محل نظر ہے بہد سے سند اقوال سے استدلال کرنا بھی اختلاف کے عصب میں صرف اور صرف غیر عقلیہ تصریحات کا کام ہے۔ دوسرے ہم پہلے بھی وضاحت کر چکے ہیں کہ محدثین اور علماء غیر مقدمہ میں کے نزدیک ہیں ہاتھوں کی جرح راوی صعیف ثابت نہیں کر سکتی بہد امام ابوہریرہ کی کا قول بھی پیش کرنا مرود و رغبت ہے۔

۱۲۔ ابن ابی نعیم عن القلیب مر تہذیب احمدیہ 289، 11، صحیح من خیرہ 203، 4۔ 269، 1

جواب بیہودہ بیہودہ صاحب کا بیہودہ خیرہ کا حوالہ دینا بھی ان کو حدیث میں یونکر اس خیرہ کا یہ یہ اس بیہودہ کے ہمارے میں فی القلب مر کے لئے نقل کرنا مراد ان کو مجروح صعیف ثابت نہیں کر سکتا بلکہ اس راوی سے مراد خیرہ نے حجاج کیا ہے۔ دوسرے حواظ اس خیرہ پر یہ اس بیہودہ کے ہمارے میں باب الترمذی عن خروج من بعد 334، 4 صحیح اس خیرہ کے لئے ہیں "اس کا یہ یہ اس بیہودہ یا مرمن الشرط الدی شترطانی اس اس لکھا ہے" یعنی بیہودہ بیہودہ راوی ہے کہ اس شرطوں پر ہے جو کتاب کے شروع میں

۱۳۔ ابن ابی نعیم عن القلیب مر تہذیب احمدیہ 289، 11، صحیح من خیرہ 203، 4۔ 269، 1

۱۴۔ امام ابوہریرہ لیس ہو بالقوی۔ (تہذیب احمدیہ 288، 4)

۱۵۔ ابن ابی نعیم عن القلیب مر تہذیب احمدیہ 289، 11، صحیح من خیرہ 203، 4۔ 269، 1

۱۶۔ ابن ابی نعیم عن القلیب مر تہذیب احمدیہ 289، 11، صحیح من خیرہ 203، 4۔ 269، 1

۱۷۔ ابن ابی نعیم عن القلیب مر تہذیب احمدیہ 289، 11، صحیح من خیرہ 203، 4۔ 269، 1

۱۸۔ ابن ابی نعیم عن القلیب مر تہذیب احمدیہ 289، 11، صحیح من خیرہ 203، 4۔ 269، 1

۱۔ مگر وہاں صورتوں میں عام میں فصل کا یہ تو۔۔۔ بدعت بن گیا، و مجرور نہیں کرنا ہے۔ مناسب ہوگا کہ درجہ اختصار صاحب کو اوصوں غلطی کی کتاب سے پیش کیا جائے تاکہ عام لوگوں کے ساتھ ساتھ خود درجہ اختصار کو بھی تسلی ہو جائے۔

درجہ اختصار صاحب لکھتے ہیں۔ "مسئلی تفاوت صحت حدیث کے خلاف ہیں۔"

مثلاً جس راوی کا ثقہ و صدوق ہونا ثابت ہو جائے اس کا قدرتی، حدیثی، معتبر، جمعی اور مرضی وغیرہ، نا صحت حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ (مورخین 63)

معلوم ہوا کہ مسئلہ تفاوت فی حدیث سے حرج کا غلط فہم اب اس کو سے و پیش رو غلط ہے۔ مزید یہ کہ جو درجہ اختصار میں یہ امر اب رد و ثقلہ اور صدوق مانتے ہیں۔

۲۔ اہل حدیث میں تخریج کا یہ تفسیر و تالیف کا یہ ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۱۷۷)

جواب ۱۔ اس تخریج کا صرف صیغہ کہہ دینا یا یہ کہہ دینا یا یہ دو مطلقاً صیغہ ثابت نہیں کرتا کیونکہ محض صیغہ ہر تخریج میں ہے بعد جرح مسموم و اوصوں سے تحت یا تخریج نہیں ہے۔ اب کے یہ ضروری ہے کہ حافظ بن حجر سے اس میں تفسیر یہ معلوم ہو سکے۔

۱۔ حافظ بن حجر لکھتے ہیں

قلت یہ بدعت بن گیا، حالانکہ وہ دن۔۔۔ مسموم و مقررہ۔۔۔ اہل حدیث و مسموم میں قبل حفظ۔۔۔ (تقریب التہذیب ص ۱۷۷)

یعنی جس میں سے اس کو ضعیف قرار دیا اس کے حافظی وجہ سے۔ مطلب یہ کہ حافظ بن حجر نے اس کی حدیث صحیح ہوگئی۔

2۔ مسند ابی یزید بن ابی زید و قد معبر و حدیث من صیغ حدیث۔ (تقریب التہذیب ص 254/2) یعنی اس میں یزید بن ابی زید کا تقریباً ہے اور اس کا حافظ بن حجر ہو گیا تھا اور

۱۔ اس صیغہ حدیث میں ہے۔

۲۔ حافظ بن حجر کے قول سے معلوم ہو کہ وہاں تو تخریج اور حافظ شافعی بن ابی حنیفہ مانتے تھے بعد یزید بن ابی زید حافظ بن حجر سے پہلے حافظ بن حجر سے یہ تخریج راوی تھے۔

۳۔ آئمہ حدیث کے اصول کے مطابق کسی راوی کی حدیث حافظ بن حجر سے پہلے جنت اور صحیح ہوتی ہیں۔ اس سے یزید بن ابی زید کی وہ تمام حدیثیں جو حافظ بن حجر سے پہلے کی ہیں وہ صحیح اور قابل احتجاج ہیں۔

نام و نام مشہور سی الحفظ۔ (اختصار فی حفظ، 7104)

جواب ۱۔ اس میں کو یہ بدعت بن گیا، کے جائز میں شافعی صحیح نہیں ہے۔ اس تو عام حدیث کی یہ تخریج کا ہے کہ یہ حدیثیں کر چکے ہیں کہ وہاں تخریج ہوتا ہے اور اس سے صحیح ہوتا ہے اور وہ حافظ بن حجر سے پہلے روایت کرے اور یزید بن ابی حنیفہ کی قسم کا۔ اہل حدیث۔

۲۔ نام و نام میں یزید بن ابی زید کی علامت کے بارے میں کوئی جرح نہیں کی ہے۔ ۳۔ حدیثی بنی دوسری کتاب کا شافعی لکھتے ہیں۔ عالم فہم صدوق روی حفظ ہم بترک 137 ص ۱۷۷۔ (لاشف 6305) یعنی (یزید بن ابی زید)۔ ۴۔ مگر حافظ بن حجر کا تخریج و تالیف ہے مگر اس کو ہرگز شک نہیں کرنا چاہئے یہی اس کی روایت دلائی جاتا ہے۔

۵۔ اس میں کوئی حدیث "مشہور سی الحفظ" ان کے دوسرے قول "صدوق روی الحفظ" میں کوئی حدیث نہیں ہے ہندوؤں اقوال سے تعدیل ثابت ہوتی ہے اور اعتراف

صرف حافظ سے ہے۔ اس پر ہے۔ طریقہ اس میں تہرج آپ کے مدوح مومن
۱۔ عمل پر مبنی مگر چرخی وہ ہے۔ یہاں سے

تلا علی بن مدینی۔ صحیفہ امرہ۔ ۱۸۵۱۔ ۳۸۰/۴

جواب۔ اصل میں اس حدیث کا حوالہ بھی جہاں میں پیش کیا صحیح نہیں کیونکہ امام علی
المدنی کا قول تہرج مسلم ہے اور حج مسلم قابل قبول نہیں ہوتی ہے۔ دوم دیگر محدثین
سے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا حافظ خراب ہو گیا تھا بلکہ حافظ کی تہرج ہی وجہ ہے
اس کو ضعیف لکھا ہے مگر یہ تصریح اور چکی ہے کہ ایسا روئی ضعیف نہیں ہوتا اور اس سے حافظ
خرابی سے پہلے کی روایت صحیح اور قابل حجت ہوتی ہیں۔

بنی بن حبان۔ ذکرہ فی ضعیفہ۔ (نجر و جہاں 99/3)

جواب۔ زبیر بن علقمہ کا حوالہ نقل کیا مگر حافظ اس جواب سے جو یہ
بنی ابی ریدہ کے ہارے میں لکھا اس کو ظاہر نہیں کیا۔ مناسب ہو گا کہ حافظ اس جواب کا موقف
نکس و سح کر دیا جائے۔ حافظ بن حبان لکھتے ہیں

’وکان یزید صدوق الا نہ ما کبرہ و حفظہ تغیر و نکاح و تعلق ما یفسد و یوقع و من یرئی حدیث
من تلقین غیرہ یا وہابیہ فہو من حدیث سوء حفظہ و سماع من معہ قبل دخولہ کافور فی
اول عمرہ سماع صحیح و سماع من معہ فی سفر قہ و منہ لکوف بعد تغیر حفظہ و تعلقہ ما یفسد سماع
بہن لقی۔ (نجر و جہاں 100/3)

یعنی یزید بن ابی ریا و صدوق تھا مگر جب عمر رسیدہ ہو گیا تو اس کا حافظ خراب ہو گیا
اور جو تلقین کی جاتی رہے اس کو مانا جاتا تھا اور سی طرح تلقین قبول کرنے کی وجہ سے اس کی
حدیث میں مشورہ بنتیں بھی آئیں اس نے جب حافظ کی وجہ سے۔ اور حسن سے کوا میں

۱۔ اس سے پہلے اس عمر میں سماع یا وہابیہ کے درجہ سے بعد میں وہ میں داخل
۲۔ نے حدیث سماع کیا اس سے حافظ خراب ہوئے سے بعد اور جب وہ انہیں قبول کرتا تھا وہ
۳۔ اس سے بھی بعضی بعضی کچھ بھی نہیں ہیں

امام ابن حبان کے حوالہ سے صاف ظاہر ہو گیا کہ یزید بن ابی ریا و کے حافظ
بہ اس سے پہلے کی روایت صحیح اور قابل قبول ہیں اور یزید بن ابی ریا و ثقہ و صدوق
ہے۔ یہ حدیث پیش کرنا وہ وجود میں وجہ سے خط ہے۔ وہ یہ کہ حافظ ان جواب
۲۔ یزید بن ابی ریا و کو صدوق قرار دیا ہے۔ وہ یہ کہ وہ کہیں کہاں سے یزید کی اس عمر اور
۳۔ اور تہرج بہ اس سے پہلے کی روایت صحیح لکھا ہے۔ اور وہاں بھی یہی موقف ہے۔ وہ
تہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس محدث میں سے یزید بن ابی ریا و پر تہرج یا ضعیف لکھا ہے وہ صرف
۴۔ صرف اس کے حافظ کی وجہ سے ہے اور اصول حدیث و سماع الرجال میں اسے راوی کی
بت حافظ نمک ہونے کی وجہ سے صحیح اور قابل حجت ہوتی ہیں۔

سفیان بن عیینہ لم یکن سفیان یزید ہال حفظ۔ (الامام شافعی 104/1)

جواب۔ زبیر بن علقمہ کا سفیان بن عیینہ یزید بن ابی ریا و کے جہاں میں شمار کرتے ہیں
۲۔ یزید بن ابی ریا و یزید بن ابی ریا و کے حدیث میں یزید بن ابی ریا و کے ثبوت
۳۔ القضاہ کی ریاضی پر اعتراض کرتے ہیں اور سفیان بن عیینہ کی بات کی طرف اس نظر
تے ہیں کہ یزید بن ابی ریا و سے اس حدیث میں ثبوت، یزید کے دھانڈا کی ریاضی میں تلقین
۴۔ ہے۔ اور یزید بن ابی ریا و ضعیف ہوتے تو وہ حدیث اس سے روایت نہ کی ہوتی
ہوتے۔ ہذا معلوم ہو کہ جہاں میں عیینہ کا اعتراض صرف ثبوت یزید بن ابی ریا و کے ہے۔

کا نام ابو عبد اللہ کہاں یہ ذکر ہے۔ حافظ کبیر ساء حفظہ فیکس بہ

لا سید ویرید فی العنوں ولا یعیر (سبب ۱: 402)

جواب جو نہیں دے گا سارے کوڑے ناکیں یہ وہی ہے جسے ثابت نہیں

نہ ہو عبد اللہ سے یہ اس کی ریا و حفاظت ہے۔ ۱۔ مجرم یہ اس کے حافظہ کو

کی بات کی ہے۔ پہلے ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم پر یہ ریا کی حفاظت کر رہا ہو

پہلے احادیث کو حجت تسلیم کر لیتا ہے اور امام کا نام ابو عبد اللہ سے بھی یہی بات

کہ اس نے یہ ریا کی ریا کو مطلقاً صحیفہ قرار دینا یا حق اور مسلم و ساء المر جاس سے

تہ۔ امام ہی کہ ابو عبد اللہ سے یہ ریا کی ریا سے بارے میں اس کا نظر نہیں

القال بیہقی و سمعت الحاكم لا عبد اللہ یقول۔ پر یہ ہیں ایسی روایت

یہ ذکر ہے حافظ فی شہادہ فہما کبیر ساء حفظہ (بدراکبر 488/3)

یہی امام بھی کہتے ہیں کہ میں نے امام کا نام ابو عبد اللہ سے سنا کہ یہ ریا کی

میں حفاظت کر رہا ہو تو حفاظت کر رہا ہو۔ پہلے امام کا نام ابو عبد اللہ کے

پر یہ اس کی ریا کوئی چیز نہیں ہے۔

۲۔ امام کا نام جو اس کی تحقیق سے معلوم ہو کہ یہ ریا کی ریا پر کچھ حد

جرح صرف اور صرف اس کے حافظہ کی چیز ہے اس کی تحقیق سے بد اخلاق سے

حادثہ ثابت اور صحیح ہوگی۔ بعد اس میں کہ اس کی جرح احتیاط کے بعد پرانی

کی جانت گی۔ اور پر یہ اس کی ریا کی تو ثقیل جہود حد میں اس کی ہے۔

پہلے اس کی تفصیل سے معلوم ہو کہ 30 حوالہ جات میں سے صرف

حد میں اس کی جرح کی ثابت ہوئی ہے۔ اور جہود حد میں اس کی

کے سپرے گئے حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پر یہ اس کی ریا کی جرح احتیاط

۱۔ امام کا نام جو اس کی تحقیق سے معلوم ہو کہ یہ ریا کی ریا پر کچھ حد

جرح صرف اور صرف اس کے حافظہ کی چیز ہے اس کی تحقیق سے بد اخلاق سے

حادثہ ثابت اور صحیح ہوگی۔ بعد اس میں کہ اس کی جرح احتیاط کے بعد پرانی

کی جانت گی۔ اور پر یہ اس کی ریا کی تو ثقیل جہود حد میں اس کی ہے۔

پہلے اس کی تفصیل سے معلوم ہو کہ 30 حوالہ جات میں سے صرف

حد میں اس کی جرح کی ثابت ہوئی ہے۔ اور جہود حد میں اس کی

کے سپرے گئے حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پر یہ اس کی ریا کی جرح احتیاط

۱۔ امام کا نام جو اس کی تحقیق سے معلوم ہو کہ یہ ریا کی ریا پر کچھ حد

جرح صرف اور صرف اس کے حافظہ کی چیز ہے اس کی تحقیق سے بد اخلاق سے

حادثہ ثابت اور صحیح ہوگی۔ بعد اس میں کہ اس کی جرح احتیاط کے بعد پرانی

کی جانت گی۔ اور پر یہ اس کی ریا کی تو ثقیل جہود حد میں اس کی ہے۔

پہلے اس کی تفصیل سے معلوم ہو کہ 30 حوالہ جات میں سے صرف

حد میں اس کی جرح کی ثابت ہوئی ہے۔ اور جہود حد میں اس کی

کے سپرے گئے حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پر یہ اس کی ریا کی جرح احتیاط

۱۔ امام کا نام جو اس کی تحقیق سے معلوم ہو کہ یہ ریا کی ریا پر کچھ حد

جرح صرف اور صرف اس کے حافظہ کی چیز ہے اس کی تحقیق سے بد اخلاق سے

حادثہ ثابت اور صحیح ہوگی۔ بعد اس میں کہ اس کی جرح احتیاط کے بعد پرانی

کی جانت گی۔ اور پر یہ اس کی ریا کی تو ثقیل جہود حد میں اس کی ہے۔

پہلے اس کی تفصیل سے معلوم ہو کہ 30 حوالہ جات میں سے صرف

حد میں اس کی جرح کی ثابت ہوئی ہے۔ اور جہود حد میں اس کی

کے سپرے گئے حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پر یہ اس کی ریا کی جرح احتیاط

محمد شیبہ رحمانی ترمذی حنفی۔ اور عرب و عجم کے روایات کا علم بہت
مقلدوں نامہ ترمذی صاحب کی کتاب فقہ اہل نظر ص ۶۱۵ سے ثابت ہو چکے ہیں
مزید یہ کہ ترمذی علیہ السلام کے یہ کتابیں برصغیر اور اس کی روایت ہندوستان کے
اعوام و مقامات کے لئے ہیں۔

فقیر اس بھر ۱۰ معلوم ہو کہ ساء الزجال نے اماموں کی شریعت کے نزدیک یہ دنیا الہی شکی صعیف ہے۔ اس سے صعیف کی ہوا اس کا سوء حفظ اور کثرت خطا ہے۔ جس آیت سے یہ نکتہ یا صعدی کہا ہے وہ محدثین کی کثرت سے مقابلہ میں مردود ہے۔ (لور اعتقاد ص 146)

جواب یہ غیر فی ہایہ ہوں دنا کہ ساء الزجال نے اماموں کی شریعت سے مردود یہ یہ دنیا الہی شکی صعیف ہے۔ بالکل غلط و مردود ہے۔ یہ نکتہ راجع غیرین سے نہیں لیا

محدثین میں سے جو کہ حرجت دینے میں آئے ہیں اس سے کثرت محدثین سے یہ دنیا الہی ریادوں تو میں ثابت ہے۔ بعد اس کے تو میں اور صعیف جو سے متعہ ہوئے کی وجہ سے مردود ہیں

دوسرے راجح یہ ہے کہ اکثر محدثین کے ہونے مسئلہ دفع بدین کی عارضت سے ممکن میں

یہ دنیا الہی ریادوں کو صعیف لکھ مگر دوسرے مقامات پر یہ دنیا سے ہی احتیاج کیا۔

میرے مطالعہ میں کوئی ایک یا دو ٹیکس بلکہ درجنوں ایسے حوالہ جات موجود ہیں جن میں محدثین کرام نے ایک جگہ پر راوی کو ضعیف لکھا مگر دوسرے مقام پر یہ راویوں نے حقائق بھی بیان کیے ہیں۔ اس کا ظہور محدثین ترکوں نے ابوابہ رقمی 208/2 عدہ بنتی و جرح پر بھی کیا ہے اور محدثین ترکوں نے ہم بتائی ہے مقدار تہ ہوئے لکھا ہے کہ پنے دوسرے مقام پر یہ بیان ابن ابی نزیاد سے امام شافعی نے احتجاج کیا مگر ترک دفع یدیں کے مسد پر اس راوی کو ضعیف لکھا ہے۔ یہ بیان ابن ابی نزیاد کے مسد پر یہ مقدار تہ و نظر میں آئے۔ جس کی تفصیل سب رشتہ صفحات میں مد نظر ہو سکتے ہیں۔ یہ دوسرے صفحوں کے

۳۰۔ حور سچاوت میں مصروف ۵ یا ۴ حو سے ای جرح کے ثابت ہیں مگر تو جرح ای نہیں یا اس سے پریدہ ہیں یا زیادتی تو بیشک بھی ثابت ہے بعد ۵ یا ۴ حوالہ جات پر جمہور کا حاکمی درست لگانا بالکل غلط ہے۔ قارئین کو ملاحظہ فرمائیں گے جمہور محدثین کو متاثر پریدہ ہیں یا زیادتی تو بیشک کے قائل ہیں۔

مؤرخہ برائے کربلا کے طبعی صاحب، مگر پڑھنے، لکھنے اور کتب و حفظ اور کثرتِ حلقہ
فی وجہ سے صعیف ماں رہے ہیں تو پھر یہ طبعی و پنی کتاب لکھنے یا نہ لکھنے کا مقام
رحیم میں مولد میں کا جمل کو کسی طرح حقہ تقسیم کرتے ہیں حالانکہ یہ پڑھنے ہی زیادہ دلکوی
و محذو شریک ہے۔ حقہ و صدق کھانہ ہے۔

عتراض نمبر 2 زیر علیہ کی صاحبزادہ بعلینکس ص 146 پر لکھتے ہیں۔

۱۔ جو میروں سے پرہیز میں اپنی ریا کے واسطے ہیں۔ وضعہ الجمهور۔ درمجموعہ
نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (واکدائن، ۲۱۱۶)

۲۰ حافظ ابن حجرؒ: «والجمہور علی تصریف حدیث» اور ترمذیؒ کی حدیث وضعیف کہتے ہیں۔ (مدنی، ساری ص 259)

جواب: زور علیہ کی کہ اس دھوی کے شق و رہا ترتیب جواب ملاحظہ فرمائیں۔

1- امام بوہری کا روایت ہے کہ 2116ھ کا سال چھٹا بھی صحیح نہیں کیونکہ امام بوہری دوسرے مقام پر یہ پیرا بھی لکھا ہے کہ ہمارے پاس لکھتے ہیں۔

لی اسنادہ یریدیں ہی یہ مختلف قیود لیکوں اسنادہ حقیقتاً (روایت)

چنانچہ اس کی سزا میں پیر پیر بن ابی لہو (مختلف قیہ) اور اس حدیث کی سند حسن ہے۔

امام بصری سے یزید بن ابی ریا دسکی وہ ضلع توشلیک موجود ہے جس سے امام بصری

کا مضمون سے ضعیف لکھنا عطا ثابت ہوتا ہے۔ دوسرے نام بصریہ کی کائنات پر لکھنا ہی کرنا ثابت ہے کہ یہ یہی اپنی زیادہ محدثین کے ساتھ ایک مختلف فیہ ہے یعنی محدثین کے ساتھ اختلاف ہے۔ مگر جو اس سے ضعیف کہنے کے لئے تو پھر امام بصریہ سے مختلف فیہ کہتے ہیں۔ مگر مزید امام بصریہ کا "لامداد حسنا" لکھنا صحیح ثابت ہے کہ اپنی اپنی توثیق اور تحسین سے امام بصریہ کا جوہر محدثین کے م سے ضعیف کا دعویٰ لکھنا حوالہ سے توثیق اور تحسین کرنے سے قدامت میں ثابت ہوتا ہے اور متعارض ہونے کی وجہ سے امام بصریہ کی دونوں اقوال ساقط قرار پائیں گے۔

2- حافظ ابن حجر کا حوالہ نقل کرنا بھی غلط ہے کیونکہ حافظ ابن حجر کا جوہر کا مزید میں نے دیکھا ہے۔ ضعیف لکھنا غلط ہے۔ خود حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

فلسب یسیدہ اس اسی ربا احتج بہ لازیمہ و روی له مسلم مقرونا و ان ضعیف بعضہم من قبل حفظہ۔ (القول المسد ص 80)

یعنی یہ یہی ابن زیاد سے اور بعد از مدنی رسائی، بوراؤ اس ماجد سے اور امام مسلم سے مفتر و ناروایت ہے اور بعض سے سے ضعیف لکھا ہے مگر حفاظ کی حراہی کی وجہ سے۔

حافظ ابن حجر کی چنگ تھرتھ سے ثابت ہو گیا کہ وہ یہ یہی اپنی لپی کا فاعل رہے ہیں۔ اور حافظ ابن حجر کا یہ لکھا کہ "والضعیف من قبل حفظہ" بھی ثابت کر دیا ہے کہ بعض سے اس کی تصحیف کی (کہ جوہر محدثین) م سے امام مزید یہ بھی ثابت ہوا کہ ب سے ضعیف کی وجہ حفاظ کی خرابی تھی اور اصوں کے تحت حفاظ خراب ہوئے سے پہلے کی تمام روایات صحیح ہوتی ہیں۔ بعد از مدنی علیہ کی صاحب کے دونوں دفعہ سے عطا ثابت ہوتے ہیں

ربیع عشرانی کا اعتبار

ربیع طبری نے نور الثمین ص 136 قدیم ایڈیشن پر لکھا تھا۔

"جس آئمہ سے سے نقد یا صدوق کہا وہ محدثین کی کثرت کے مقابلہ میں مردود ہے یا پھر تطبیق بھی رہی ہاسکتی ہے کہ پہلے اس کی حالت صحیح تھی بعد میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ بعد از مدنی نے اس کی توثیق کی ہے وہ اختلاف سے پہلے پر محض اور جنہوں نے اس کی تصحیف کی ہے وہ اختلاف کے بعد پڑی ہے۔ امام راہی لکھی ہے کہ یہ یہ مدور اختلاف سے پہلے اور بعد کی حالت میں ضعیف ہی ہے۔"

مگر یہ بات ربیع طبری نے حدیث ایڈیشن نور الثمین ص 148 پر کٹا دی ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ربیع طبری صاحب سے جو 30 حوالے ضعیف نے لکھے وہ اس حوالہ جاست کی بنیاد پر یہ یہی اپنی زیادہ ضعیف مانتے ہیں۔ اور اختلاف و اباحت صحیح نہیں مانتے ہیں۔ امام پر عرش مدین کہ ربیع طبری صاحب کے پیش کردہ حوالہ جات میں صرف 4 یا 5 حوالہ جات ہی ثابت ہو سکے ہیں لہذا 5 محدثین کے مضمون یا کثرت مانتا غلط اور مردود ہے۔ امام آئمہ صحاح میں جوہر محدثین کے م سے یہ بات کریں گے کہ یہ یہ مدنی رہا نقد و تصحیح راوی ہے۔

مگر ربیع طبری اور غیر مقدین حضرت کا یہ یہی اپنی زیادہ کو غلط مانتے سے بغیر بھی چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ محدثین کے م سے خود وضاحت کی ہے کہ مکہ میں یا قندیس و روایت یہ یہی اپنی زیادہ کی صحیح ہیں۔ بعد از مدنی علیہ کی صاحب نے پٹنا لکھا اور پھر لکھا۔

آئمہ حدیث نے بالاتفاق یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ یہ نے یہ شانہ روایت حالت اختلاف واقع ہوئے کے بعد جان کی ہے۔ (نور الثمین ص 148)

میرا اعتراض ربیع طبری پر یہ ہے کہ گریہ مدنی بن رہا، نکلوی مگر ضعیف مدنی ہے تو پھر

حالت خطا کی حالت کیوں؟

کیونکہ صیغہ راوی کی روایت نو حالت خطا و پھٹ در حالت خطا کے بعد کیا
ہی صیغہ ہوتی ہے مگر مسئلہ قیاس و نہ نادر کیوں؟

در اصل دیر علی بن صاحب کو یہ معلوم ہے کہ محدثین کرام میں ایک جماعت
طرف گئی ہے کہ یرید بن ابی ریحہ لکھوں حالت خطا سے پہلے کی حدیث صحیح ہے
محدثین کرام میں امام بخاری، امام عیسیٰ بن عیسیٰ، امام ابو داؤد، ترمذی، ابن عبد البر، ابن
ماظ بن حاتم وغیرہ شامل ہیں اب یہ فیصلہ تو قارئین کریں گے کہ کس کی بات صحیح ہے
محدثین کرام سے تو صرحاً فرمایا ہے کہ حدیث سے پہلے یرید بن ابی ریحہ لکھوں کی روایت
صحیح ہے۔ ہم اس محدثین کرام سے تو اس کا جائزہ آگے تفصیل سے پیش کریں گے۔ مگر اس
مقام پر یہ ثابت نہ ہو سکتا کہ یرید بن ابی ریحہ پر جرح صرف اور صرف اس کے خطا ہونے پر
ہے اور حالت خطا سے پہلے اس کی تمام روایات صحیح ہیں۔ مگر دیر علی بن صاحب اپنے 4
5 ثابت شدہ اقوال سے یرید بن ابی ریحہ کی مصحیح ثابت کر کے خطا والی بات و مخرج
قرار دیں گے تو پھر ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ محدثین کرام سے اقوال سے یرید بن ابی ریحہ
کی توثیق و تحقیق ثابت نہ ہوئی جائے پھر ہم بھی یرید بن ابی ریحہ کی تمام روایات قبل از خطا
اور بعد از خطا کو صحیح قرار دے کر اس قول کو درج قرار دیں اور محدثین کی جرح اور دو مقام
اقوال جو انہوں نے بعد از خطا واسے لکھے ہیں اس کا جواب دے سے رہی الذمہ
جائیں اور دیر علی بن صاحب کے اصحاب کے تحت وہ اقوال حدیث قرار دیں گے۔

یہ نکتہ اس لکھنے سے کہ وہ اقوال قابل قبول نہ ہوں گے جن میں یرید بن ابی ریحہ
لکھوں کو مطلقاً صیغہ یعنی جرح مبہم اور حافظ غراب ہوئے کی تصریح کی ہے۔

یرید بن ابی ریحہ الکوفی کی توثیق

یرید بن ابی ریحہ الکوفی کو درج ذیل محدثین سے توثیق و تحقیق پانچویں ہے۔

1۔ امام ترمذی سے متعدد مقامات پر یرید بن ابی ریحہ الکوفی کی تصحیح اور تحقیق کی ہے

اور اس میں بن ہریم عن یرید بن ابی ریحہ عن عبد الرحمن بن ابی علی عن ہریم عن عمار بن

... قال الزبیری، حدیث حسن۔ (سنن ترمذی، 486)

2۔ عبد اللہ بن ابی ریحہ عن یرید بن ابی ریحہ عن مسم عن ابی عباس

3۔ قال ابو عیسیٰ حدیث حسن صحیح۔ (ترمذی، 708)

4۔ ہشیم بن عمار عن یرید بن ابی ریحہ عن ابی نعیم

5۔ حدیث حسن و سنن ترمذی، 767

6۔ مسند عن یرید بن ابی ریحہ عن محمد بن علی

7۔ حدیث حسن و سنن ترمذی، 762

8۔ ریحہ بن عبد اللہ عن یرید بن ابی ریحہ عن محمد بن علی

9۔ حدیث حسن و سنن ترمذی، 854

10۔ حدیث حسن و سنن ترمذی، 1638

(VII)۔ قال ابو عیسیٰ حدیث حسن صحیح۔ (سنن ترمذی، 3436)

11۔ حدیث حسن و سنن ترمذی، 3540

12۔ حدیث حسن و سنن ترمذی، 3541

(X)۔ حدیث حسن صحیح۔ (سنن ترمذی، 3691)

13۔ حدیث حسن صحیح۔ (سنن ترمذی، 3701)

درجہ اولیٰ و دوم میں یرید بن ابی ریحہ الکوفی کی توثیق ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یرید بن ابی ریاہ لکھنوی سے مروی عبد اللہ بن
دریس جیشم جیس اور ریاہ بن عبد اللہ بن روایتوں میں تصحیح کی گئی ہے۔ جبکہ یہی
روایت کتب دیگر میں روایت بھی یرید بن ابی ریاہ سے روایت کرتے ہیں۔
2۔ امام احمد بن صالح انصاری لکھتے ہیں۔

”یہ وہ ثقہ، ولا یعجزہ فی قول من تکلم فیہ“ (تاریخ علماء الثقات 1561)

یعنی یرید بن ابی ریاہ ثقہ ہے اور جو بڑی حد تک لکھنوی کے بارے میں کام کرتا ہے مجھے خوش نہیں
رہتا۔ (یعنی امام احمد بن صالح کے نزدیک وہ تمام اقوال جرح ہوں اور غلط ہیں۔)

3۔ امام ابن شہین نے یرید بن ابی ریاہ لکھنوی کو اپنی کتاب تاریخ علماء الثقات رقم 1561
میں ذکر کیا ہے۔ حتیٰ بن شہین کے نزدیک بھی یرید بن ابی ریاہ لکھنوی ثقہ ہوا ہے۔

4۔ امام شعبہ کی تحقیق نام بخاری لکھتے ہیں کہ امام شعبہ حدیث یرید بن ابی ریاہ لکھنوی سے
روایت کرتے تھے۔ ”روایت حدیث“ 1 تا 4 لکھنوی 246 رقم 2681

اور غیر مقلدین کے۔ ایک امام شعبہ اپنے نزدیک صرف ثقہ راوی سے روایت لیتے تھے۔
بعد یرید بن ابی ریاہ امام شعبہ کے نزدیک ثقہ راوی تھے۔ مہلکتا ہے کہ اس طریقہ کار پر کسی کو
اعتراض ہو مناسب ہوگا کہ ہم غیر مقلد شیخ ابی اس عییدہ ثقہ بن محمد عبد السلام مبارک پوری
سے حوالے سے اس معاد کی وضاحت کریں۔

شیخ ابی اس مبارک پوری لکھتے ہیں۔

”وقال شعبه مائسی مائسی ان کتبت عن یرید بن ابی ریاہ“ (مرقاة المفاتیح

رقم 312) یعنی جب میں یرید بن ابی ریاہ سے لکھوں تو مجھے ہر کسی کی کوئی پروا نہیں۔

اس سے واضح ہو گیا کہ امام شعبہ کے نزدیک یرید بن ابی ریاہ لکھنوی ثقہ راوی ہے۔

5۔ ہارنجی بھٹے ہیں۔ ”ثقہ جلالہ الحدیث و کمال بدعة یمن و معروف الثقات (2019)
یہی ثقہ جلالہ حدیث ہے اور ہارنجی بھٹے کا قول کرتا تھا۔ ہم اس بات کی تصریح کر چکے ہیں
کہ حافظ حرب یا تلقب ہوئے کی وجہ سے راوی ضعیف ثابت نہیں ہوتا۔ وراثت کا ثبوت امام
غنی نے خود ثقہ جلالہ حدیث لکھ کر فرمایا ہے۔ اور مزید یہ کہ حافظ کے حرب ہوا ہے
سے پہلے کی تمام روایات صحیح ہیں اور روایات کی تفصیل متعدد صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔
6۔ امام شعبہ بن سہیل موسیٰ لکھتے ہیں۔

”یرید بن ابی ریاہ ثقہ، لا یعجزہ فی قول من تکلم فیہ“ (تاریخ علماء الثقات 1561)
یعنی یرید بن ابی ریاہ ثقہ ہے اور جو بڑی حد تک لکھنوی کے بارے میں کام کرتا ہے مجھے خوش نہیں
رہتا۔ (یعنی امام احمد بن صالح کے نزدیک وہ تمام اقوال جرح ہوں اور غلط ہیں۔)

معہم بھی یرید بن ابی ریاہ پر غلام کیا گیا۔ نئے حافظ کی تعبیر کی وجہ سے مگر وہ عادل و ثقہ
ہیں۔۔۔ اور یرید بن ابی ریاہ قابل قبول راوی ہے۔ اور ثقہ راوی ہے۔ معلوم ہو کہ امام
بن مقبوس موسیٰ کے نزدیک بھی یرید بن ابی ریاہ ثقہ ہیں۔

7۔ امام ابو داؤد کی تحقیق نام ابو داؤد لکھنوی کی متعدد روایات پر سکوت
کیا ہے جو عند احمد میں کم از کم حسن ورجح کی روایت ہے۔ امام ابو داؤد اور درجہ اولیٰ حدیث
کے بارے میں جو یرید بن ابی ریاہ سے مروی ہیں، سکوت کیا ہے۔

من رقم۔ 1674-1605-1622-1677-1678-1731-3983-346

51-1260-1471-1478-1527-5862

یہ بھی ممکن ہے کہ میر علی کی صاحب کو سکوت امام ابو داؤد کا اصول تھا نظر نے مگر ہم اس کی
تائید میں امام ابو داؤد کو کا قول نقل کر رہے ہیں۔ امام ابو داؤد لکھتے ہیں۔

”لیب لا یدعیہ“ (سوانح ابی حنیفہ 139)۔

ترجمہ: یعنی شہادت ہے (آئندہ ہے) ورنہ میں کہیں جانتا کہ اس کی حدیث مذکور کی گئی و اس روایت میں آتا جی راوی بخیر ہے مگر یہ روایت طور تا یہ پیش کی گئی ہے۔ ہذاں دوسرا اسباب سے انما ہوا کہ کے رد تک یہ پیش اپنی راوی لکولی کا قند ہوا ثابت ہے۔

B۔ امام جریر بن عبد الحمید کی تحقیق

امام بخاری نے لکھتے ہیں۔ حدثنا عثمان بن جریر قال کان یروى احسن حفظاً من عطاء بن سائب (تاریخ الکبیر 3220 تاریخ الاوسط 39/2)

یعنی حضرت جریر بن عبد الحمید نے کہا کہ یہ عطاء بن سائب سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے لکھتے ہیں۔ عبد الوہاب بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن محمد

بن حمزہ لیما کتب اسی قال حدثنی عثمان بن ابی النبیۃ قال سائب جریر عن لیت

و عطاء بن سائب و یروى من ابی ریان قال یروى احسنهم استقامة فی الحدیث لم

عطاء و کان لیت اکثرهم فی حفظہ (ایرجح والتحدیل 1797 رقم 1114)

یعنی عثمان بن ابی شیبہ سے امام جریر بن عبد الحمید سے یہ عطاء بن سائب اور

یہ عطاء بن سائب سے لیت پوچھا تو اسوں سے کہا و امام جریر (یہ یہ بہتر و مستقیم الحدیث یعنی ثقہ

ہے پھر عطاء بن سائب میں اور پھر لیت ہے و وہ یہ کلم غلطیاں کرتا ہے

الحوالہ حیات سے صاحب طہر ہوا کہ محدث جریر بن عبد الحمید کے راوی یک یزید

بن ابی ریان عطاء بن سائب سے بھی بہتر ہیں۔ اور یزید بن ابی زید احسن اور مستقیم فی حدیث

تبع اور یہ حدیث واضح طور پر ثقاہت کی دلیل ہے۔ مزید یہ کہ یزید بن ابی ریان لکولی و عطاء

بن سائب سے بھی اچھا شمار کیا ہے جبکہ رجب بن عزیز کی اور غیر مقلہ بن حضرت تو حضرت عطاء بن

سائب کو بھی ثقہ مانتے ہیں۔ جب غیر مقلہ بن حضرت سے روایت عطاء بن سائب ثقہ ہیں تو

پھر یزید بن ابی ریان کو تو بہتر طور پر ثقہ ماننا چاہئے۔

امام ابن اسحاق لکھتے ہیں۔

قال نقه فی نفسه الا انه احتفظ فی عمر عمرہ (المکواکب المیر 509/1)

یہ روایت فی نفسه لکھتے ہیں سوئے اس کے آخر عمر میں، خلد کا شکار ہو گئے۔

امام ابن سعد کی کوئی نام ہے کیونکہ وہ اہل بوف کے بارے میں بڑے سخت ہیں

وہی روایوں پر سختی سے سخت کرتے ہیں مگر اس کا یہ یہ کو ثقہ کہنا ثقاہت کی دلیل ہے۔

یہ کہ امام اس بات کا عادیہ ہے چاہے اس کے یہ یہ کا آخری عمر میں اختلاف میں ہونا میں مصر

س سے۔ (روایت یہ یہ کو ضعیف ثابت کر سکتا ہے۔ اگر خلط ہونے سے روایت ضعیف ہو تو

بہر حال اس سائب بھی ضعیف ثابت ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ بہت سارے ثقہ راوی مسموم سائبان

بن حمزہ اسحاق بن راہویہ او محدث عبد الرزاق و غیرہ کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا

مگر تو کی خلط ہونے سے یہ راوی ضعیف قرار پائیں گے۔ جس طرح یہ باقی روایان ثقہ

یہ اس طرح یہ یہ بن ابی ریان لکولی بھی ثقہ اور ثابت ہیں

10۔ امام ابن ابی شیبہ و عیسیٰ نے لکھتے ہیں۔

و هو حسن الحدیث۔ (شذرات الدہب 206/1) یعنی یہ جس الحدیث ہے

11۔ امام ساجی نے کہا۔ صدوق۔ (ایمانیہ 295/2)

12۔ امام عیسیٰ المقدسی کی تحقیق۔ امام عیسیٰ المقدسی نے یزید بن ابی ریان کی متعدد روایات کی تفسیر

اور تفسیر کی ہے۔ اور یہ طریقہ صاحب اس اصول کو متعدد بار پیش بھی کر چکے ہیں کہ عیسیٰ المقدسی کا

روایت اولیٰ بھی درجہ حسن سے نہیں گرتا۔ ہذاں مقام پر بھی اس اصول کو تسلیم کریں۔ امام عیسیٰ

مقدسی سے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔ (الختارہ 363/3 و الختارہ 239/3)

13۔ امام ابن ابی شیبہ کی تحقیق۔ امام ابن ابی ریان سے سننے میں اس مسئلہ میں اس کی

حدیث روایت کی ہے۔ (المعنی 283/1)

14۔ امام بن خریصے کی حدیث کی تخریج ہے۔ (صحیح بخاریہ 117)

15۔ محدث غلشی کی تحقیق میں ترمذی حدیث پر اس کے غلشی محدث غلشی نے لکھا ہے۔
"اسناد صحیح" (ابن خزیمہ 117)

16۔ امام حمیدی نے اس کی حدیث اپنی کتاب میں ہے۔ صحیح حمیدی رقم 332-46

17۔ امام ابن السیرین کی تحقیق امام غلشی لکھتے ہیں "یرید بن ابی ریحان و لقیہ ہر مبارک وغیرہ۔" (مجمع الزوائد 6346)

18۔ امام ابن مفلح نے لکھا ہے "و هو صدوق ماء حفظہ۔" (البدیع 585/1)

19۔ امام بصری نے متعدد مقامات پر اس کی حدیث کی تحقیر کی ہے۔

امام بصری نے لکھا۔ "فی اسنادہ یرید بن ابی ریحان مختلف فیہ، فیکون الاسناد حسناً۔" (روائع ابن ماجہ 1159)۔ امام بصری نے لکھا۔ ہذا اسناد

حسن، یزید بن ابی ریحان مختلف فیہ۔ (روائع ابن ماجہ 418)

20۔ امام غلشی نے متعدد مقامات پر اس کی حدیث کی تحقیر کی ہے۔

ابو یوسف یزید بن ابی ریحان و حدیث حسن۔ (مجمع الزوائد 13014)

2۔ یرید بن ابی ریحان و هو حسن الحدیث۔ (مجمع الزوائد 13946)

21۔ امام بخاری نے لکھا۔ "یرید بن ابی ریحان صدوق الا لقیہ بغیرہ باحرفہ۔"

(ترشیب علی ترمذی 155/1)

22۔ امام تہامی نے اس کی حدیث اپنی کتاب "امکدۃ مرئم" 778 میں دی ہے۔

23۔ امام ترمذی بن معین نے اس کی روایت اپنی سند میں معین رقم 68 پر دی ہے

24۔ امام بخاری نے اس کی حدیث کی تخریج دی ہے۔ (صحیح بخاریہ 1970-8485)

25۔ امام بخاری نے اس کی حدیث کی تخریج کی ہے۔ (مسند بخاری بن راہویہ 202132) اور اس حدیث کے حاشیہ میں غلشی عبد الصور ابوہاشم لکھتا ہے "و حسناہ من نقلة و صدوقی۔"

26۔ امام ابویوسف نے اس کی حدیث کی تصحیح و تحقیر کی ہے۔ شرح السنہ۔ رقم 1758-33

27۔ امام ابن حبان نے لکھا "کان صدوق لا الہ بعدا کبر لغیر فسماع من سمعہ وہ قبل الغیر صحیح۔" (مجمع الزوائد 100/3)

28۔ امام مختاری نے اس کی تحریف و توثیق کی ہے۔ (شرح ابن ماجہ 1470/1)

29۔ امام مسلم نے اس کی حدیث اصول میں دی ہے۔ شرح ابن ماجہ 1470/1

30۔ امام ابن ماجہ نے یہ حدیث اپنی زیادہ میں لکھی ہے۔ رجال میں لکھا ہے۔ رجال مسلم 1873

31۔ امام بصری نے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔

۱۔ ہذا اسنادہ صحیح (مصباح الزحاجۃ 546)

۲۔ ہذا اسنادہ صحیح۔ (مصباح الزحاجۃ 1263)

32۔ امام ابن ماجہ نے لکھا "ہذا لم یفہم صدوقی و دی الحفظ لم یترک۔"

(نکاشہ 6305)

33۔ عبد مالک بن عبد بنہ نے اس کی حدیث کو منقولہ لکھا ہے۔ (تہذیب 220/9)

34۔ امام سعید بن مسعود نے اس کی حدیث کی تخریج کی ہے۔ (سنن 2386-2445-2362)

35۔ امام دارقطنی نے کتاب العمل میں متعدد مقامات پر اس کی حدیث کو صحیح اور صوب

لکھا ہے۔ (کتاب العمل 391-808)

36۔ امام ابن ابی شیبہ سے سنی راوی لکھا ہے۔ (مصابہ 402، 1)

37۔ امام ابوشامہ سے اس کی حدیث صحیح ترمذی کی ہے۔ (مستخرج یحییٰ 6846-1556)

38۔ مولانا مبارکپوری لکھتے ہیں "خبر جہ الطبرانی بالاسانید ورجانہ بعضہا

رجال الصحیح ہیرو یزید بن ابی ریمہ و ہر حسن الحدیث کذا فی مجمع

الرواہ۔ (تحفۃ الاخوان 3436)

39۔ ناصر الدین البہانی سے متعدد مقامات پر اس کی حدیث صحیح ترمذی کی ہے۔

صحیح سنن بیاد۔ رقم۔ 458-2028-1970-1969-1988-1784-1733-93

صحیح ابن ماجہ۔ رقم۔ 3081 3031-3028-2670-1513-1378-504

40۔ غیر مقدراتی حسن مبارکپوری سے اس کی توثیق نقل کی ہے۔ (مرآۃ المفاتیح 312)

41۔ علامہ عینی پریدہ سے لکھتے ہیں۔ فی لیسۃ لہو لفقہ۔ (البنایہ شرح حدیثیہ 295/2)

42۔ قاضی شوکانی لکھتے ہیں۔ اللہ صدوق۔ (نیل الابرار 7/5)

43۔ نواب صدیق سے مجمع الزوائد کے ذریعے اس کی حدیث کی تحسین نقل کی ہے۔ (نزل

لاہور 248)

44۔ احمد رضا مرکبے ہیں۔ "والحق اللہ لقد یقین حق ہے کہ یرید بن ابی ریمہ ثقہ ہے۔

(شرح ترمذی 195)

45۔ محمد امین لکھتے ہیں۔ یزید بن ابی ریمہ من رجال صحیح راہنہ واپس 181/6)

درج بالا تحقیق سے معلوم ہو کہ تمام ارجاس کے اماموں کی کثرت ہے۔

مردیک یرید بن ابی ریمہ ہاشمی ثقہ اور حسن حدیث ہے۔ اور جس محدثین کرام نے اس کا

عترت اس کے دوسرے اس کے ملاحظہ فرما کر ہوئے کی وجہ سے کیا ہے۔ بہر یرید بن ابی

ریمہ کی حافظہ خراب ہونے سے پہلے کی تمام روایات صحیح اور معتبر ہیں۔

نوٹ۔ آئندہ صفحات پر اس موضوع پر تفصیلی بحث دی جائے گی کہ یہ حدیث یرید بن ابی

ریمہ نے حافظہ خراب ہونے سے پہلے روایت کی ہے۔

ربیع ثانی کے دوسرے اعتراض کا تحقیق جانہ

حیر مقلد یرید بن ابی ریمہ حضرت یزید بن ابی ریمہ کی ترک دفع الیدین پر دوسرا اعتراض کرتے

ہوئے اور انہیں 148-146 پر کہتا ہے۔

"یہ روایت یرید بن ابی ریمہ نے حیات کے بعد بیان کی ہے۔ عیون ابن عیینہ فرماتے ہیں

کہ میں یرید بن ابی ریمہ سے حدیث میں حدیث سنائی۔"

عن عبد الرحمن بن ابی بلیہ عن یزید بن ابی ریمہ قال راہت سنی عیہ

صلوٰۃ و السلام اذ اطلع لصلوٰۃ رفع یدہ۔ (کتاب الحج و حین و اس حیاں

100/3، مسند حمیدی 724) یعنی اس قدیم روایت میں رفع یدین کے مذکورہ راہنہ

وغیرہ) یاد کرتے ہیں۔ عیون ابن عیینہ فرماتے ہیں۔ ثم قدمت السکونۃ فطیبت

یرید بہا فسمعتہ یحدث بہا و راہنہ۔ ثم سمعہ بعد ذلک لقوہ۔ یعنی پھر

میں کوئی آواز یرید سے ملاقات کی۔ میں سے سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا اور اس سے

اس حدیث میں "میرید" کے الفاظ خارج کیے تھے۔ میرا خیال ہے کہ یزید نے اسے تلفظ کی

تھی یہی یہ الفاظ اس کی روایت میں مذکور دیئے تھے۔ (مصابہ 104/1)

امام دقطنی نے بھی یہی کہا ہے کہ یرید نے آخری عمر میں تلفظ کیا کہ اس کے یہ

الفاظ بڑھاد دیئے تھے۔ (سنن الدار قطنی 194/1 1118)

حافظ ابن حبان نے کہا: اس روایت کو عراقیوں نے رکوع میں جاتے اور رکوع سے

ٹپتے وقت دفع الیدین کی نفی کے لیے غلطاً پیش کیا ہے اور اس روایت میں ثم بعد (پھر۔

کرتے تھے) کی روایت نہیں تھی اور یزید بن ابی ریمہ کی "حرفی عمر میں" جب کہاں کا

حافظ خلیفہ ہو چکا تھا ایسا اور بطور تلقین دیا تھا اس پر بدست اس تلقین کو قبول کر یا۔ یہ
عیسائیوں نے کیا مافرمایا کہ اسوں سے مکہ میں پہلے سے یہ حدیث اس الفاظ کے ہم
کرتے ہوئے سنا تھا اور اس شخص کا مشغلہ علم ہو (اس حدیث میں امر ہے: "وَلَقَدْ عَلِمُوا")
طریقہ کفر، خراب عادت و خلیفہ کے طور پر بھی دیکھیں کرتے۔ (بخاری 100/3)
غیر تقلید پر غور کی اور اعلیٰ 148-149 پر پڑھ لکھتا ہے۔

"محمد بن کرام کی ان تصریحات سے معلوم ہو کہ یزید بن ابی ریا و لکونی اپنی زندگی
اندولی اور میں اس روایت کو "یہود" کی ریادتی کے بغیر بیان کرتا تھا بعد میں جب
حافظ بڑھا سپہ کی وجہ سے حرب ہو گیا تو اس سے "یہود کو" کی تلقین قبول کرے وہ
اس حدیث میں "سے" کے (شم یا یہود سے) الفاظ بڑھا، یہ بدل اس روایت سے
متکرموں کر نا حلال نہیں ہے۔

الجواب:

عزم ہے کہ محدثین "م" کے اعتراضات کے دو پہلوؤں سے قاتے ہیں۔ اول
یہ کہ یزید بن ابی ریا و لکونی کا حافظ حرب ہو گیا تھا اور دوم یہ کہ "س" سے حافظ حرب ہو
سے پہلے جب یہ روایت بیان کی تو م لا یہود کے الفاظ بیان نہیں کئے۔ سب م میں
اعتراضات کا جائزہ محدثین "م" کے اپنے مقرر کردہ اصولوں کی روشنی میں دیتے ہیں۔
یہ بات وہاں نہیں ہے کہ ثبوت ہمیشہ اصول ہی کی ہوتی ہے جہاں اصول کی روشنی میں
بات سامنے آئے سے ماہ پرنا چاہئے۔

1۔ پہلے تو یہ کہ امام مسیح بن عیسیٰ کا ایک بیانیہ قول جو مسند حمیدی 724 پر ہے
اس قول سے یزید بن ابی ریا و لکونی کا مشغلہ ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ امام مسیح بن عیسیٰ
سے یہ لکھا ہے کہ مکہ میں م لا یہود کے الفاظ بیان نہیں کئے جبکہ کرو میں کہ اس روایت

ساری روایات میں مسیح بن عیسیٰ کا ہذا دعویٰ کوئی کلمہ نہیں کیونکہ عیسیٰ بن عیسیٰ کے مسند حمیدی
724 میں "تلفیظ" کے الفاظ بیان کئے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ
بن عیسیٰ کا ظن تھا یہاں بھری بات بھی قابل توجہ ہے کہ بعد میں آنے والے تمام محدثین
مست مسیح بن عیسیٰ نے قوال کو بن عیسیٰ بنایا ہے اور اسی قول کی وجہ سے یزید بن ابی ریا و
یہ خطہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تحقیق طلب بات یہ ہے کہ آیا امام مسیح بن عیسیٰ کا یہ
قول قائم رہا یا نہیں ہو؟

در اصل محدث عیسیٰ بن عیسیٰ کا یہ ظن تھا کہ یزید بن ابی ریا کو م لا یہود کے
لفظ کسی سے تلقین نے ہیں اگر یزید بن ابی ریا و لکونی تلقین قبول کرے وہ اتنے تو پھر
میں بن عیسیٰ بھی تلقین قبول کرتے ہوئے اس الفاظ (یعنی م لا یہود) کو بھی حذف کر
دیتے مگر یہاں۔ اور اس سے "م" امام مسیح بن عیسیٰ پر ان الفاظ کی تقاضیت واضح ہو گئی تو
انہوں نے خود یہ الفاظ روایت کئے۔

امام مسیح بن عیسیٰ سے یہ روایت محدث کبیر امام عبد الرزاق نے روایت کی ہے۔

عبد الرزاق عن ابن عیینہ عن یزید عن عبد الرحمن بن ابی لیس عن ابراہ
بن عزیب عن مشور و رزاق عن مرة و حدة ثم لا تعد لرفعهما فی سبک الصلوة
(مسند عبد الرزاق رقم 2531)

محدث عبد الرزاق کی اس روایت سے تو یہ واضح ہو کہ یہ روایت م لا یہود کے
غیر بھی اور م لا یہود کی اضافت کے ساتھ بھی موجود ہے (یعنی دونوں طریق صحیح ہیں) اور
مزید یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امام مسیح بن عیسیٰ کے نزدیک یہ روایت جب م لا یہود کی
اصافہ کے ساتھ بھی صحیح ثابت ہو گئی تو انہوں نے م لا یہود یا "س" کے ہم معنی الفاظ بھی
روایت کئے۔

اسی درج بالا لکھنے کا ایک دوسرا قریضہ یہ ہے کہ حسب امام سفیان بن عیینہ کے روایت یہ
یعنی ترک رفع الیدین، اولی حدیث ثابت ہوگئی تو اس حدیث سے ترک رفع الیدین کا بھی میں
امام احمد بن حنبل، اپنی کتاب المغنی رقم 5131 میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیحہ ہے۔
ابن ابی شیبہ، ابن عیینہ، و یحییٰ بن یحییٰ، و یحییٰ بن یحییٰ، و یحییٰ بن یحییٰ، و یحییٰ بن یحییٰ،
رفع الیدین کرتے اور بھی روایت کرتے ہیں۔ (باب المغنی رقم 5131)

امام احمد بن حنبل کی کوئی اور امام سفیان بن عیینہ کا عمل یہ ثابت کر رہا ہے کہ
ان کے نزدیک ترک رفع الیدین کی حدیث ثابت ہے۔ اتنی تو پھر ترک رفع الیدین کی حدیث
ناظر کیا؟ اور یہ ظاہر ہے کہ امام سفیان بن عیینہ ایک جلیل القدر محدث ہیں اور محدثین
اکثر حدیث کی صحت ثابت ہونے پر اپنے عمل کی بنیاد بناتے ہیں۔

اس درج بالا تحقیق سے یہ واضح ہو گیا کہ امام سفیان بن عیینہ کے قول سے ثابت
ہو گیا ہے کہ رفع الیدین کا فہم ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے ظن اور شک کی بناء پر یہ کہا کہ مکہ میں
یہ حدیث ابی زیاد نے ثمر بن جعد کے الفاظ بیان نہیں کئے جبکہ کوہ میں ثمر بن جعد سے الفاظ دوسرے
دیتے۔ انہوں نے کہا کہ شاید انہیں ثمر بن جعد سے الفاظ کی روایت کی کسی سے تلقین کی ہو۔
جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ یہ ثمر بن جعد کے الفاظ صحیح ہیں تو امام سفیان بن عیینہ نے
الفاظ میں ثمر بن جعد یا اس کے ہم معنی الفاظ کو بیان بھی کیا اور خود امام سفیان بن عیینہ سے ترک
رفع الیدین بھی کیا۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ ترک رفع الیدین کی حدیث ثابت و صحیح ہے۔ اور
سفیان بن عیینہ کے اپنے عمل سے تمام شکالات اور عترت صحت کو دور بھی کر دیا ہے۔
دیگر محدثین کرام بشمول امام شافعی، امام مالک، امام ابو حنیفہ، و غیر ہم کے عترت میں کی وجہ امام
سفیان بن عیینہ کا قول تھا بعد تحقیق کے بعد اس کا اعتراض بھی صحیح نہیں رہتا۔

مگر یہ سبیل تشریح کے اقوال کو ماننا یہ جاننے کے لیے یہ سب ابی زیاد لکھتی
تھا تھا اور آخری علم میں اس کا فہم صحیح ہو گیا تھا اور اس سے ثمر بن جعد کی اصابت کا فہم
بے شک کے بعد کی ہے تو پھر ہم تشریح کر رہے ہیں کہ اقوال اور محدثین کرام سے اصولوں کے
تحت یہ حدیث ابی زیاد پر اعتراضات کی حیثیت معلوم کرتے ہیں۔ مگر اصول کے تحت
مترضان صحیح ثابت ہوں تو ہمیں جواب کرنے میں کچھ حرج نہیں اور اگر اصول کے خلاف
مترضان ثابت ہوں تو پھر ترجیح اصول کو ہی ہوتی ہے اور عمل اصولوں پر ہوگا۔

ابن ابی شیبہ، اس مقدمہ پر محدثین کرام سے اعتراضات کے دو پہلو ہیں۔
پہلا اعتراض (برسبیل تشریح) ماننا یہ جاننے کے لیے یہ حدیث ابی زیاد کا فہم صحیح تھا۔
دوسرا اعتراض یہ کہ یہ حدیث پر یہ حدیث ابی زیاد نے فہم صحیح کرنا ہے۔ بعد روایت کی ہے۔
اس مسئلہ میں عرض یہ ہے کہ پہلے ہم اصول کی روشنی میں یہ ثابت کریں کہ فہم صحیح کا فہم
یہ حدیث کی روایت کی حیثیت کیا ہوتی ہے۔ محدثین کرام کا متفقہ اصول ہے کہ
ابن ابی شیبہ کا فہم صحیح روایت میں ہیں اور بعد از حدود بھی تو اس صورت میں مگر خلاف
و غیر ان کے فہم سے تفسیر ممکن ہو کہ کوئی روایت سند سے پہلے کی ہیں اور کوئی بعد کی تو
اس صورت میں قبل از اختلاف کی روایتیں مقبول ہوں گی۔ (شرح غیۃ المفکر ص 81، مقدمہ
ان ص 195، ص 244)

ابن ابی شیبہ اس درج بالا اصول کی روشنی میں ہم اس بات کی تحقیق کرتے ہیں کہ محدثین کرام کے
زرد یک کی کن روایتوں سے اختلاف ہے۔ پہلے سنا اور یہ بھی یاد رہے کہ اختلاف سے پہلے کی
روایات بالکل صحیح اور ثابت ہوتی ہیں۔

1۔ امام ابو داؤد کی تحقیق

امام ابو داؤد کے روایت میں حدیث ابی زیاد سے اختلاف ہے۔ پہلے یہ حدیث ابی زیاد سے

منا. حشيم و محمد اللذان و در مجلس، خالو، و صاحب، و 273/1 و 403/1 و حسب الزبیر (403/1)

2۔ امام بخاریؒ کی تحقیق

مقام بخاری سے روایات درج ہیں شکر وہی ہے و خدا کے فضل سے قبل اس کی

مخیا الیائو کی مقحبہ میں تپتے ہوئے عطر سے محاذیہ۔ (جرم کی پیدائش 15)

3- ابن عبد البركي تحقيق

مام۔ منہ عبد البر کہہ کر ایک پرنسپل ڈیپل ٹاگرڈوں سے قتل عام کیا

شعبہ میں حجاز، سیالکوٹ، ریکی، عیالوں میں غیبیہ، حشم، خالد ہیں عہدہ اللہ و عظمیٰ۔ (تمت)

220/9 اور موسیٰ بن محمد الانصاری (تصحید 215/9)

4۔ خطیب بغدادی کی تحقیق

خطیب بغدادی کے نوک دوج میں شاگردوں نے قلم اُڑھلا کر لکھا۔ عیسا ثور، شعیب دوسرا

المحتاج، هشيم بن بشير واسم أبيه محمد، فإلهي عبد الله الطحان غير قسم (الفصل للمحصل 387/3)

5.1. ہم بیوقوفی کی تحقیق

ہم تھکی کے سرد یک درج دیل شکر دوں نے قبل از اختلاف سماع کیا۔ سفینا

ٹوٹی، ر. پور، پیر بنی محاسبہ، حشمیم۔ (مکتی 2/76)

اسی وجہ سے تحقیق سے واضح ہو گیا کہ درج دیل شاگرد تھے کرامت سے نہ تھے۔

پر پیدائش الہی ریاء سے قدیم السہیح روحانی ہیں۔

- عظیم بن بشر 183 -

۲۔ عہدِ شہسوار اور عیسٰی 192ء۔

۳۔ خالد بن عبد اللہ بن ولیدؓ ۱7ھ۔

۴۔ سفیر اٹوری 161ء

٥- شعبه. ن. الحجاب 160-٥-

173

۱۹۸۸ء

یہاں ایک نکتہ در عرض کر دوں کہ م رنج بالا تفصیل سے یہ معلوم ہو کہ یہ

مذہبیں اگر ہم وہ ہم اسرار دی ہیں۔ مگر عرض نید ہے کہ ان راویوں کے علاوہ دیگر راوی بھی

یہ موجود ہیں جو ریڈیو کی ریڈ سے قدریم السماخ ہیں کیونکہ درجہ حرارت اور ایون کے علاوہ

دیکھ کر سے راویں ہیں جو ان درجہ بالا اشیاء سے بھی متعلقہ اور کچھ ہیں اور انہوں نے ان

۱۔ پہلے سے۔ ۲۔ اراوہوہ میں شامل ہیں۔ محمد بن عبدالرحمن بن ابی سنی ۱۴۸ھ۔ ۳۔

امیر ائیکل بس چو بس 162 هـ۔ ۳۔ اسماعیل بن کعب اخلاص 173 هـ۔ ۳۔ شریک بن حمید اللہ

177-۵- ابو عمر یزد درود چارمین کمر۔

سید پیر مرزا دالای مجھ کی بھی قدیم اسماعیلیہ اور اخوند سے پہلے کے بروہی اور شاگرد ہیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مگر عبداللہ بن ادریس، صفیان بن عیینہ، عیث بن یحییٰ متاخر ہیں۔

ابو یوسف نے مگر یرید بن ابی ریحہ سے خطاط سے پہلے سنا تو پھر بن کثیرؓ اس میں ملوث ہو گیا۔

شریک بن عبد اللہ وغیرہ کہا راوی تا بطریق رتی ختم ط سے پہلے اور قدیم اسماع راوی

$$-\sqrt{\frac{2}{\pi}} \int_0^{\infty} \frac{1}{t} \exp(-t^2) dt$$

یہ پیریدہ بی بی مراد سے تقریباً 12 راوی قدیم السماع اور قبائل و خاندان ہیں۔ مزید راوی

بھی تحقیق کے بعد قدیم اہم معائنات ہو سکتے ہیں۔ ہر ان تمام راہوں کی حالت قدیم

اسی طرح اور صحیح ثابت ہیں۔

جب تحقیق سے اس راویوں کے نام کی نشاندہی ہو چکی ہے جو کہ یزید بن ابی مرثدہ

وہ لوگوں سے روایت کرنے میں قدیم اسماعیل اور حنظلہ سے پہلے روایت کرنے والے ہیں تو

اسپ اس امر کا بھی ہم تفصیل چاہتے ہیں کہ یہ میں باریہ لکھوں گے کسی حدیث میں اور قبل از اختصار طوائف شیعہ کے قریب لکھو یا اس سے ہم متقی مدلل بیت کہے ہیں۔

1۔ ہشیم بن بشیر 183 ہ کی روایت

ہشیم بن بشیر قدیم اسماء عرب ہیں بلکہ سادات بہت پریدہ ہیں البیہاد سے مدح ظہر میں۔

حدیث اسحاق حدیث ہشیم عن یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی یسی عن البراء قال راہب رسول اللہ ﷺ حین افتتح الصوفۃ کبر و رفع یدیه حتی کاد لحدیث اذنیہ ثم یم بعد۔ مسند ابی یعلیٰ 3/48، 1691۔

ترجمہ حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ یمن سے مار شروع کی تو تکبیر کی اور دو ہاتھوں کو ٹھیک یہاں تک کہ وہ تقریباً کانوں سے پر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے (ہاتھوں کو اٹھائے کا عمل) ادا ہوا میں کہا۔

اسد کی تحقیق

اس روایت کے روایت کنندہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

اسحاق بن اسحاق	225ھ	تقد	لاشفہ 285
ہشیم بن بشیر	183ھ	تقد	لاشفہ 5979
یزید بن ابی زیاد	137ھ	لمہرب (تقد)	تاریخ السماء والارضات 1561
عبدالرحمن بن ابی یعلیٰ	83ھ	تقد	انقریب 3993
حضرت براء بن عازبؓ		صحابی ہیں (کشم عدد)	انقریب 648

اس اسد کے تمام روای ثقہ و صدوق ہیں۔ یہ میں ابی زیاد لکھوں گے اور میں تفصیل سے وضاحت ہو چکی ہے کہ وہ حمیرہ محمد بن اسلم کے ایک ثقہ اور حسن الحدیث

ہیں۔ اس روایت ہشیم بن بشیر بن ہشیم کا اعتراض بھی عدد ہے کیونکہ ہشیم بن بشیر سے بہت سی متابعین موجود ہیں۔ ہند مدینہ یا از عترت اس سے منقاد ہو کر دربار باطل سے۔

حدیث ہشیم عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی یسی عن البراء قال راہب رسول اللہ ﷺ حین افتتح الصوفۃ ثم یم یدیه حتی انصرف۔ جامع مسند ابی یعلیٰ 2/56

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ شمار کو شروع کرنے کے وقت آپ ﷺ نے ہاتھوں کو ٹھیک یہاں تک کہ وہ تقریباً کانوں سے تک ہاتھوں و کانیں اٹھایا۔

2۔ عبد اللہ بن ادريس کی روایت

عبد اللہ بن ادريس بھی قبل از اختصار کے شمارگرد ہیں بلکہ ان کی روایت مدح ظہر کریں۔

حدیث اسحاق حدیث ابن ادريس قال سمعت یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی یسی عن البراء قال راہب رسول اللہ ﷺ حین استقبل لصفۃ حتی راہب ابیہامیہ لویہامیہ ثم لم یرفعہم (مسند ابی یعلیٰ 3/248، 1692)

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جس وقت آپ ﷺ نے شمار شروع کیا تو ہاتھوں کو ٹھیک یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دو ہاتھ اٹھ گئے آپ سے کانوں کے قریب ہو گئے۔ اس کے بعد ہاتھوں کو اٹھایا۔

اسد کی تحقیق

اس روایت کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

اسحاق بن اسحاق	225ھ	تقد	لاشفہ 288
عبداللہ بن ادريس	192ھ	تقد	انقریب 3207

۳۔ یزید بن ابی ریحہ 137ھ۔	تقد	تاریخ ۱۳۰ اشکات 1561
۴۔ عمہ الرضی بن ابی بکر 83ھ۔	تقد تابعی	تقریب 3993
۵۔ حضرت یزید بن خالد	صحابی (کلمہ صلا)	تقریب 648

اس سلسلے کے نامور، بڑے ثقہ اور صدوق ہیں اور اس سند میں عبد اللہ بن ابی ریحہ اور عبد اللہ بن ابی ریحہ کی شہرت بھی میثم بن شہید کی کمر بستہ ہے۔ بدلیس راوی کی روایت کی گرتا بہت مل جائے تو وہ روایت قابل قبول ہوتی ہے۔

3۔ سفیان ثوری 161ھ کی روایت

سفیان ثوری بھی عبد اللہ بن ابی ریحہ کے شاگرد ہیں۔ بہر حال ان کی روایت میں ہے۔
حدیث ابو بکرۃ قال ثنا مؤمل قال ثنا سفیان قال لہ یزید بن ابی ریحہ عن ابی
ابی یسی عن المرء بن عبد ربہ عن امہ عنہ قال کان ابی یسی رضی اللہ عنہ
کبیر لا فتاح یصلوہ رقع یدبہ حتی یکون بہا ماہ قریب من شحمتی ادبہ ثم
لا یعود (شرح معانی آثار 1/226)

ترجمہ۔ حضرت یزید بن ابی ریحہ سے مروی ہے کہ ابی یسی رضی اللہ عنہ جب عمر تحریر کرتے
تھے تو ان کو انصاف یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں گونگھے آپ کے فالوں
کے قریب ہوتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے تو ان کو نہیں لوٹاتے تھے۔

اسد کی تحقیق

اس روایت کے کتب و تصانیف کثرت میں ہیں۔

۱۔ یزید بن ابی ریحہ 270ھ۔	تقد	اشکات 12703
۲۔ منہل بن ساعل 208ھ۔	کثیر الخ ۱۰۰ حدیث حفظا	کاتب 5747
۳۔ سفیان بن ثوری 161ھ۔	تقد حافظ	تقریب 2445

۴۔ یزید بن ابی ریحہ 137ھ۔	تقد	تاریخ ۱۳۰ اشکات 1561
۵۔ عبد الرحمن بن ابی بکر 83ھ۔	تقد تابعی	تقریب 3993
۶۔ حضرت یزید بن خالد	صحابی	تقریب 648

اس روایت میں منہل بن ساعل غیر الخ ۱۰۰ حدیث حفظا ہے مگر یہاں سے اس حدیث میں
منہل بن ساعل کا کثیر الخ ۱۰۰ حدیث حفظا کیونکہ منہل بن ساعل کی بہت سے راویوں
سے متابعت کر رکھی ہے۔ یہ روایت شاید اپنے پر قلم نے جا چکے ہیں اور کچھ متابعت مزید
لا رکھ فرمائیں۔ منہل بن ساعل کو زہری کی صاحب تقدیم کرتے ہیں۔

4۔ سفیان بن عیینہ 198ھ کی روایت

سفیان بن عیینہ بھی محدثین کے سلسلے مطابق قدیم السراغ روایت ہیں۔ ان کی روایت مدلل
فرمائیے۔

عبد اللہ بن ابی ریحہ عن یزید بن عبد الرحمن بن ابی یسی عن المرء
بن عبد ربہ عنہ و را قال مرہ و حدیثہ ہم لا نعدہ برقی فی تمک الصدوق۔
(مصنف عبد الرزاق رقم 2531)

ترجمہ۔ حضرت یزید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ ابی یسی رضی اللہ عنہ جب عمر تحریر کرتے
تھے تو انصاف کو ان کے ہاتھ تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فالوں کے قریب دیکھے جاتے
تھے۔ پھر اس کی روش دو بارہا ان کو اٹھاتے تھے۔

اسد کی تحقیق

اس روایت کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱۔ عبد الرحمن بن ابی بکر 211ھ۔	تقد حافظ	تقریب 4064
۲۔ سفیان بن عیینہ 198ھ۔	تقد ثابت	کاتب 2002

- ۳۔ یزید بن ابی ریان 137ھ شہ تارخ عام الف 1681ھ
- ۴۔ عبد الرحمن بن ابی علی 83ھ تقدیماتی تقریب 3993
- ۵۔ حضرت برادر بن عازب صحابی تقریب 648
- اس روایت میں محدث عبد بن ابی سعید بن عقیل و اس مدرسہ کی قیادت
مہمان پندہ نامی کا نام مہمان، ضرورت سے یونان ایک توبہ دہیت جو سعید بن عقیل سے
میں ابی یزید سے کہی ہے جیسا کہ سند حدیثی 724 و کتاب لازم 104، 1 سے ثابت ہے
کا یہ محدث عبد بن ابی سعید سے ساتھ لکھی ہے نہ وراثت موی و حدة
جس سے مصنف عبد بن ابی سعید کی تدوین کا دستاویز بھی مہمان سے ہے کیونکہ اس حدیث سے سند
متابعات اور شواہد موجود ہیں۔ ہذا یہ کہ علی کا فرائض صرف مسنی تعصب کا شواہد
نہ ہوتا ہے مگر علی اور تحقیق میدان میں اس کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔

5۔ موسیٰ بن محمد الانصاری کی روایت

موسیٰ بن محمد الانصاری بھی بنی سعید و بنی عبد الوہاب کے روایت قدیم السماع اوی ہیں۔ ہذا ان کی
روایت در خلا فرامیں۔

حدیث عبد الوارث بن سعید قال حدثنا قاسم بن البیع قال حدثنا محمد بن وھیر قال
حدثنا ابو نعیم قال حدثنا موسیٰ بن محمد الانصاری عن یزید بن ابی ریان عن عبد
ابو حمزہ بن ابی لبید عن البراء بن عازب قال سمعت عبد اللہ بن مسعود لکبر لرفع
یدیه حتی جاذی اذیہ فی اذن مرۃ، (تصحیح 215/9)

ترجمہ۔ حضرت برادر بن عازب سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے
مرد پڑھی ہیں اللہ کبریاہیں رفع یدین کیا حتی کہ ہاتھوں کو کانوں کے برابر کیا پہلی مرتبہ۔
دہر اس پر یاد ہے۔ کیا

سند کی تحقیق

- اس روایت سے روایتیں و تحقیق کر وہ تحقیق و درجہ میں ہے۔
- ۱۔ عبد الوارث بن سعید 33ھ اوّل نسب الصد بن یزید 122
- ۲۔ قاسم بن البیع ماری و محدث (تقدیم) میر حامد السیاح 266
- ۳۔ احمد بن وھیر بن زید تقدیم، مشکنا حفظا ماس انکیز 566
- ۴۔ قاسم بن البیع و نعیم تقدیمات تقریب عبد 6401
- ۵۔ عبد اللہ بن مسعود و لکھنوی تقدیم لجر و شدہ 711
- ۶۔ یزید بن ابی ریان 137ھ تقدیم تارخ و الفات 1661
- ۷۔ عبد الرحمن بن ابی علی 83ھ تقدیماتی تقریب 3993
- ۸۔ حضرت برادر بن عازب صحابی تقریب 648
- اس سند سے تمام راہ کی تقدیمات ہیں

6۔ امام شعبہ کی روایت

امام شعبہ بھی محدث ہیں کہ ہم سے ملاحق قدیم السماع روایت ہیں

حدثنا احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ قال سمعت ابی ہریرۃ بن بکر لثبۃ عن یزید
بن ابی ریان قال سمعت ابی یزید یقول سمعت البراء بن عبد المجدد عن عبد
قویہ عن عبد بن سعید قال قال راب رسول اللہ ﷺ حین التبع الصلاۃ یرفع یدیه
فی اذن لکبرۃ (سنن الدار قطنی 293/1، الفصل الموصل رقم 302 بعد ازی)

ترجمہ۔ عبد الرحمن بن ابی علی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت برادر بن عازب سے خاص
اس مجلس (یعنی جامعہ کوہ) میں حدیث سنی کہتے ہوئے سنا۔ اس مجلس میں سے ایک
حضرت کعب بن عجرہ بھی تھے۔ حضرت برادر بن عازب سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

یہ کتاب ہے۔ و بہت سے تو اہل علم کے سر پرست مفتی زہوی ہے اگرچہ کتاب
مترجمانہ ہو۔

اب تحقیق طلب، مہر ہے کہ یہ باتیں جن میں نے یہ روایت، اپنی کتاب میں لکھی یا روایت
راویوں، ماس بخاری لکھتے ہیں۔ وہاں اس حدیث سے اس میں ایسی ہی کتابہ فانما
حدیث سے اس میں ایسی ہی روایت ہے۔ (۳۴) یعنی جب کوئی بنی اپنی
اپنی کی کتاب سے روایت کرتا تو وہ بنی کی بیگم میں یہ سند سے روایت کرتا۔ بعد معلوم
کر وہ روایت بنی میں سے اپنی کتاب میں لکھی تھی۔ اور یہی بات، امام احمد بن حنبل
نعمت میں مہر، شمس عیس (۳۵) سے بھی نقل کی ہے (کتاب اعمال ۷۰۸)

بعد تحقیق سے واضح ہو گیا کہ جس جی میں کی یہ روایت بالکل صحیح اور ثابت ہے
یونکہ جس جی میں عداوت کے نطر سے فقہ ورحس الحکیم ہیں اور انہوں سے یہ روایت
یعنی کتاب میں لکھی اور وہی کتاب اہل علم کے سر پر یک مطلوب ہوتی ہے۔ بعد اس سند میں
جس جی میں یہ جرح لی گئی ہو سکتی۔ بعد یہ روایت بالکل صحیح ہے اور اس پر اعتراض کرنا کہ
علمی اور غلط ہے۔

اصول حدیث کی روشنی میں اس حدیث کو ضعیف کہنا کہ علمی اور جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ یاد ہے کہ محدثین کرام نے جو اصول و قواعد مقرر کئے ہیں۔ انہی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تحقیق پیش کی ہے۔ اگر کسی کو اعتراض ہے تو محدثین کرام کے اصول و اصولیات کے تحت اعتراض وارد کرے۔ منظرہ جو سب اپنے سے عظمت کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ مزید یہ کہ حقیقت کی روشنی میں اب ہر سب سے قدیم اور حقائق سے پہلے کے راوی ہیں۔ اور ان کے لئے کسی محدث کی تصریح کا حوالہ بھی ضروری نہیں کیونکہ آپ علمی

مکا کہ یہ راوی کون ہے مگر پھر بھی اس سند پر کوئی فریضیں پڑنا ہو نہ کہ اس میں بیانیہ ہے۔
کوئی راوی ضعیف بھی ہو تو اس سند پر کوئی فرق نہیں ہوتا کیونکہ اس میں بیانیہ پہلی سے پیدا ہے۔
کتاب میں لکھی تھی۔ سند مگر کتاب سے روایت ثابت ہو تو پھر پہلے سے اس کی ضرورت نہیں
ہے۔ بار خدایہ یہ ہے کہ قلمی اس اجناسی سے سے یہ کتاب میں لکھا؟ تو عرض یہ ہے
کا، اعتراف و نام احمد بن حنبل اور امام بخاری سے کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں

[illegible]

اس درج بالا تفصیل سے واضح ہو گیا کہ ابن ابی سنیہ اس روایت کو جب کثرت سے روایت کرتا تو یہ حدیث نبویؐ و اہل کوفی سے روایت نقل کرتے تھے۔

اہم نکتہ قارئین کرم یہاں یک علمی اور ہم نکتہ مد خطہ فرما ٹیپ کہ رویت میں اب اپنی تکی پر جرح ہے دوسری ملاحظہ ہونے کی ہے۔ اپنے راوی کی متاخرات مل جائیں تو حدیث صحیح ہوگی۔ اور اگر کوئی ایسا راوی کتاب سے رویت کر رہا ہو۔ پھر بھی روایت صحیح ہوتی ہے۔ اب آپ اس کے بارے میں تحقیق ملاحظہ کریں۔

۱۔ امام بخاری لکھتے ہیں: "لان کتابا حفظ عند اهل العلم یعنی اہل علم
 دیک کتاب معتبر ہوتی ہے۔ امام بخاری کے اس اصول سے معلوم ہو کہ جب راوی

سکتا ہے۔ ہمد کسی محدث کا احوال مانگنا بھی غلط اور مردود ہے۔ میرے خیال میں اس حدیث کی گروہی متابعت نہ بھی ہو تو یہ روایت اصول حدیث کی روشنی میں بالکل صحیح اور عام ہے۔ کیونکہ محدثین کرام نے جو ممکن بیان کی ہیں مگر کہ کوہ نظر رکھا جائے تو یہ روایت اہل بیت سے بالکل مبرہ ہے۔ لہذا تحقیق پیش خدمت ہے۔

اولیٰ تو محدثین کرام سے یہ روایت بیرون لکھوئی کے اختصار کا التزام وارد کیا مگر ہاتھ ثابت ہے کہ ابن ابی بکر 148 حدیث پر روایت شریف ہے۔ ہمد اختصار سے پٹ راویوں کی حدیث اصول حدیث کے تحت صحیح ہوں گی۔

ثانیاً یہ روایت بیرون لکھوئی کا التزام بھی اس روایت میں غلط ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ یہ روایت ابن ابی بکر والکوفی حدیث میں ہے مگر اس روایت میں تہذیب کا التزام صحیح نہیں مگر تہذیب کا التزام صحیح ہے تو پھر ابن عباس (جس پر دیگر تمام محدثین کا انحصار ہے صحیح نہیں رہتا۔ کہ اس حدیث میں ثمن بحد کے الفاظ زیادہ ہیں۔ کیونکہ گریہ حدیث کی لازم یا بحد کی روایت کے التزام کا غلط ہو سکتا ہے اور گریہ حدیث ابن ابی بکر سے یہ حدیث عبد الرحمن ابن ابی بکر سے تہذیب کی یعنی نہیں کی تو پھر ثمن لا بحد کی روایت کا لازم پیرا؟

مزید یہ کہ اگر پیر مقتدرہ پیر صوفی یہ جواب دے کہ کیونکہ حدیث کی ہے تو پھر تصریح ہمارے کیوں نہیں تو عرض یہ ہے کہ دن کا یہ جواب اصول حدیث کی روشنی میں مردود ہے کیونکہ اگر قرآن سے یہ ثابت ہو جائے کہ تہذیب ثابت نہیں ہو سکتی تو پھر حدیث اہل بیت غیرہ صوفی کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ ورنہ یہ کہ یہ روایت بیرون لکھوئی۔ متابعت تمام و متابعت قاصرہ دونوں موجود ہیں۔ لہذا یہ روایت پر ضعف، اشکال اور مردود کے التزام مردود و غلط ہیں۔

ثالثاً ابن ابی بکر نے یہ روایت اپنی کتاب میں روایت کی ہے۔ ہمد ابن ابی بکر

کسی صحیفہ کی حفاظت وغیرہ نے اعتراضات مردود ہیں۔ اور خاص طور پر اس کے بہت سے معتبر متابعت موجود ہیں۔

دو روایت میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر پر جرح قابل قبول نہیں ہے۔ اور یہ کہ ابن ابی بکر محدثین کرام نے سزا دیکھ جس حدیث روایت ہیں۔ دوم گروہی اپنی کتاب سے روایت سے تو وہ روایت اور بھی مضبوط ہو جاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل سے محمد بن عبد اللہ بن نمیر سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن ابی بکر کی کتاب میں دیکھا تو وہ اس حدیث کو برید بن ابی بکر سے روایت کر رہا تھا۔ اس کتاب جعل بن محمد بن فضال 143/1۔ رقم 683 (حدیث)

یہاں عرض کر دوں کہ یہ روایت ابن ابی بکر سے یہ روایت بیرون لکھوئی سے بھی در حکم روایتی ہے بھی ہے۔ ہمد ابن پر اعتراض باطل ہے اور اس کی تفصیل سے مقدمہ پر آ رہی ہے۔ ہمد اس قسم کے اعتراضات سے مملو لوگوں کو گمراہ کرنا مردود ہے اور مزید یہ کہ یہ حدیث اس اصول حدیث کی روشنی میں صحیح نہیں ہے۔

8. اسرار بن یونس 162 کی روایت

ہمد بن یونس بھی یہ روایت بیرون لکھوئی کے قائل تھا مگر ابن ہمد اس روایت کا حلف فرمائیں۔
 "وہ الیہ فی الخلیف من طریق القصر بن شعب بن اسرار بن یونس عن ہمد بن یونس
 "لع ہدیہ حدیثہ و بعدہ (شرح ابن ماجہ ص 1469) (ج 2/78)
 اس روایت میں حدیث کا التزام غلط ہے کیونکہ امام یحییٰ کی کتاب خلاصہ تاحال اصل طبع میں ہوئی ہمد ابن ابی بکر القدرہ روایت کی نشاندہی غلط ہے۔ لہذا یہ روایت ہمد اس حدیث کا مطالبہ غلط ہے۔ مگر کم سے روایت کی حفاظت کی غیر موجودگی کا دعویٰ تو غلط ثابت ہوتا ہے۔

اں الفاظ کی روایت و تصحیح نہیں، مگر تو اس کے بارے میں اصولی ہے کہ جہاں وہ ہے
ماست معتبر ہوئی ہے اور مزید یہ کہ ہاں سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ترک رفع پیریں سے
الفاظ محفوظ اور ثابت ہیں۔

اس مقام پر مزید وضاحت یہ کہ اگر یہ سبیل شریعت میں یورو پر اعتراض میں بھی
ہوگا مگر تفسیر سے اس بات کو صحیح کر چکا ہوں کہ اگرچہ لا یجوز کے الفاظ پر اعتراض وارد کیا
جاسے تو دوسرا اثر بھی کہ ہاں سے اس بات سے منقول ہے تو اس کی جانا چاہئے جس کا اثر
علامہ ابن عبد البر نے کیا۔

”فان ابو عمرو لم یصحح فی حدیث یروى عن ابی ریحان عن ابی لیس
عن سمر عن رسول اللہ ﷺ ان الفتحة اتصالاً ورفع یدیه فی اول مرة و
قال بعضهم فیه مرة واحدة و ان قول عن حال فیه لم لا یجوز فخطأ عند
اهل الحديث (المصنف لابن عبد البر 220/9)

یعنی بنی ہاشم ابی ریحان کی وہ حدیث محفوظ ہے جس میں دوسرا مرة و واحدة کے الفاظ
ہیں اور جس سے تم لا یجوز کے الفاظ مستنبط کئے ہیں وہ محدثین کرام کے ایک خطا ہے۔

قارئین کرام! محدث ابن عبد البر کے قول سے تو یہ واضح ہو گیا کہ رفع الیدین کی
دوسرا مرة و مرتبہ یہ مرة واحدة کے الفاظ ثابت و محفوظ ہیں۔ محدثین کرام کا اعتراض
صرف شریعت میں یورو پر ہے۔ ہم یہ واضح رکھیں کہ چند محدثین کرام کا شرم لا یجوز پر اعتراض
اصول و تحقیق کی روشنی میں صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ یہ اس ابی زید کے تقریباً 11 قریب السماع
شمر گزراں غلط یا اس سے مترادف الفاظ کو روایت کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ حنفیہ کا موقف
من الفاظ کے بغیر بھی دوسرا مرة و واحدة کے ساتھ بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ بعد الفاظ اور
منک میں ہوا جو اختلاف کے بھی، الحمد للہ ہمارا موقف روز روشن و صریح ہے جس کی

تصریح علامہ ابن عبد البر نے تصحید 220/9 پر بھی کی ہے۔

یہاں مزید یہ بھی عرض کرنا چاہوں کہ غیر مقلد، یہ علما کی اپنی کتاب اور الفاظ میں 86) جو
کہ انہیں پر مامور ہے (اس بات کا اثر مرتب ہے کہ جس مرة اور مرة و واحدة اور مگر
الفاظ کا مطلب ایک ہی ہے۔ جب کہ غیر مقلد دیر عین کی صاحب ہیں یہ کہتے تھے کہ تم
وجود کے الفاظ نے غیر اختلاف و قطع اس ثابت نہیں دیا مگر میرے ذہن کے بعد میر
مقلد دیر عین کی یہ تو ہاں گیا ہے کہ اول مرة و واحدة اور ثانی کا یہی ہی مطلب ہے۔
بلکہ ہمارے تو دعویٰ ہے کہ آپ اس حدیث کو اصول کی روشنی میں تم لا یجوز کے الفاظ کے ساتھ
ماں دوسرا مرة و واحدة کے ساتھ نہیں دوسرا مرة کے ساتھ تسلیم کریں۔ یہ عودت ترک رفع
پیریں کا موقف ہی ثابت ہوتا ہے۔

اصول حدیث و محدثین کرام کی راوی کی روشنی میں اس حدیث کی تحقیق پیش کر
دی گئی ہے۔ یہ قارئین کرام پر مختصر ہے کہ اصول و اصول کی روشنی میں یہ بحث حدیث و
صحیح تسلیم کرتے ہیں یا پھر شخصیت ہستی میں صحیح حدیث کو اسے میں جیل و موت سے کام
پیتے ہیں۔ اس کا فیہ قارئین کرام خود ہی فرما سکیں گے۔

زبیر علیرنی کے تیسرے اعتراض کا تحقیقی جائزہ

غیر مقلد، یہ علما کی ترک رفع پیریں کی حضرت برہان علیہ السلام کی حدیث کا تیسرا
جواب لکھتے ہوئے سمجھ ہوں گے ہر الفاظ کی فرماتے ہیں۔

”یہ ابن ابی زید و دیگر فقہاء۔۔۔۔۔ سے امام دارقطنی اور حاکم وغیرہ نے اس قدر روایت
کی ہے۔ یہ یہ ابن ابی زید سے منع الہدیں نہ کرنے کی یعنی تم لا یجوز و غیرہ کے مختلف الفاظ
کے ساتھ جتنی روایات بھی ملتی ہیں کسی میں بھی سماع کی تصریح نہیں ہے۔ شہد کی روایت
میں سماع کی تصریح ہے مگر اس میں رفع الیدین نہ کرے کا ذکر نہیں ہے۔ بعد معلوم ہو کہ

روایت پر یہ حدیث صحیح ہے یا در ہے کہ حدیث کا معنی صحت حدیث ہے نہ ممانی ہوتا ہے۔ (لورائٹس ص ۱۸۸)

الجواب: عرض ہے کہ اس حدیث میں پرید بن ابی ریا، الکوفی پر تہنیں کا التزام کچھ نہیں ہے۔ بلکہ مسند حیدری اور کتاب الاثر میں اس حدیث کا اعتراض نہیں کرتی تھا کہ اس میں خبر یا حدیث کا لفظ نہیں آیا ہے۔ یہاں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس حدیث میں خبر، جو کہ روایت پر اعتراض چند محدثین کرم سے کیے ہیں مگر ہم بات یہ ہے کہ پرید بن ابی ریا سے اس حدیث میں تہنیں کی روایت تو پھر محدثین کرم کو یہ اعتراض کرتا چاہیے تھا کہ اس حدیث کو پرید بن ابی ریا، لکھوی سے عبد الرحمن بن ابی ہاشم سے نہیں سنا اور پرید بن ابی ریا سے اس حدیث میں تہنیں کی ہے مگر اس نے رکن محدثین نے صرف ائمہ لا یعولون کے علاوہ کئی تہنیں کا اعتراض ہی کر دیا ہے۔ جس سے یہ بات ظاہر ہے کہ اس حدیث میں پرید بن ابی ریا نے کوئی تہنیں نہیں کی۔ غیر مقدمہ پر علیوں کا یہ بھی مدعی ہے کہ جب حدیث میں کوئی نظر آوے اور اس سے محدث سے روایت کی تو اس پھر رجحان علیہ کی غیر مقدمہ روایت پر اعتراض کرنا چاہیے سمجھتے ہیں مگر شاید انہیں باخبر نہیں۔ اور خود حدیث میں کوئی روایت میں تشناہ اور تہنیں سے قائل ہیں بہ حدیث ابی ریا روایت میں یہاں پر تشناہ خود محدثین کرام کے اقوال سے ثابت ہے۔ بلکہ اس حدیث میں پرید بن ابی ریا، الکوفی پر تہنیں کا اعتراض نقل کرنا اصول حدیث کے خلاف ہے۔ مزید یہ کہ اگر غیر مقلد زبیر علیہ کی کو تہنیں کا التزام تھا ہی پس ہے تو عرض ہے کہ اس حدیث کے متعدد متنازعہ مسائل جو ہیں۔ جس کی وجہ سے تہنیں کا التزام رفع ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ بیان کرنا چاہوں کہ متابعات میں چائے سے روایت پر مثلاً سوء الحفظ تہنیں وغیرہ کا التزام مرور اور حدیث ثابت ہوتے ہیں

اہم نکتہ تہنیں سے کہتے ہیں جس میں ایک راوی (شاگرد) سے پہلے استاد سے دیگر روایت کسی دوسرے خاص یا بعض روایت نہ کی ہو۔ یہ قائل توجہ بات یہ ہے کہ یہ روایت پرید بن ابی ریا سے عبد الرحمن بن ابی ہاشم سے کی یا نہیں کی۔

غیر مقلد زبیر علیہ کی ہے جو اپنی کتاب میں روایتیں ص ۱۴۵ پر سفیان بن عیینہ سے بخیر مسند حیدری ص ۷۴۱ اور کتاب الاثر ص ۱۰۴، ۱ سے یہ ثابت کرے کی کوشش کی ہے کہ یہ روایت حسب عیال بن عیینہ سے پرید بن ابی ریا سے کہ حدیث کی تہنیں یا حدیث کے خبر کی مگر جب پرید بن ابی ریا سے کوئی حدیث میں روایت کی تو تہنیں یا حدیث کے لفظ نہ آیا ہے۔ اور یہاں یہ یاد رہے کہ اس حدیث میں عیینہ کا اعتراض اس حدیث میں نہیں تھا مگر عیال بن عیینہ سے اعتراض کو باقر ص ۱۱۱ میں لیا جاتا ہے کہ یہ روایت پرید بن ابی ریا، الکوفی سے عبد الرحمن بن ابی ہاشم سے کی۔ کیونکہ محدثین کرام، جس کا اور مدار صرف سفیان بن عیینہ سے قائل ہے (خاصہ سفیان بن عیینہ سے) اعتراض اس حدیث میں تہنیں کی اصطلاح پر ہے کہ پرید بن ابی ریا سے یہ حدیث عبد الرحمن بن ابی ہاشم سے نہیں کی۔ مگر کوئی حوالہ موجود ہے تو غیر مقدمہ پر علیوں پیش کرتے ہیں مستحکم نہیں۔ مگر یہاں کوئی قائل کتب حدیث میں نظر نہیں آتا۔ اور یہ کہ تہنیں یا حدیث اور تہنیں سے دونوں اعتراضات دوسرے کے متضاد ہیں۔ اور یہ اعتراض صحیح ہے تو اس اعتراض کا خط ہے اور اگر پہلا اعتراض غلط ہے تو دوسرا صحیح ثابت ہوتا ہے۔ ان دونوں اقوال میں سے تو کوئی قطعاً ہے درہنہ کوئی جواب عیال بن عیینہ کا اعتراض مانا جائے تو پھر تہنیں کا التزام باطل و مردود ہے اور تہنیں کا التزام مانا جائے تو پھر سفیان بن عیینہ کا اعتراض قائم نہیں رہتا ہے۔ اگر بالعرض غیر مقلد زبیر علیہ کی یہ اعتراض کریں کہ تہنیں یا حدیث کی تو عرض ہے کہ اس حدیث کے لفظ کیوں نقل نہیں کیے تو عرض یہ ہے کہ اس حدیث

اعتراف ایک مہتمم آدمی تو رہتا ہے مگر غیر مقصد پر عملیہ پر عمل حوش پڑا تھا شمس
نہیں رہتا بیوتا جب قرآن سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ پسند اس روکی سے
تا اسے کی بات پر مصلحتیں ثابت سے لئے مصلحتیں ہونا ہے مگر غیر مقصد یہ
پہلوئی میں سے ہے تو یہ وہ نہیں صرف اور صرف ایک مسند حدیث کا قول قریش
اس میں انہوں نے اس حدیث میں یہ یہ میں بی رویہ لکھنے کی تدبیر کی صورت
اور اس مقام پر یہ ہونا کہ حدیثیں کرم سے اصول وضع کر رہے ہیں کہ ہر راہ
مصلحت والی روایت صحیفہ تھی ہے تو عرض یہ ہے کہ جس طرح حدیثیں کرم سے اصول
لئے ہیں کہ عمدہ والی روایت قابل قبول نہیں ہے تو لکھنے اسی طرح دیگر قرآن سے
جائے کہ حدیثیں نہیں ثابت ہوں تو حدیث صحیح ہوئی ہے جس وغیرہ مقصد یہ سببوں ہن
انہوں نے اپنی میں مال چلے ہیں۔ بعد اس حدیث میں قرآن کی روشنی میں ثابت
کہ یہ یہ میں بی رویہ لکھنے سے تدبیر نہیں کی ہے۔ بعد تدبیریں والا الزام مائل
ہے

پرید بن ابی زیاد الکوفی کے متابعات

یہ بن ابی زیاد الکوفی کی حدیث اصول کی روشنی میں صحیح و ثابت ہے
مزید اس کے متابعات بھی پیش کرتے ہیں تاکہ کوئی شک اور شبہ کی گنجائش نہ رہے اور
کا اعتراف۔ شمس مگر بغیر مصافحہ لکھا جائے تو اس حدیث کو صحیح ماننا ہے گا
صرف تعصب پیش نظر ہے تو پھر کوئی دلیل بھی کارگر نہ ہوگی اور پھر یہ دور ہونا کہ
حدیث کو تسلیم کرتے ہیں بالکل صحت ہے۔ بعد قارئین کرام پرید بن ابی
متابعات مدخل فرمائیں۔

۱. مناجح صبر ا کی پہلی سند

حدیث میں ابی داؤد کان ثنا عمرو بن عوف قال ان خالد بن ابی لہی
عن عیسیٰ بن عبد الرحمن عن ابیہ عن ابوہ عن عراب عن ابیہ عن ابیہ عن ابیہ
(کنز الدینی) ان کبر الافتاح الصلاۃ فتح ہدیہ حتی یکن ابیہا من
شخصی ابیہ ثم لا یعرف وشرح معانی ۱/ 224 رقم 1347

ترجمہ حضرت ابوہ عن ابیہ عن ابیہ عن ابیہ عن ابیہ عن ابیہ عن ابیہ
ابن ظہیر (غیر تحریر) فرماتے تو انھوں واضح سے یہاں تک۔ سب سے انھوں
نے انکو شمس کا اس کی روئے تک پہنچا گئے۔ پھر رفع میں کی طرف رہے۔

۲. سند کی تحقیق

اس روایت کے راویوں کی مختصر توثیق درج رہی ہے۔

۱۔ محمد بن عیسیٰ بن ابی داؤد الکوفی	صوفی بن الثقات	۲۳۷	۲۳۷
۲۔ عمرو بن عبد الرحمن	۲۲۵	۲۲۵	۲۲۵
۳۔ خالد بن عبد اللہ	۱۷۹	۱۷۹	۱۷۹
۴۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لہی	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۵۔ عیسیٰ بن عبد الرحمن بن ابی لہی	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۶۔ عبد الرحمن بن ابی لہی	۸۳	۸۳	۸۳
۷۔ حضرت راہ بن عراب	۶۴۸	۶۴۸	۶۴۸

اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لہی صدوق و حسن
الحدیث ہیں۔ در متابعات و در شواہد میں ابن ابی لہی کی حدیث روایت کی جا سکتی۔ مزید یہ
کہ ان میں ابی لہی پر جرح کی وجہ اور تعدیل کی تفصیل آگے مدخل فرمائیں۔

اب متابع نمبر ۱ کی دوسری سند

ابن ابی الاثیر عن زیاد البکائی عن محمد بن عبد الرحمن عن عیسیٰ بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء قال رأیت رسول اللہ ﷺ او جب الصلاة فرد یدیه حتی حاذی بیدیه مرة واحدة لا یرید مدی ذالک۔ مسند ابی یوسف 1348

ترجمہ: حضرت برہان غالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو بیچ سے چار تلک کا اور تک پہنچتے۔ بیچ پیریں ایک مرتبہ کرتے پھر اس پر یاد دہانتے۔

اس سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصر توثیق درج ذیل ہے۔

- ۱۔ احمد بن محمد م، ابوالاعنفہ 253ھ۔ ثقہ کا شعب 89
 - ۲۔ یار بن عبد اللہ بن عطاء بن ابی کار۔ ثقہ فیہ تقریب العبد 2085
 - ۳۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابی تلک 148ھ۔ صدوق ثقہ تارخ ساء الثقات 581
 - ۴۔ عیسیٰ بن عبد الرحمن بن ابی تلک۔ ثقہ تقریب العبد 9307
 - ۵۔ عبد الرحمن بن ابی تلک 83ھ۔ ثقہ تاملی تقریب العبد 3993
 - ۶۔ حضرت برہان غالب۔ صحابی تقریب العبد 48ھ
- اس سند میں زیاد بن عبد اللہ بن عیسیٰ کی مختلف فیہ ہے مگر اس حدیث پر کوئی اعتراض و رد نہیں ہو سکتا کیونکہ دیگر متابعت اور شواہد موجود ہیں۔

متابع نمبر ۲ کی پہلی سند

(حدثت و کتب عن ابی لیلیٰ عن العکم و عیسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء ان سبی ﷺ کان اذا افتتح الصلاة رفع یدیه ثم لا یرفعہما حتی یفرغ (مصنف ابن ابی شیبہ 2455)

ترجمہ: حضرت برہان غالب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو بیچ پیریں کرتے اور پھر بارہ سے فارغ ہوئے تک رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس سند کی تحقیق

اس روایت کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے

- ۱۔ وثیق بن ابی مرزج 128-197ھ۔ ثقہ عام تقریب العبد 7414
 - ۲۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابی تلک 148ھ۔ صدوق ثقہ تارخ ساء الثقات 1561
 - ۳۔ ابولکم بن عتیہ لکندی 115ھ۔ ثقہ الکاشف 1185
 - ۴۔ عیسیٰ بن عبد الرحمن بن ابی تلک۔ ثقہ تقریب العبد 6307
 - ۵۔ عبد الرحمن بن ابی تلک 83ھ۔ ثقہ تاملی تقریب العبد 3993
 - ۶۔ حضرت برہان غالب۔ صحابی تقریب العبد 848
- اس سند کے تمام راوی ثقہ اور صحیح ہیں۔ اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی تلک کے بارہا میں عرض یا جا چکا ہے کہ اہل ابی تلک حسن الحدیث اور صدوق ہے۔ بعد اس ابی تلک پر اعتراض کرنا مبرور و براطل ہے

متابع نمبر ۲ کی دوسری سند

۲۔ حدثت استحاق حدثت و کتب حدثت ابی لیلیٰ عن عیسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء ان سبی ﷺ کان اذا افتتح الصلاة رفع یدیه ثم لا یرفع حتی یبصر۔ مسند ابی یوسف 248/3

ترجمہ: حضرت برہان غالب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو بیچ پیریں کرتے اور پھر بارہ سے فارغ ہوئے تک رفع یدین نہیں کرتے تھے

اسد کی تحقیق

اس کے اوپر اس کا مختصر تذکرہ درج ایل ہے۔

نقریب التہجد ص 6367 نقد ابن لہمان بن بشیر

نقریب التہجد ص 7668 نقد ابن ابی بن کر 226ھ

نقد رجال کی توثیق ثابت رہی مگر ہے۔ اس درج ہاں تفصیل سے معلوم ہوا کہ

مناہجت کے تمام سادگی صحیح اور کثات ہیں۔ بلکہ یہ تمام متابعت بھی اپنی جگہ ایک

محل حدیث کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔ سب سے تمام سندوں کا دوسرے حدیث اور مسلم

ت کے علاوہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ یہ درج ہاں حدیث میں بیسی بن عبد الرحمن

ہے (اور ابن القاسم بن حنیہ) نقد (اور اس سے یزید بن ابی ریاہ لکھائی کی متابعت کی دہلی

ہے۔ یہ یزید بن ابی ریاہ لکھائی کی متابعت اور ثابت ہے۔ اور اس پر مذہب میں کا

م بھی غلط ہے۔ یہ سب حدیث کا غیر معتد ریزہ طرز کی تاثیر اعتراض (جو انہوں نے

بھیجیں ص 148 پر کیا) بھی غلط و مردود ہے۔ کیونکہ اس قواس حدیث میں یزید بن ابی

یہ سے مذہب نہیں کی اور دوم یہ کہ اس کے معتبر متابعت بھی موجود ہیں۔

مناہجت قاصدہ : نمبر ۲ کی دو اسدیں

تائیں کہ اس حدیث کی متابعت قاصدہ بھی موجود ہے جس سے اس حدیث پر کئے گئے

تمام اعتراضات رفع ہو جاتے ہیں۔

حدیثنا بشیر بن موسیٰ الاسدی و اخیر ما عبد الہادی بن محمد بن احمد

الطحاوی اخیر ما محمد بن محمد بن الحسن لاصوال حدیثنا بشیر بن موسیٰ

حدیث موسیٰ بن داؤد حدیثنا عاقبة بن یزید بن ابی بن ابی بن ابی بن محمد

اسد کی تحقیق

اس دو اسدوں کا مختصر تذکرہ درج ایل ہے۔

۱۔ قال بن یزید 225ھ نقد لکھنا

۲۔ بیج بن عمر 197ھ نقد عابد نقریب التہجد ص 1

۳۔ محمد بن عبد بن ابی بن یزید 148ھ صدوق نقد تاریخ عادات

۴۔ القاسم بن حنیہ 115ھ نقد لکھنا

۵۔ بیسی بن عبد الرحمن بن ابی بن یزید ۱۰۷ھ نقد نقریب التہجد ص ۱۰۷

۶۔ عبد الرحمن بن ابی بن یزید 83ھ نقد تابعی نقریب ۹۳

۷۔ حضرت ہر او بن عاربہ صحابی نقریب 18

نتائج نمبر ۲ کی تیسری اسد

۳۔ حدیثنا محمد بن لہمان قال لنا یحییٰ بن یحییٰ قال و کثیر عن بن

یہیٰ عن اخیہ و عن المحکم عن ابن ابی لیبی عن ابراء عن النبی ﷺ

کان السبی ﷺ اذا کبر لا فتاح الصلاة رفع یدہ حتی یکون الیہما

صحتی اذ یدہ ثم لا یعود (شرح معانی الآثار 1: 224)

ترجمہ حضرت ہر او بن عاربہ سے روایت ہے کہ بنی اکرم ﷺ جب کھڑے

(تکبیر تحریر) کرتے تو ہاتھوں کو اٹھاتے تھے کہ آپ کے ہاتھوں کے انگوٹھے آپ

کالوں کی اوڑھان تک پہنچ جاتے۔ پھر رفع یدین کی طرف مڑ لوٹتے تھے۔

عس بنو ۶ عس العسبى رضی اللہ عنہ مفل حدیث قبہ وہ کان الذ الفتح الصلاۃ ی
یہدہ لم لا یعود (تاریخ بغداد 307/2 رقم 8762)

ترجمہ: حضرت عس بنو ۶ عس کا رتبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ
کرتے تھے تو رفع یدین کرتے تھے۔ پھر نہ لوٹتے (یعنی رفع یدین نہ کرتے تھے)

۱۰ سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے

- ۱۔ علی بن احمد بن عمر بن عس اعمری (شیخ) ثقہ الاکابر، ابن ماکولا 89/3
- ۲۔ ابی اسحاق بن احمد بن الحسن القرطبی (روی عنہ) ثقہ تاریخ بغداد 44/4
- ۳۔ بشر بن موسیٰ الاسدی (و) ثقہ فی عاکلا تاریخ بغداد 523

دوسرا طریق :-

- ۴۔ عبدالحق بن محمد بن احمد اعرجی (شیخ) ثقہ تاریخ بغداد 778/4
 - ۵۔ محمد بن احمد بن الحسن البغوی ثقہ تہذیب الاحوال میر اعلام اسلام 130
 - ۶۔ بشر بن موسیٰ الاسدی ثقہ تاریخ بغداد 3523
 - ۷۔ موسیٰ بن داؤد الفسفی 217 ثقہ تہذیب الاحوال الاکابر 5692
 - ۸۔ عافیہ بن یزید ثقہ تہذیب الاحوال تہذیب الاحوال 53/5
 - ۹۔ محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر صدوق ثقہ تاریخ بغداد 1561
 - ۱۰۔ ابی اسحاق بن ابی اسحاق ثقہ الاکابر 1741
 - ۱۱۔ حضرت بروین عازبہ صلی اللہ علیہ وسلم تہذیب الاحوال تہذیب الاحوال 648
- اس روایت کی سند صحیح اور ثابت ہے۔ تاریخ بغداد رقم 6752 میں اس حدیث میں اسحاق بن احمد لکھا گیا
جو کہ میرے خیال میں دراصل ابی اسحاق ہے۔ یہاں دیگر کتابوں سے اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

۱۔ ہذا روایت سے یہ یقین ابی لیا واکلونی کی روایت سے حضرت برادر بن عازبہ کی ترک
تے یہ یہ اس کی حدیث کو ایک مفروضہ مقام کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس متابعت کا صبر سے
اس سند پر تمام اعتراضات لحاظ اور باطل ثابت ہو جاتے ہیں۔ اس سند میں محمد بن عبد الرحمن بن
ابی بکر پر ہے اعتراضات کی مشیں چنانچہ صحیح نہیں کیونکہ اس تو عواہل ابی بکر علی ثقفی اور حسن
حدیث ۲۰۰ ہے اور مزید یہ کہ اس ابی بکر کے متعدد متابعت پیش کرتے چکے ہیں۔ ہذا
متابعت کی روشنی میں یہ اعتراضات اصول کی روشنی میں موقوف ہیں۔ ہذا موقوف کو کسی بھی
طرح کا مخالف نہیں ڈھکیا نہیں براہ عمل سے۔ ہم نے اس حدیث کے تمام متابعت تاریخین تمام
در حدیث میں پیش کر دیے ہیں۔ مگر انصاف پسندی سے لکھ جائے تو ضرور اس حدیث پر
عمل کیا جائے گا اور اگر مسلکی تعصب پیش نظر رہے تو یہ طریقہ جاری نہ ہوگی میں نے کئے
اعتراضات کی کوئی حیثیت نہ رہے گی۔

۲۔ یہ اعتراض اور کیا ہے کہ اسے اعتراضات تو محدثین عظام سے بھی ثابت
ہیں تو عرصہ یہ ہے کہ محدثین کرام کے سامنے جو باتیں نہیں آئیں۔ پیش لاء ہیں۔ یہ تاریخی
سببوں کو اس کے سامنے تمام حقائق اور شواہد بھی ہوں۔ اہم تحقیق کی روشنی اور محدثین کرام سے
امیج کر رہا اصولوں کے تحت کوئی چیز ثابت ہو تو پھر حقائق بات تو یہ ہے کہ اصولوں کو مانا جائے اور یہ
بھی یاد رہے کہ نہ جانے واسے پر جانے واسے کی فوقیت ہوتی ہے۔

۳۔ اس مقام پر یہ واضح کر دیا کہ اگر غیر مقلد روایت عریضی صاحب سے اس ابی بکر پر
اعتراض کیا تو عرصہ یہ ہے کہ اس کے بہت سے متابعت نقاب کر دینے گئے ہیں اور یہ مضبوط
متابعت (جو دراصل میں ایک "تصحیح حدیث" ہے) کے بعد اس پر 6 تصحیحی جائزہ میں
آ کر یہ ہے۔ جس سے غیر مقلد روایت عریضی کے اعتراضات کا جوابی ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا
کہ ترک رفع یدین کی حضرت بروین عازبہ سے مروی روایت صحیح اور ثابت ہے۔

حدیث کا سناد صحیح یا سناد حسن کہنا ہی اس کی تصحیح نہیں ہوتا۔ یہاں یہ یاد رکھیں کہ محدث المسون امام بخاری بن مسعودی حرج کا جواب دیتے ہوئے دو روایتیں میں سے ایک اور مانگی بن مسعودی سے اس کی سند کے بارے میں پوچھا کہ اس میں حواشی والا سناد بھی اس کی سند صحیح نہیں ہے تو اب آپ م سائل کہ یعقوب المسودی سے اس چیز کا رد اور جواب دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اس حواشی والا سناد کا جواب ہی ہے۔ سب قاریوں کو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہ اس حواشی والا سناد کا جواب صرف حواشی والا سناد ہی ہو سکتا ہے۔

یہ معلوم تھا کہ محدث یعقوب بن یزید المسودی سے اس حدیث کی تصحیح کی۔ اور اس تصحیح کے ساتھ ہی غیر مقلدہ جیسے سیر کی گامی بھی جلا تا رہتا ہے۔

اس محدثین کو م نے علاوہ امام طحاوی رحمہ اللہ مقلدہ، علامہ بیہقی، علامہ ترمذی، کفای حنفی، اس اصحاب اور قاسم بن قسطلہ (ثقة) نے اس حدیث کی تصحیح اور تحشیس پر کام کیا ہے۔

زبیر علیہ السلام کے پانچویں اعتراض کا تحقیقی جائزہ

غیر مقلدہ جیسے سیر کی حضرت برادر بن عبد بن کی حدیث پر پانچواں اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس بات پر بھی احمد حدیث کا اجماع ہے کہ زبیر الکوفی کی حدیث میں "مہجور" کے الفاظ درج ہیں۔ حالانکہ جبر نے کہا۔ حفاظ حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ اس حدیث میں مہجور کا قول کا درج ہے اس سے شعبہ ثوری، خالد اور جبر و غیرہم نے اس قول کے بغیر اس روایت کو دیا یا ہے۔ بورا حشیش ص 149۔

جواب: عرض یہ ہے کہ اس حدیث پر درج کا اعتراض صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ خود حافظ ابن حجر سے لے کر شیخ الحدیث ابن حجر (حسن حدیث) نے اس روایت کے بغیر شعبہ ثوری، خالد اور جبر سے روایت کیا ہے۔ جب اس پر بغیر شعبہ ثوری کے الفاظ کے یہ حدیث نقل کی ہے

درج کیسے؟۔ دراصل محدثین مرام کا درج کا اعتراض صرف اور صرف اس کے ہے کہ۔ یہ ابن ابی ریاہ الکوفی سے اس کے مقلدہ میں گمراہی سے الفاظ نقل نہیں کئے مگر چھپے صفحات اس کی معصل تحقیق آج بھی ہے کہ یہ ابن ابی ریاہ الکوفی سے مقلدہ میں گمراہی سے نہیں ہو سکتا ہے۔ الفاظ کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔

یہاں یہ یاد رکھیں کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

اور قویٰ سند ابی ریاہ الکوفی کی روایت میں محدثین سے متابعت نامہ اور قاصدہ کی ہے۔

جیسی بن عبد الرحمن بن ابی بکر (ثقة)۔ اس کی روایت شرح معانی الآثار 1347 اور مسند ابی یزید 346 پر موجود ہے۔

۲۔ احمد بن حنبلہ (ثقة)۔ اس کی روایت مصنف ابن ابی شیبہ 2455 شرح معانی الآثار 224/1 اور مسند ابی یزید 248/3 پر موجود ہے۔

۳۔ ابو النکم (ثقة)۔ اس کی روایت تاریخ بغداد 6752 پر موجود ہے۔

۴۔ یہ کہ یہ ابن ابی ریاہ الکوفی کے درج میں مقلدہ میں گمراہی سے الفاظ نقل نہیں کئے ہیں۔ جیسی بن بشر (ثقة)۔ اس کی روایت مسند ابی یزید 1691 پر موجود ہے۔

۵۔ عبد اللہ بن ابی ریس (ثقة)۔ اس کی روایت مسند ابی یزید 1692 پر موجود ہے۔

۶۔ شعبہ ثوری (ثقة)۔ اس کی روایت شرح معانی الآثار 224/1 پر موجود ہے۔

۷۔ سفیان بن عیینہ (ثقة)۔ اس کی روایت مصنف عبد الرزاق 2531 پر موجود ہے۔

۸۔ موسیٰ بن محمد البزار (ثقة)۔ اس کی روایت التمهید 215/8 پر موجود ہے۔

۹۔ شعبہ بن الکواجر (ثقة)۔ اس کی روایت سنن الدارقانی 293/1 پر ہے۔

۱۰۔ ابن ابی بکر (حسن حدیث)۔ اس کی روایت مجمع الاثر 585 پر ہے۔

۱۱۔ سمر بن قیس (ثقة)۔ اس کی روایت الجواہر النگی 76/2 پر ہے۔

۹۔ حاکم بن عیسیٰ نے یہ حدیث سنن الدارقطنی 1/293 پر بھی ہے

۱۰۔ شریف ابن عبد البر نے اس حدیث کو سنن الروانہ 1/341 اور تھعید بن عبد البر 2/209 میں موجود ہے۔

ابن کثیر نے اس حدیث کو سنن ابن کثیر 1/105 پر موجود ہے۔

اس درجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ بڑے محدثین ابی یوسف و مالکونی کی متابعت تارہ۔ متابعت قاصدہ اور کئی قدیم شریفوں کی خبروں و روایات سے کہ روایت پر مدس ۵ آثار معطوط ہے۔ اور اس حدیث کی روشنی میں یہ حدیث صحیح ثابت ہوتی ہے۔

رئیس علی بن ابی طالب کے چھٹے جواب کا تحقیقی جائزہ

غیر مقلدہ جہ علی بن ابی طالب صاحبین ص 150 پر لکھتے ہیں کہ

”خادمہ یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور بڑے مفہوم پر غیر صریح ہے۔۔۔ محمد بن ابی بکر۔۔۔ روایت ابن ابی عیسیٰ عن الحکم بن عبد الرحمن بن ابی بکر عن البراء بن عازب عن عبد اللہ بن مسعود (سنن ابی داؤد رقم 752)۔ امام ابو داؤد سے یہ حدیث صحیح ہے۔ اس میں علت قاصدہ یہ ہے محمد بن ابی بکر سے یہ حدیث براء بن ابی بکر سے تھی۔ امام احمد بن حنبل سے محمد بن عبد اللہ بن مسعود (نقل) سے یہ حدیث ہے کہ میں نے اس فی بکر بن تاب سے دیکھا تو اس حدیث کو برید بن ابی ریا سے روایت کرنا تھا۔ (کتاب احسن 1/143)

اس پر طرہ یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر خود بھی ضعیف ہے۔ حتیٰ کہ طحاوی نقلی سے بھی سے مضطرب اختلاف قرار دیا ہے۔ (مشغل الآثار 3/226)۔ رشتہ کے کچھ ضعیف۔ (العصب و میر 318/1)۔ امام ابو نعیم نے اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ساتھ برید بن ابی ریا، ضعیف کوئی شیعہ مدس پر ہے۔

جواب: عرض یہ ہے کہ غیر مقلدہ جہ علی بن ابی طالب بھی اس حدیث کی روایت میں مدس ہے

یہ حدیث سنن ابی یوسف نے اپنے مفہوم پر صریح ہے۔ اس میں رقم ۱۰۰۰ و مرقہ حدیث ابی یوسف کے الفاظ تارہ۔ رفع یدین پر واضح ہیں۔ مریض یہ کہ غیر مقلدہ جہ علی بن ابی طالب (الطریق) جو حدیث پر موجود ہے (پراں الفاظ تارہ۔ رفع یدین) پر صحت کا اثر رکھی ہے۔

یہ ابی یوسف کی جواب یہ بھی عرض کرنا چاہوں کہ یہ علم صاحب سے ہے کہ اس حدیث پر سنن ابی یوسف کے ابن واسع کے نسخہ کا حوالہ دیا ہے اور میرے خلاف حوالہ نہیں کیا۔ یہ حدیث احمد بن حنبل سے ہے۔ ایک خبر ہے۔ بخاری ابن واسع میں امام ابو داؤد کی یہ حدیث صحیح اور موجود نہیں ہے۔ اس نسخہ کو تحت تسلیم کرتے ہیں تو پھر اس میں جرح کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ اس جرح کو پیش کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

تحقیقی جواب: عرض یہ ہے کہ امام ابو داؤد کی جرح اس حدیث پر معتبر نہیں ہے کیونکہ وہ یہ علم صاحب اور احسنین ص 150 پر اس جرح کی صحت بہتاتے ہیں کہ یہ حدیث ابن ابی بکر سے برید بن ابی ریا، مالکونی سے تھی غیر مقلدہ جہ علی بن ابی طالب کا مطلب یہ ہے کہ اس فی بکر بن ابی عیسیٰ عن الحکم بن مسعود نہیں ہے بلکہ صحیح سند اس حدیث میں ابی بکر بن ابی ریا سے۔ قاصدہ کریم آپ کی بات تو ہمیں شین لڑا میں کہ ہمارے سندوں تو ہے ہی اس حدیث میں برید بن ابی ریا مالکونی کی سند سے ہے۔ ہم تو اس فی بکر بن ابی عیسیٰ عن الحکم بن ابی بکر عن الحکم و عیسیٰ بن مسعود متابعت میں نقل کی ہے مگر یہ سند بھی مالکونی صحیح ہے۔ ہند یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اس حدیث نے متابعت تارہ۔ عل و متابعت قاصدہ تاریخ بغداد رقم 6752 سے صحیح سند سے ساتھ ثابت کر دی ہے

نیک ہم ثابت یہ ہے کہ جو جہ علی بن ابی طالب ص 150 پر اس بات کا ہے کہ اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ساتھ برید بن ابی ریا، مالکونی کی سند سے روایت صحیح ہے۔

جب عیمر مقلدِ سیدِ علیؑ کی بات کی تشریح کر رہے تھے کہ اس نے اپنی بیٹی کو پرہیزگار اور
الگوئی کی سند و ست کے تو پھر اس کو اس کے ساتھ لے کر اپنی زمینوں سے لے گئے ہیں۔
پر طرہ یہ ہے کہ کچھ بس اپنی بیٹی کو بھی صعیف ہے۔ (لورڈ علیس ۱۹۵۰ء)

[illegible]

اور یہ کہ اس اہل عقلی حسن الخلق پرست اور راجدہ ہیں۔

دوسرے کچھ یہ بھی بی پیدا ہوئی ہے۔ اس سے روایت ہے کہ اس اپنی بیٹی کے علاوہ بغیر اس سے
 عیاں، کن عیبیہ، ابن اور بنی، عیشم بن، شیر، موی بن محمد، اصراف، وافر بن بن یوسف، سہیل
 بن دکر، یا مثریک بن عبد اللہ اور ابو عمر، ابو ارجیس، ثقہ، در حیل القدر، محمد بن کرم ہیں۔ بہت حد
 وال کر۔ ان کے بعد اس میں ابی بنی چچر کر رہا ہے۔

مزید تحقیق یہ ہے کہ جس طرح انہی اپنی ملک میں پریدہ بن اپنا زیاہ کی سہرا دست ب
ای طرح اس اپنی بیٹی عس الحکم کی شادی بھی صحیح اور درست ہے۔ چونکہ اس حدیث کو عس الحکم
دست کرنے میں اس اپنی بیٹی معروض میں چکہ قاسمی ابو یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) امام بھی اس کے متابع
موجود ہیں۔ ہذا اس میں دلیل و برہان مدخلہ کریں۔

حدث القاضی ابو احمد محمد بن محمد بن احمد بن الوائیم ، حدثنی محمد بن جعفر

ہیں یہ جملہ اذکار و جہاد میں شہید ہوئے، صفت الحسنین ہیں سیدنا کن ابی یوسف
و عن ابن ابی لیبی عن العکم عن عبد الرحمن بن ابی یلی عن البراء بن عازب
قال رايت رسول الله ﷺ حين الفتح الصبوة كبر حتى رايت ابهامه حمراء
اذ يده ثم لم يبق لهم حتى سلفوا حمارا من بني النضير ثم انهم اجتمعوا في رقيم ۱۲۶۶

تشریح حضرت رابعین عازب فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وقت مقرر ہو کر تو وہ کبیر کہا جس کی میں نے دیکھا کہ بچے دووں انگوٹھوں کو کالوں کے پر رکھا۔ پھر دونوں ہاتھ بٹھکانے لگیں کہ سلام پھیر۔

﴿سند کی تحقیق﴾

اس سند کے تمام راوی ثقہ اور صدوق ہیں۔ اب 6 مختصر تذکرہ و توفیق (ج ۱) میں ہے۔

- | | | |
|--|--|---------------------------------|
| ۱۔ یوسف بن احمد صیقل | و حدیث مصر و فی قصہ | مکتب من کتاب الشیخ جیشاوریہ 198 |
| ۲۔ ابو حامد محمد بن احمد بن ابی ابراہیم مصنف | تاریخ بغداد رقم 106 میر علامہ (کتاب) 6، 16 | |
| ۳۔ محمد بن جعفر بن محمد بن سعید | شیخ شمس الدین الحداد | تاریخ اصحابان 1535 |
| ۴۔ روح اللہ بن حبیب | زیر نیکر اصحابان الفصل | طوقه اصحابان 191/2 |
| ۵۔ حسین بن جعفر قاضی | محمد صدق | لکاشف 1086 |
| ۶۔ ابی یوسف قاضی یعقوب بن ابراہیم | امام محمد عبد المسکند | سیر علامہ ابن عدیل رقم 141 |
| ۷۔ ابن ابی حنیبل | صدوق الثقف | معرفۃ الثقات نقل رقم 1618 |
| ۸۔ انعام بن عتیق | ثقف | لکاشف 1185 |
| ۹۔ عبدالرحمن بن ابی حنیبل | ثقف | تقریب التبیان 5307 |
| ۱۰۔ حضرت بروہ بن عمارؓ | صحابی | "تقریب التبیان 648 |

میں درج ہال تفصیل سے معلوم ہوا۔ یہ روایت صحیح و ثابت ہے۔ اب ابن علی اور قاضی

المدوۃ الکبریٰ میں ترک رفع یدین والی حدیث کی تحقیقی جائزہ

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ترمذی رفع یدین والی حدیث المدوۃ الکبریٰ میں موجود ہے۔

”عن انس وھب و ابن الفارسی عن مالک بن انس عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ بن رسول اللہ ﷺ ان یرفع یدیه حدو مسکبہ و الفتح التکبیر بلصوۃ“۔ (المدوۃ الکبریٰ ۶۹/۱)

ترجمہ سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب تک رسول کریم ﷺ رفع یدین کرتے تھے شا لوس تک حسب مریضے شروع کی تکبیر کہتے۔

اس روایت سے قیام راوی ثقہ و مردوق ہیں اور میر مقلد زبیر علیہ السلام نے بھی اس سند کے راویوں پر کسی قسم کا کلام نہیں کیا سوائے صاحب مصنف کے اور صاحب مصنف جو بن سعید کا ترجمہ ان شاء اللہ اگے ملاحظہ فرما لیں گے۔ جس کی ذریرست قاضی جہور محدثین کو مسمیٰ کی ہے۔

اعتراض غیر مقدر زبیر علیہ السلام کی رد الہدیین ص ۸۱ پر لکھتا ہے۔

”اس روایت کو کسی قابل اعتماد محدث نے رفع یدین کے خلاف پیش نہیں کیا ورنہ ہی کوئی عقل مند سے پیش کر سکتا ہے۔“

جواب عرض یہ ہے کہ اس روایت کو زبیر مست ثقہ فقیہ محدث جو بن سعید سے اپنی کتاب المدوۃ الکبریٰ ۶۷ میں ترک رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ اور مشہور مؤرخ حاجی طیبہ چلکی لکھتے ہیں۔

”ہی من اجل یکتب من مذهب مالک یحییٰ یہام، لک کے لے حسب کی باقی حدیث و حضرت ولی کتاب ہے۔“ (كشف المظنون ۶۵۵/۲)

لہذا معلوم ہو کہ اس سے ثقہ و مردوق فقیہ جو بن سعید مالکی نے ترک رفع یدین پر دلیل لی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ابن روایت مختصر ہے۔ مرد و بن کہ ج ملتا کیونکہ اس روایت میں صرف مدوۃ و ان رفع یدین کا ذکر ہے اور صریحی و مستلزم ہوتا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے آتے وقت رفع یدین کی ٹٹی نہیں ہے ایک کم علمی سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔ لہذا یہ کہہ کر رکوع جاتے اور رکوع سے آتے وقت رفع یدین کی ٹٹی نہیں ہے ایک کم علمی سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔

امام سحنون بن سعیدؒ کی کتاب المدوۃ الکبریٰ پر

زبیر علیہ السلام صاحب کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

مستلانی مسائل پر مسلکی لائن پیش کرنا طریقہ کا حق ہوتا ہے۔ مگر یہ مسائل میں سے ۱۰۱ نا چھوڑنا مناسب نہیں ہوتا خصوصاً علماء کرام کو یہ طریقہ درست نہیں آتا۔ نیز علویں صاحب نے یہ فطرت اور عادت ہے کہ جس ثقہ محدث اور عامی تحقیق سے دو تفاق ہو۔ میں سے معیوب اور مجروح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اصول جرح و تعدیل کا واسچہ چھوڑ دیتے ہیں۔

مسند میں باخبر اور رفع یدین کے موضوع پر تحقیق کرتے ہوئے انہوں نے ثقہ محدث امام حافظ جو بن سعیدؒ پر جرح اور اس کی کتاب المدوۃ الکبریٰ کو میر مستند ثابت کرنے کی کوشش کی۔

زبیر علیہ السلام صاحب نے رد الہدیین کی مسئلہ رفع یدین ص ۸۱ پر القوب القیسی کی انجیر بالنامہ ص ۳۷ پر امام جو بن سعیدؒ کی کتاب المدوۃ الکبریٰ پر جرح و تعدیل کا ذکر کیا ہے۔

اعتراض ۱ بدت جو کہ کتاب مدوۃ الکبریٰ کی مسند اور تو شکی محل نظر ہے۔

اعتراض ۲ ایک مشہور عالم ابو عثمان سعید بن محمد بن یحییٰ بن احمد اداہری نے مدوۃ کے رد میں ایک کتاب لکھی۔ (برہان ص ۲۵۱/۲) (العیب فی جرم غیر ۲۷/۲)

اعتراض ۳ جو بن سعید کے بارے میں امام طحاوی فرماتے ہیں۔ لم یرض احد لعبدی

۱۔ المدوہ الکبریٰ کی سند کی تحقیق

مدوہ الکبریٰ کی اہم کتاب ہے کہ متاثرین اور متخذین محدثین اس سے صاحب
محدثین حیدر آباد کی ہے۔

درج اول محدثین م۔ المدوہ الکبریٰ کی سند صاحب مصنف سے متصل ہیں۔

1 حافظ ابن حجر عسقلانی اور المدوہ الکبریٰ کی سند

حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب تہذیب و تالیف جمع تھیں بن عیسیٰ بن عبد الرحمن بن القاسم
بن یحییٰ بن سعید ثقفی سے سند متصل ملتی ہے۔ (مجموعہ المجلد ۱۸۳۶ ج ۳ ص ۱۵۰)

سند اخیر العصر ابو الفضل ابن العزالی اذہ مشافہۃ، عن ابی عبد الرحمن
عبد اللہ الصاری البالی ابو القاسم محمد بن سراقہ العامری فی کتابہ عن ابی
القاسم احمد بن یزید بن یحییٰ البالی محمد بن عبد الرحمن الخوارجی، ابیہ محمد
بن فرج موسیٰ ابن الطلاع ابیہ ابو عمر محمد بن محمد بن عیسیٰ بن
عبد الرحمن بن احمد التمیمی، عن اسحاق بن ابراہیم التمیمی عن ابی عمر
احمد بن خالد بن یزید عن محمد بن وصاح عن سحنون

2 ابن خیر الاشبیلی اور مدوہ الکبریٰ کی سند

محدث ابن خیر الاشبیلی سے پٹی کتاب، پرست بن خیر ص ۴۰۸ پر مدوہ الکبریٰ نامک پٹی
سند متصل بیٹ کی ہے۔

سند ۱۔ وحدانی یہ ایضاً الشیخان الفقہاء ابو القاسم احمد بن محمد بن

بقی ابو نعیم یونس بن محمد بن مہیث رحمہما اللہ جارقہ، قالوا

کنہم حدثنا بہ لقیہ ابو عبد اللہ محمد بن فرج، قال وحدانی یہ لقیہ

ابو عمر بن محمد بن عیسیٰ، المعروف بابن القطان عن ابی یکر

عبد الرحمن بن احمد التمیمی، عن ابی ابراہیم الفقیہ، عن ابی عمر

احمد بن خالد بن یزید بن یحییٰ البالی اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن یزید، وابو

اسحاق بن ابراہیم بن قاسم بن ہلال التمیمی عن سحنون،

سند ۲۔ ویزید بن یزید الترمذی ابو محمد ناجی رحمہ اللہ عن ابی

عبد اللہ محمد بن عمرو بن بایہ عن محمد بن احمد التمیمی عن سحنون

بن سعید التتولی، عن عبد الرحمن بن القاسم العتقی

3 محدث عابد سندھی اور المدوہ الکبریٰ کی سند

محدث علامہ عابد سندھی صاحب المدوہ الکبریٰ سے سند متصل ملتی ہے۔

سند فاروقیہ بالسند المتقدم الی حافظ ابن حجر عن شیخ صالح

الصلانی عن محمد بن سند عن مولای الشریف عن الشہاب الخفاجی، عن

ابیرہ بن العلقمی عن مسویطی عن حافظ ابن حجر عن ابی اسحاق التمیمی

عن محمد بن جابر الترمذی عن ابی محمد بن عبد اللہ القرطبی، ان

محمد بن فرج موسیٰ بن الطلاع القرطبی، ان احمد بن محمد بن عیسیٰ عن

عبد الرحمن بن احمد التمیمی عن اسحاق بن ابراہیم التمیمی عن محمد بن

خالد بن یزید عن محمد بن وصاح عن مؤلفہا بمعجم عینی جلالہ و امامتہ

ابی سعید عبد السلام سحنون التتولی (مصر الشارح ص ۳۳۵)

اس تفصیل سے امید ہے کہ درج علیوں صاحب سند پر اعتراض سے جوہر کرنا پڑے گا۔ مدوہ الکبریٰ

کی سند متواتر محدثین سے نقل کی ہے۔ جس سے مزید علیوں صاحب سند کو نظر کر دینا مفید ہے۔

4 محدث ابن عطیہ اور المدوہ الکبریٰ کی سند

محدث ابن عطیہ ترمذی المدوہ الکبریٰ کی سند متصل ہیں۔

سب سے پہلے میں سے یہ مضمون لکھا تھا مگر آپ ابھی تک نہیں کر سکتے تھے

امام سحنون بن سعید اور محدثین کرام کی توثیق

درت میں محدثین کرام سے محبوب اس سعید کی توثیق یا تعریف کی ہے۔

1 ابو الحریب تمیمی کی تحقیق: سحنون ثقہ حافظ لدعم فقیہ البش جمع فیہ خلیل قلدہ جمعہ فی غیرہ ثقہ البارع والنور ع الصادق، والزہراء فی المذنب، (طبقات الامام الزہری ص ۱۵۱)

2 امام مالکی کی تحقیق: شدید، علی اہل البساع لا یخالف فی اللہ لومة لائم الشریع امامہ فی مشرق والمغرب، وسمی لہ امامۃ اہل عصرہ واجتمعوا کتہم علی فضلہ وتقدمہ (ریاض الخلو ص ۲۷۹/۱)

3 امام یحییٰ بن مسکین کی تحقیق: لم یکن بین مالک وسحنون ثقہ من محدثین (ریاض الخلو ص ۲۵۳/۱)

4 امام دہلوی کی تحقیق: سحنون راہب ہذہ الامۃ (مقام الایمان ص ۸۳/۲)

5 محمد بن وضاح کی تحقیق: وکان سحنون یروی تسعة وعشرین معاداً، ورایت فی الثقہ مثل سحنون فی المشرق (مقام الایمان ص ۸۲/۲)

6 امام سعید بن حارث کی تحقیق: حاکم الناس یہد عندہ عنہ ما رایت اجد غیرہ من سحنون (ترتیب المذکر ص ۵۹۱/۲)

7 امام ابوالحسن القاسمی کی تحقیق: النبی لاجد فی نفسی من خلاف سحنون مالک ما اجد من خلاف ابن القاسم مالک (تذکرہ ص ۳۶۶)

8 فقیر محمد بن یزید کی تحقیق: اول ما تصعب مسائل صلاة من سحنون وان قلت ان سحنون ثقہ من اصحاب مالک کتہم انی لصادق (مقام الایمان ص ۸۳/۲)

(۸۲/۲)

9 امام ابو یزید بن ابی انعم کی تحقیق: لم یقدم حدیثاً أحد اقلہ من سحنون الا انه قدم حدیثاً منہ اطول سناً منہ یعنی ابن جریب (ریاض الخلو ص ۲۳۹/۱)

10 امام یحییٰ بن عبد اللہ مالکی کی تحقیق: ہر سید اہل المغرب (ترتیب المذکر ص ۵۹۰/۲)

11 امام محمد بن یحییٰ کی تحقیق: اودع یکن سید اہل المشرق والمغرب فان قد کان وجہاً بیلاً فصلاً حیر من ضلالتہ، قالنی علیہ ورفع بہ (ترتیب المذکر ص ۵۹۰/۲)

12 امام سعید بن عمران بن عمران کی تحقیق: اذا سالت أسد، عن مسألة أجنبية عن بحر عمیق ومعنى جوابه رد لي سؤالك، وكان الغم في صدر سحنون كسورة في القرآن من حفظه، وكان سحنون رجلاً صالحاً (مقام الایمان ص ۸۲/۲)

13 امام فقیر سعید بن حارث کی تحقیق: کان یوسعید عاقلاً بصرہ ورعاً بصرہ، عاصماً یحسد اہلب النعمین بصرہ، وقد جالس الناس یہد بہذا الیوم عند بدقنہ ما رایت اجد غیرہ من سحنون (ترتیب المذکر ص ۵۹۱/۲)

14 امام محدث محمد بن حارث کی تحقیق: سحنون امام الناس فی عدم مالک، وکان فصلاً عادلاً مبرکاً، اظهر لسنة واحمد نبدعة وثقف رسوم القضاء بعقده وحده (تذکرہ ص ۳۶۶)

15 امام محمد بن یحییٰ کی تحقیق: رايت ابا المصعب الزهري صاحب المالک ب سمدینة، ورايت اصحاب ابی یونس بمصوء، واصحاب ابی زہب واشہب، ورايت بمكة عمدة من اهل بغداد، فواشہ ما رايت فیہم مثل سحنون ولا مثل ابیہ محمد بعده (ترتیب المذکر ص ۵۹۲/۲)

16 فقیر امام بن سلیمان کی تحقیق: فی محاسنہ عن سحنون دخت مصر

روایات العلماء فیہ مثل مؤثر بن ابی العزیز و مکیہ بن لیل و غیرہ صحابہ و
راویہ فیہم مثل مسروق و امیہ بن عبد اللہ (صحیح ابن ماجہ ۸۳/۴)

17 حافظ ابن حبان نے کہا کہ میں نے ابی القاسم بن ابی القاسم سے روایت کی کہ ابی القاسم نے ۳۵۵۰

18 یحییٰ بن یحییٰ کی تحقیق "سختوں نے اہل الزمادہ و شیخ عصرہ و عالم و قنبرہ (الدرر)
امدھب ۱۹۶/۱

19 حافظ شیرازی کی تحقیق التہمت لریامہ فیہ فی العلم بالمغرب طبقات
التقدم ۵۶۱/۱

20 حافظ دمشقی کی تحقیق الإمام العلامة فقیہ المغرب (سیر اعلام النبلاء ۶۳/۲)
ابن ماجہ کرام کے علاوہ محمد بن حارث، یحییٰ بن ابی العزیز، یحییٰ بن سعید کی توثیق پر
مستفیض کتابیں تصنیف کی ہیں

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مدونہ الکبریٰ کی سند متصل دروازے کے ساتھ روایت کی گئی
اور اسکی سند بالکل صحیح ہے۔ مدونہ الکبریٰ کی قبولیت متقدمین و متاخرین میں تو اتر سے رہی
ہے اور اس سے استدلال احمد بن حنبل میں سعید بن مسعود کی تصدیق اور محدث ہیں۔ امید ہے
کہ دیر غلی نہ لپٹی اس تحقیق سے رجوع کر کے حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ترک رفع یدین کی روایت

نارائیس کرام! جہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے اثبات رفع یدین کی مروی
روایات موجود ہیں۔ وہاں پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے ترک رفع یدین کی
حادث بھی وہ فریقہ میں مروی ہیں۔ اور ساتھ ہی اس بات کا ثبوت بھی موجود ہے کہ آخر
میں ہی کریم ﷺ نے رفع یدین ترک کر دیا تھا اور اس اعلیٰ پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا
ترک رفع یدین کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا ترک رفع یدین پر عمل اور
دیگر ثبوت کے علاوہ خواہ مخواہ واحد میں ۳۱۶ کی روایت بھی ہے۔

اخبار الفقہاء والمحدثین کی روایت کا تحقیقی جائزہ

حدیثی عثمان بن محمد قال لانی عیہ اللہ بن یحییٰ حدیثی بن سوادہ بن عباد
عن حفص بن عیسو عن رید بن النعمان عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا
مع رسول اللہ ﷺ بعکۃ نرفع یدینا فی بدء الصلاة و فی داخل الصلاة
عند الركوع فلبس هاجر النبی ﷺ الی المذینۃ ترک رفع یدین فی داخل الصلاة
عند الركوع ولبس رفع یدین فی بدء الصلاة (اخبار الفقہاء والمحدثین میں ۳۱۶)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ
ﷺ کے ساتھ مکہ میں نماز کے شروع و درمیان میں رکوع کے وقت رفع یدین کیا کرتے
تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو (ایم اخیرہ) میں درمیان میں رکوع
کے وقت رفع یدین چھوڑ دیا اور نماز کے شروع میں رفع یدین (کے عمل) پر ثابت رہے۔

اسد کی تحقیق

اس اسد کے راویوں کا قصہ تذکرہ درج ذیل ہے۔

محمد بن حارث انشلی ۳۶۱ھ	حافظ امام	میرا غلام الشیخ الحداد ۱۳۰ھ
عثمان بن محمد القمیری ۳۳۰ھ	حقنا المسائل	تاریخ العصبہ والرو ۸۹۳ھ
عبد اللہ بن یحییٰ قرطبی ۲۹۸ھ	اعلیٰ الامام (نقہ)	میر غلام الشیخ الحداد در رقم ۲۶۳
عثمان بن سوید ۲۳۵ھ	نقہ مقبولہ	تاریخ العصبہ والرو ۸۹۱ھ
خلف بن یسر ۱۸۱ھ	نقہ	الکاشف رقم ۱۶
زید بن اسلم ۱۳۶ھ	نقہ	تقریب العبد رب ۲۱۰ھ
حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرؓ	عظیم القدر صحابی	الکاشف ۲۸۷ھ

اس درجہ با تحقیق سے معلوم ہو کہ اس اسد کے تمام راوی نقہ اور مضبوط ہیں۔

اس صحیح اسد روایت کو مشکوٰۃ کے عیسیٰ بن عیسیٰ نے چند اعتراضات کے بعد اہل اعتراضات کی تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے۔

اخبار الفقہاء والمحدثین پر اعتراضات کا جائزہ

پہلا اعتراض زہیر بن علیؓ نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں سند مذکور نہیں ہے (لور انجمن ص ۲۸۵)۔

جواب زہیر بن علیؓ کی غیر مقدمہ کا یہ اعتراض ال کی کم علمی کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کی سند کے ذمے میں درج ذیل محدثین کے نام نے تصریح کی ہے۔

(۱) محدث ابن خیر الاشہبیلیؒ کی تحقیق نقہ محدث ابن خیر

الاشہبیلیؒ محمد بن حارث انشلیؒ کی کتابوں کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"اسد لؤلؤہ ایسی عبد اللہ محمد بن حارث الفقہ حدیثی بہا ابو

محمد بن عثمان بن ابی بکر محمد بن عبد الوہب بن احمد

محمد بن عبد اللہ (نقہ مستدین خیر ۳۹۳ھ رقم ۱۳۰)

(۱) محدث ابن بشکوال کی تحقیق نقہ حلیل القدر محدث ابن

عبداللہ بن انشلیؒ سے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

وایسی عبد اللہ محمد بن حارث انشلیؒ و جدۃ وہ "تخصیص" یعنی بی تحقیق کو

بن حارث انشلیؒ نے اپنی تمام کتابوں کو روایت کر کے کی اجازت دی۔ (المصنف ۱۰۳/۱)

اس درجہ بالا خود روایت سے ثابت ہوا کہ محمد بن حارث انشلیؒ کی تمام کتابوں میں ابو محمد

بن عثمان بن ابیہ عن ابی بکر محمد بن عبد الوہب بن احمد النبیہی کی

سند سے روایت شدہ ہیں۔ لہذا محمد بن حارث انشلیؒ کی ہر کتاب کی سند صحیح ہے۔

حارث کی روایت میں باطل اور مرسل ہے۔ محمد بن حارث انشلیؒ کی کتابوں کے راویوں کا

تذکرہ وثوق درج ذیل ہے۔

۱۔ عبدالرحمن بن احمد انشلیؒ ۳۲۹ھ تا ۶۰۹ھ۔ مشہور السعدۃ

وشہرہ الحفظ (المصنف بن مشکوٰۃ ص ۱۰۰)

۲۔ محمد بن عثمان ابو عبد اللہ ۳۸۳ھ تا ۴۶۲ھ۔ نقہا عنہما ورعاً عاقلاً۔

(المصنف بن مشکوٰۃ ص ۱۷۲)

۳۔ عبدالرحمن بن محمد بن عثمان ۴۳۳ھ تا ۵۲۲ھ۔ نقہ (المصنف بن مشکوٰۃ ص ۱۰۰)

اس تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا کہ محمد بن حارث انشلیؒ سے روایت کردہ تمام کتابوں کے راوی

نقہ اور مضبوط ہیں۔ لہذا غیر مقدمہ زہیر بن علیؓ کی اس سند کا مطالبہ کرنا ال کی کم علمی کا نتیجہ ہے۔

دوسرا اعتراض غیر مقدمہ زہیر بن علیؓ کی لکھا ہے کہ اس کے پیچھے ہم الکتاب

فی شعبان ص ۸۳۸۳ یعنی اس کتاب کی تکمیل مذکور مصنف محمد بن حارث

القیہ وان ۳۶۱ھ یعنی اس کتاب کی تکمیل نے کوثر مصنف محمد بن حارث القیر وافی ۲۶۱ھ وفات کے ایک سو بائیس ۱۲۲ سال بعد ہے۔ اس کتاب اخبار القیہ کی تکمیل کے ۷ دہاکوں ہے۔ یہ معلوم نہیں لہذا اس کتاب کا محمد بن حارث القیر وافی کی کتاب ہو ۱۱ نہیں۔ (رد الزعمین ص ۲۰۶)

جواب عرض یہ ہے کہ غیر مقلد یہ عزیز کی ملامت ہوئے کی وجہ سے اس کتاب بھی اثر نہیں پڑا۔ بلکہ عزرائض ہمسار کے جو ب کے تحت یہ عرض کر دیا گیا ہے کہ محمد حارث انشکی کی ساری کتابیں ابو محمد بن عتاب عن ابیہ عن ابی ہکرم محمد بن عبد الرحمن بن محمد القیہ جی کی سند سے ہیں۔

یعنی محمد بن حارث انشکی سے عبدالرحمن بن احمد بن محمد شکی ۳۲۹ھ۔ ۴۰۹ھ دوران سے، ابن عتاب ابو عبد اللہ ۳۸۳ھ۔ ۴۶۲ھ دوران سے عبدالرحمن بن محمد بن عتاب ۴۲۳ھ۔ ۵۲۲ھ روایت کرتے ہیں۔ مگر غیر مقلد یہ عزیز کی مسلکی تعصب سے ہمت کر مطالعہ کریں تو انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ محمد بن حارث کی کتاب اخبار القیہ واکند شین کا نسخہ ۳۸۴ھ میں لکھا گیا ورنہ دور عبدالرحمن بن محمد بن عتاب ۴۲۳ھ۔ ۵۲۲ھ کا ہے۔ اور اس کتاب کے راویوں میں ان کا نام صریح موجود ہے۔ تو پھر غیر مقلد یہ عزیز کی اسناد کا مطالبہ باطل اور مردود ہے۔

مزید یہ کہ اخبار القیہ واکند شین کا نسخہ عبدالرحمن بن محمد بن عتاب ۴۲۳ھ۔ ۵۲۲ھ کی روایت میں ہی لکھا گیا۔ لہذا اس نسخہ و ابن عتاب ۴۲۳ھ۔ ۵۲۲ھ کو لکھنے وقت ہیں۔ اور یہ یاد رہے کہ عبدالرحمن بن محمد عتاب اور ان کے والد محمد بن عتاب دونوں خود کتابیں لکھتے تھے یعنی خود کتاب بھی تھے۔ لہذا اس نسخہ کو لکھنے والے عبدالرحمن بن محمد عتاب ۴۲۳ھ۔ ۵۲۲ھ ہی ہیں۔ لہذا غیر مقلد یہ عزیز کی اس کتاب کی سند میں ۱۲۲ سال کا فاصلہ حیرت کرنا باطل ہے۔

مردود ہے مزید یہ کہ اس کتاب کی روایت سیدی سدا اکل متصل اور صحیح ہے

تیسرا اعتراض غیر مقدمہ یہ عزیز کی لکھتا ہے کہ اس (حدیث) کے راوی عثمان بن محمد فاقین ثابت نہیں۔ بعیر کسی دلیل کے اس سے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک مراد ہیں غلط ہے۔ اور ابن مدرک سے محمد بن حارث القیر وافی کی روایات کا کوئی ثبوت نہیں۔ (رد الزعمین ص ۲۰۶)

جواب عرض یہ ہے کہ غیر مقدمہ یہ عزیز کا یہ اعتراض بھی باطل اور غلط ہے کیونکہ اس حدیث کے راوی عثمان بن محمد فاقین جو مصنف محمد بن حارث انشکی نے بیان ہے یہ امام عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک بن اہل قیرہ ۳۲۰ھ ہے جسکی ثبوت مدحہ فرمایا

1 قال عثمان بن محمد القیہ کی قال محمد بن عتاب (اخبار القیہ واکند شین ص ۱۰۳)
2 قال عثمان بن محمد القیہ کی قال عثمان بن عتاب (اخبار القیہ واکند شین ص ۱۰۵)
ترجمہ لا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ امام محمد بن حارث سے جو القیہ کی تصدیق ہے جو کہ عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک بن اہل قیرہ کے متعلق ہوئے کی واضح دلیل ہے لہذا غیر مقدمہ یہ عزیز کی اعتراض غلط ہے۔

مزید عرض یہ ہے کہ امام محمد بن حارث انشکی کی امام عثمان بن محمد القیر وافی سے روایات بھی ثابت ہے۔ لہذا روایات کے درجہ میں حوالہ جات مدحہ فرمائیں۔

- 1 قال عثمان بن محمد قال عثمان بن عتاب (اخبار القیہ واکند شین ص ۱۰۸)
- 2 قال عثمان بن محمد (اخبار القیہ واکند شین ص ۱۰۸)
- 3 قال عثمان بن محمد (اخبار القیہ واکند شین ص ۱۰۹)
- 4 قال عثمان بن محمد (اخبار القیہ واکند شین ص ۱۱۰)
- 5 قال عثمان بن محمد (اخبار القیہ واکند شین ص ۱۱۱)

6. قال عثمان بن محمد (اخبار المقتدر ص ۱۳۶)
7. قال عثمان بن محمد (اخبار المقتدر ص ۲۶)
8. قال عثمان بن محمد كره ابن وطاح (اخبار المقتدر ص ۲۳۷)
9. قال عثمان بن محمد سمعت محمد بن غالب (تقاة القرطبة ص ۶)
10. قال عثمان بن محمد اخبرني ابي (تقاة القرطبة ص ۱۰)
11. قال عثمان بن محمد (تقاة القرطبة ص ۱۵۳)

درج بالا تفصیل سے وضع ہو گیا کہ محمد بن حارث غشی کی عثمان بن محمد القم سے ملاقات ثابت ہے۔ مزید عرض یہ ہے کہ محمد بن حارث غشی کا نام عثمان بن محمد بن محمد بن اہل قمیر ۳۲۰ھ سے لقاء و رساں بھی ثابت ہے لہذا درج ذیل حالات ملاحظہ فرمائیں۔

1. اخبرني عثمان بن محمد (اخبار المقتدر ص ۹۰)
2. اخبرني عثمان بن محمد قال اخبرني محمد بن غالب (خبار المقتدر ص ۲۲)
3. حدثني عثمان بن محمد قال اخبرني عبيد الله بن يحيى (اخبار المقتدر ص ۲۱۳)
4. حدثني عثمان بن محمد قال (تقاة القرطبة ص ۵)
5. اخبرني عثمان بن محمد قال اخبرني عبيد الله بن يحيى (تقاة القرطبة ص ۵۵)
6. اخبرني عثمان بن محمد قال اخبرني يومر دان (تقاة القرطبة ص ۲۶)
7. حدثني عثمان بن محمد قال حدثني يومر دان (تقاة القرطبة ص ۳۷)

اس درج بالا حوالہ جات میں صرف شخصوں و محدثین سے محمد بن حارث غشی کی عثمان بن محمد القم سے رساں اور لقاء ثابت ہے۔ لہذا غیر مقلدہ غیر علیہ فی الاعتراض باطل اور مردود ہے۔

چونکہ اعتراض غیر مقدرہ غیر علیہ نہ لگتا ہے کہ "حافظ دہلی" لکھتے ہیں

عثمان بن محمد بن عیشیہ غیر وانی عن بن عاصم قاضی قریبہ اظہر
کے کذاب (المجلس فی المصعد ۲/۹۵۰ ق ۳۰۵)

عثمان بن محمد کذب قیرواں ہے اور محمد بن حارث بھی قیرواں ہے۔ لہذا یہ کہی ہوتا ہے کہ
عثمان بن محمد سے یہاں مر وکی کذاب ہے۔ (تورائیں ص ۲۰۶)

جواب عرض ہے کہ غیر مقلدہ غیر علیہ فی الاعتراض باطل اور مردود ہے کیونکہ امام محمد بن
حارث غشی نے امام عثمان بن محمد القم کی کا خود ہی کتاب میں تفسیر کر دیا ہے۔ لہذا ایہ
اعتراض غیر مقلدہ غیر علیہ فی الاعتراض باطل اور مردود ہے۔ یہاں میں یہ جیسا کہ روایں کہ مفسر کتب
رجاء میں محمد بن حارث غشی کے سادوں میں عثمان بن محمد غشی القم و ان کا ذکر موجود
نہیں ہے۔ بعد اس کے، غرض محمد بن حارث غشی سے خود ہی کتاب میں عثمان بن محمد
القم کی تفسیر کر دیا ہے۔ لہذا غیر مقلدہ غیر علیہ فی الاعتراض باطل اور مردود ہے۔

پانچواں اعتراض غیر مقدرہ غیر علیہ فی الاعتراض باطل اور مردود ہے کہ یہاں کہ عثمان بن محمد
بن احمد بن مدرک کا لقب ہونا معلوم نہیں ہے۔ (تورائیں ص ۲۰۶)

جواب عرض ہے کہ غیر مقلدہ غیر علیہ فی الاعتراض باطل اور مردود ہے کیونکہ عثمان بن محمد کی توثیق
ثابت ہے۔ کیونکہ محمد بن ابی البرقی اللہکی ۳۶۳ھ لکھتے ہیں۔

عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اهل قبرة كان معتب بالعلم حافظاً
بمساكن عاقداً بشروط فقی اهل موضوعه (تاریخ العلماء و اولادہ ق ۸۹۳)

اس حوالہ سے معلوم ہو کہ امام عثمان محمد بن احمد بن مدرک نقذ وکی ہیں اور غیر مقدرہ
غیر علیہ فی الاعتراض مردود و باطل ہے۔

چھٹا اعتراض غیر مقدرہ غیر علیہ فی الاعتراض باطل اور مردود ہے کہ عثمان بن محمد بن احمد کے حالات
خبر القم و واحد میں سے علاوہ کسی کتاب میں نہیں ملے۔ چونکہ عثمان بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد

(۱) کسی نسخہ میں اس کا نام صرف الکفایہ ہے۔

(۱۱) ایک نسخہ میں اس کا نام الکفایہ فی علوم الہدیہ ہے۔

(۱۲) ایک نسخہ میں اس کا نام الہدیہ فی معرفۃ اصول علم الہدیہ ہے

جس طرح اس نام حامی کتابوں میں الکفایہ کا کارنامہ ہے اس طرح محمد بن

اشرفی کی کتابوں میں خبر الفقہاء و محدثین کا لفظ بھی چلتا ہے کسی سے

کا نام اخبار الفقہاء والمحدثین ہی ہے اور بظاہر القیہ معصوم سے حوالہ دیتی ہے۔

چاہے نام اخبار الفقہاء کی صورت میں ہو یا کسی نسخہ میں اخبار الفقہاء اس کتاب کا نام

صرف درصورت تصحیح پر ہے۔

3 اس طرح حافظ عقیلی کی کتاب نے بھی مختلف نسخوں میں مختلف نام میں

(۱) ایک نسخہ میں کتاب صفحہ من سبب ہی التکذیب ہے

(۱۱) ایک نسخہ میں اس کا نام صفحہ الکبیر ہے۔

(۱۲) ایک نسخہ میں صرف صفحہ الکبیر ہے۔

(۱۳) ایک نسخہ میں اس کا نام صفحہ والمعتز و کتب کتب ہے۔

لہذا کسی کتاب کے نام میں فرق کرے اس کتاب کا انکار بہا تو ذی بہت ہے۔ لہذا

اپنے اعتراضات سے بچنا پڑے۔

مزید یہ کہ حافظ بن حاکم نے ۴۶۸ھ اور محدث بن سعدی ۵۶۲ھ سے متقدم محدثین سے جو

میں حارث اشرفی کی کتابوں میں دیگر کتابوں کے علاوہ اخبار الفقہاء والمحدثین کا ذکر

صحیح طور پر کیا ہے۔ لہذا تفصیل درج دیل ہے۔

1 ابن حزم الاندلسی کی تحقیق حافظ بن حزم مالکی ۴۵۶ھ سے جو

بن حارث اشرفی کی کتابوں میں اخبار الفقہاء کا ذکر کیا ہے۔ (مفاتیح الہدیہ ص ۱۰۰)

2 حافظ ابو نصر ابن عبدالبر الاندلسی ۴۶۲ھ کی تحقیق

حافظ بن عبدالبر ۴۶۳ھ نے جو بن حارث اشرفی کی کتابوں میں اخبار الفقہاء کا ذکر کیا ہے۔

(بدیع الملتبس ص ۶۱)

3 امام ابو محمد انحمیدی الاندلسی ۴۸۸ھ کی تحقیق

حافظ ابو محمد انحمیدی الاندلسی ۴۸۸ھ کی تحقیق

محمد بن حارث اشرفی من اهل العلم والمصلح فقیر محدث و ذی فن ابن و صاحب مجموع کتاب

فی اخبار الفقہاء ہاں مدرس و کتاب آخری اخبار الفقہاء و المحدثین (بدیع الملتبس ص ۴۷)

4 حافظ احمد بن یحیی الصبی ۵۹۹ھ کی تحقیق

حافظ الصبی ۵۹۹ھ لکھتے ہیں محمد بن حارث جمع کتاب فی اخبار

العصاة ہاں اندلس و کتاب آخر فی اخبار الفقہاء والمحدثین (بدیع الملتبس ص ۶۱)

تا بحال اصل الاندلس میں ہے۔

5 حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی کی تحقیق

۵۶۵ھ ابن ناصر الدین دمشقی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں۔

و کتابہ آخر فی اخبار الفقہاء والمحدثین۔ (توضیح المستدرک فی منہ سائر رقم ۱۰)

6 حافظ احمد المقرئ المعری کی تحقیق

حافظ المقرئ لکھتے ہیں۔ و کتاب محمد بن الحارث الدمشقی فی اخبار الفقہاء

بقرطیبہ و مسائل الاندلس و کتابہ فی اخبار الفقہاء بہا (طبع مطبع ۱۳۴۳ھ)

7 مؤرخ البیہاسی کی تحقیق مؤرخ البیہاسی لکھتے ہیں

صف اخبار الفقہاء والمحدثین۔ (حدائق العارفین ص ۴۶۳)

8 یوسف البیان سرکیس کی تحقیق یوسف السرکیس نے جو بن حارث

اشقی کی کتابوں میں احبار ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

9 **عمر رضا کحالیہ کی تحقیق** عمر رضا کحالیہ صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

10 **خیر الدین زرکلی کی تحقیق** خیر الدین زرکلی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

11 **علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی کی تحقیق** علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

اس لئے یہ حوالہ بڑا اہم ہے۔

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

والمحدثین کا نام لکھا ہے۔

لہذا درج بالا تحقیق سے طبعاً معلوم ہوتا ہے

انصاف میر تقی میر علیہ السلام میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

جواب قارئین کرام آپ اراشا! حدیث کی تحریف کا مسئلہ

حافظ ابن کثیر شافعی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

یہاں سے کریں تو سے شہادتیں کہتے۔ (حقیقۃ علوم ائمہ و ائدہ ص ۹۵ مترجم)

جناب میر تقی میر علیہ السلام میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

علامہ محمد بن عبداللہ الکرجی صاحب ائمہ و ائدہ میں ۲۱۲ روایت یا ہے۔ مگر ائمہ و ائدہ ۸۰۳

ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ترک رفع یدیں

کی حدیث

ترک رفع یدیں سے ہمارے دیگر صحابہ کرام کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ترک رفع یدیں کی مرفوع حدیث بھی کتاب حاکم میں موجود ہے۔ لہذا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی مرفوع حدیث کا تحقیق کا وعدہ حاکم کریں

"حدیث احمد بن محمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النعمانی ابو عمرو بن بريد ابو بريد الجرمي ابو سفيان بن عبيد الله ابو رفاء عن عطاء بن سائب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ان النبي ﷺ قال السجود على سبعة أعضاء اليمين والقدمين والركبتين والجنبه ورفع يدين اذا رايت البيت وعلى النساء والمروة وبعدة وجمع وعند رمي الجماء واداء اقبص الصلاة"۔ (مجموع الكبير لمطهر في رقم ۲۴۸۲)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سجدہ سات اعضا پر کیا کرو دو لوں ہاتھوں ۱۰ دونوں پاؤں ۱۰ دونوں گھٹنوں اور پیٹھ کی پر اور رفع یدیں اس وقت کیا کرو کہ جب تو بیت اللہ کو دیکھے اور صاعدا مروا پر و قوف عرفہ کے وقت دیکھو کہ وقت اور جب نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے۔

تخریج

1. مجمع الكبير لمطهر في حدیث نمبر ۲۴۸۲
2. احادیث المختار لمطهر ۱۲ مقدی حدیث نمبر ۳۰
3. التیسیر بشرح الی مع الصغیر ۱۲/۱۳۳
4. لیسب الریاء ۳۹۰
5. التوفیق الخیرة حدیث نمبر ۲۰۳

6. جامع الاحادیث رقم نمبر ۷۰۲۱

7. البیہقی ۵/۷۲ رقم ۸۹۹۳

8. مسند شافعی ۲۵/۱

9. المعجم الاوسط لمطهر ۱۸ حدیث نمبر ۶۸۸

10. مجمع الزوائد رقم ۵۴۶

سند کی تحقیق

اس سند کے روایات کی توثیق کا حاکم فرمائیں۔

1. احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النعمانی

حافظ بنی رحمہ اللہ نے کہا: حافظ بنی رحمہ اللہ نے کہا: اشرف رقم نمبر ۳۹

2. عمرو بن بريد الجرمي

امام ابو حاتم نے کہا: صدوق الجرح والاعتدال رقم نمبر ۱۷۹۲

حافظ ابن حبان نے اسے کتاب ثقات میں لکھا ہے۔ اشکات رقم ۳۵۹۳

3. حافظ ابن حجر نے کہا: صدوق تقریب التہذیب رقم ۵۱۳۱

4. امام شافعی نے کہا: تہذیب التہذیب رقم ۲۰۳

5. حافظ الخزاز نے کہا: وثقة خلاصة تہذیب التہذیب لکھاں رقم ۲۹۵/۱

3. سیف بن عبد اللہ الجرمي

حافظ بنی نے کہا: ثقة صالح الاشرف رقم ۲۲۴۳

6. حافظ ابن حجر نے کہا: صدوق تقریب التہذیب رقم ۲۵۲۳

7. حافظ ابن حبان نے اسے ثقات میں لکھا ہے۔ اشکات لکھاں حواس رقم ۲۵۵۶

4. درقاہ بن عمر

- i. حافظ بنی سے کہا: امام شافعی حفظہ اللہ ص ۲۶ رقم ۵۷
- ii. حافظ ابن رجب سے کہا: ثقہ مشہور شرح غزل ترمذی ۱/۲۶۸
- iii. امام بنی بن معین سے کہا: یسبہ ۲۶ تاریخ بنی بن معین ۱/۱۳۱
- iv. حافظ بن حبان سے کہا: ثقہ ثقات رقم ۱۱۳۹۶
- v. امام احمد بن حنبل سے کہا: ثقہ اخرج و تصدیق رقم ۲۶ بحوالہ ۱۳۳
- vi. حافظ ابو حاتم سے کہا: صالح الحدیث اخرج و تصدیق رقم ۲۱۶
- vii. امام شعبہ سے کہا: اس روایت اور اس کی تفریق کی۔ اخرج و تصدیق رقم ۲۱۶
- viii. حافظ بن حجر سے کہا: صدوق تقریب العبد رقم ۳۰۳
- ix. حافظ لکھنوی سے کہا: صحیح بخاری کاروں لکھا ہے۔ جال صحیح بخاری ۲۹۵
- x. حافظ ابن نجیب سے کہا: صحیح مسلم کاروں لکھا ہے۔ جال صحیح مسلم رقم ۷۸
- xi. حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے کہا: اسے حفاظ میں شمار کیا ہے۔ طبقات ائمه ۱/۸۱
- x. امام ورج نے کہا: ثقہ تقریب العبد رقم ۲۰۰

5. عطاء بن السائب ۱۳۶ھ

- i. امام احمد بن حنبل سے کہا: رجل صالح ثقہ یفعل ومعرفۃ الرجال ۳/۵۳۷
- ii. امام بنی سے کہا: جاز الخدیث ثقہ معرفۃ الثقات ۲۳
- iii. حافظ بنی سے کہا: ثقہ سابقہ آخرہ لکھنوی رقم ۳۷۹۸
- iv. حافظ بن حجر سے کہا: صدوق حلیہ تقریب العبد رقم ۳۵۹۲
- v. امام سہیل سے کہا: ثقہ تقریب العبد رقم ۳۸۶
- vi. حافظ اکا دہی سے کہا: صحیح بخاری کاروں لکھا ہے۔ جال صحیح بخاری ۳۶۰

8. سعید بن جبیر ۹۵ھ

- i. حافظ بنی سے کہا: تابعی ثقہ معرفۃ الثقات صحیح رقم ۵۷۸
 - ii. یحییٰ بن معین سے کہا: ثقہ اخرج و تصدیق ۱/۲۶۸ رقم ۲۹۱
 - iii. ابو ریحان سے کہا: کوثر ثقہ اخرج و تصدیق ۱/۲۶۸
 - iv. ابن ابی شیبہ سے کہا: جہدہ و حسنہ تابعی ثقات رقم ۲۲۱
 - v. حافظ بن حجر سے کہا: ثقہ یثقیث تقریب العبد رقم ۲۴۷۲
 - vi. حافظ ابی ہریرہ سے کہا: صحیح بخاری کے رجال میں لکھا ہے۔ رجال صحیح بخاری ۳۸۱
 - vii. حافظ بن نجیب سے کہا: صحیح مسلم کے رجال میں لکھا ہے۔ رجال صحیح مسلم ۵۰۸
 - viii. حافظ بنی سے کہا: امام ابی ذہب و امام یحییٰ ص ۶
 - ix. حافظ بن حبان سے کہا: ائمه کتاب ثقات میں لکھا ہے۔ تقریب العبد ۱/۱۱۳
7. حضرت محمد بن عباس رضی اللہ عنہ صحابی
- حافظ ابن حجر سے کہا: مس قضاہ الصحابہ تقریب العبد رقم ۳۳۰۹
- اس درجہ کا تحقیق سے یہ واضح ہو گیا کہ اس روایت کے تمام راویان ثقہ اور ثقات ہیں البتہ اس روایت کو مشکوک ثابت کر کے کہنے غیر مقلد بن علی بن ابی طالب اور انھیں مہ ۳۸۷ پر لکھتے ہیں۔
- اعتراض** غیر مقلد بن علی بن ابی طالب کتاب اور انھیں مہ ۳۸۷ پر لکھتے ہیں۔
- نظام بن السائب "آخرین عمر میں خلیفہ کا شکا ہو گئے تھے۔ (الکتاب النیرت ص ۶۱)
- مہ ۳۸۷ میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ عطاء سے قبل اس خلیفہ کا شکا ہوا تھا۔
- جواب** مہ ۳۸۷ میں ہے کہ محمد بن کریم یہ وضاحت کر دی ہے کہ عطاء بن سائب سے پہلے مہ ۳۸۷ میں امام شعبہ بن الحجاج صحابی ثوری اور محمد بن سلمہ و غیرہ شامل ہیں۔

1 امام بیہقی بن معین رحمہ اللہ نے عطاء بن سائب سے شعبہ و سہیل و زہرا بن سائب سے حدیث کو تسلیم کیا ہے۔ (شرح غلہ برذی ۲۸۲)

2 حافظ ابن کلبیٰ رحمہ اللہ نے بھی عطاء بن سائب سے شعبہ اور سہیل کی روایت کو محفوظ و متفق کہا ہے۔ (مذہب النیرت رقم ۳۹)

3 بیہقی بن سعید القطر سائب بھی عطاء بن سائب سے مروی شعبہ اور سہیل کی روایت کو صحیح سے۔ (التعمیل و التقریح رقم ۱۱۷۴)

4 امام احمد بن حنبل عطاء بن سائب سے شعبہ اور سہیل کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ (مخرج احمد بعدہ رقم ۸۳۸)

5 امام سائبی نے عطاء بن سائب سے شعبہ سہیل اور حماد بن زید کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ (لکواکب النیرت رقم ۳۹)

6 امام عقیلی نے عطاء بن سائب سے شعبہ و سہیل جزو حالہ بن عبد اللہ ابن علیہ علی بن عامر اور حماد بن سلمہ کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ (لکواکب النیرت رقم ۳۹)

محمد ثین کرم سے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق عطاء بن سائب سے قدیم راویوں کا ذکر کیا مگر اس کا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ ان راویوں کے علاوہ کسی اور نے خلیفہ سے پہلے روایت نہیں کی۔ کسی راوی کے تذکرہ کرنے سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس راوی سے اختلاف سے پہلے نکلتا ہے۔

تاکثر میں کرم! عرض یہ ہے کہ محدثین کرم سے یہ اصول وضع کر رہا ہے کہ یہ راوی جس کا آخری عمر میں حافظ عرب ہو یا خلیفہ کا شکار ہو جائے تو اختلاف سے پہلے کی روایت صحیح ہوتی ہیں اور جمہور محدثین کرم سے تو عطاء بن سائب کے بارے میں یہ تصریح کر دی ہے کہ ان کی اختلاف سے پہلے کی روایت صحیح ہیں۔

1 امام احمد بن حنبل نے صحیح کہا ہے۔

"سائب یحییٰ عن عطاء بن سائب فقال کان یحدثہ فہو سمع منہ قبل الامتلاط فہوید" (معنی و معریفہ المرحالہ رقم ۳۰۱۳)

ترجمہ میں نے بیہقی سے عطاء بن سائب کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا وہ غلط تھا اور انھوں نے اختلاف سے پہلے سوائہ حیدر صحیح ہے۔

2 امام بخاری لکھتے ہیں۔ "ما حدیث سہیل و شعبہ صحیح" (بخاری الاوسط ۳۳/۳) ترجمہ جو حدیث اور شعبہ روایت یہاں صحیح ہے

3 امام بیہقی لکھتے ہیں۔

"ومن سمع من عطاء قدیم فہو صحیح الحدیث" (معرفۃ الثقات لہجہ رقم ۲۳) ترجمہ جس نے عطاء سے قدیم زمانہ میں سنا وہ صحیح ہے۔

4 امام بیہقی بن معین فرماتے ہیں۔

"عطاء بن سائب یحدث فہو قدیم فہو صحیح" (المخرج التعمیل رقم ۸۳۸) ترجمہ عطاء بن سائب غلط تھا اور جس نے قدیم زمانے میں سنا وہ صحیح ہے۔

5 امام سائبی لکھتے ہیں۔

"لقد فی حدیث قدیم" (لکواکب النیرت رقم ۳۹)

ترجمہ امام سائبی نے کہا کہ عطاء بن سائب قدیم زمانے میں نکلتا ہے۔

اس درجہ کا تصریح سے واضح ہو گیا کہ عطاء بن سائب سے جمہور نے قدیم روایت کی یا اس نے اختلاف سے پہلے کی روایت کی تو اس کی حدیث صحیح اور محفوظ ہوگی۔

محمد ثین کرم سے اپنی اپنی تحقیقات کے مطابق عطاء بن سائب سے قدیم روایت کا ذکر کیا مگر کسی راوی کا تذکرہ کسی محدث نے نہ کیا ہو تو یہ اصول

نہیں کہ اس سے اختلاف سے قبل نہ بنا ہو۔ مگر شواہد و رقم اس سے یہ بات معلوم ہو کر رہا
 اور اس قدیم السماع سے تو اس کی رو بہت صحیح اور معتبر شمار ہوتا ہے کیونکہ ہر چیز اصوں و روضہ اور
 کو دینی ہے۔ یا پھر وہیوں کے نام میں تصریحات کے بنا و مدح میں کریم نے یہ صوں بھی صغ
 مودیا ہے کہ جو اس قدیم السماع ہوگا یا اس سے حقائق سے پہلے نہ ہوگا اس کی روایہ
 اصوں کے مطابق صحیح ہوگی

نکتہ قائد مین کرم گزشتہ صفحت پر یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ عطاء بنی سائب سے ختمنا طے پہلے سنئے گئے روپوں میں امام شعبہ بنی حجاج بھی ہیں۔ مطلب یہ کہ امام شافعی سے سائب کے عطاء بنی سائب سے حدیث کی یا روایت کی واک وقت عطاء بنی سائب کا حافظ بالکل صحیح تھا اور اس زمانہ کی تمام روایات صحیح اور محفوظ ہیں۔

سید در حدیث فرمایا میں کہ اس روایت میں عطاء بن مسرور سے روایت ہے اور اسے روایت
اور قتادہ ابن عمر ہیں، اسے راوی سے حدیث ہے (ابو موسیٰ میں عبد اللہ بن مسرور، عبد اللہ بن مسرور
عبد اللہ بن مسرور، اقرنی، علی بن محمد، ابو نعیم، کوئچ بن بکر، یحییٰ بن آدم، یزید بن حمار
اور ابو ذر احلی، جیسے تھیں، اللہ رحمہ فرمائیں اگر ام ہیں۔

مزید یہ کہ کوراء بڑے عمر کے جنود مام شیعہ سے روایات لی گئی ہیں اور خود ان مشعبدہ و رقاد بن عمر سے بھی روایات لیں گئی ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوراء بڑے عمر و مام شیعہ معاصر ہیں یعنی ایک ہی زمانہ سے ہیں۔ بمعاصر ہونے پر دلائل بھی مل چکے ہیں۔

1 جہاں غلام جہاں الدین نے مری اور موملہ لکھتے ہیں۔

”شعبہ میں ’الحججاج و هو من اقرائه‘۔ (تہذیب لکھنؤ، رقم: ۶۶۸۳)

2 حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

”روى عنه شعبه وهو من اقرائه“ (تجريد طب العرب: ۱۰۰)

ہم یہ بات تو واضح ہوئی کہ ورقاء بن عمر اور امام شعبہ ایک ہی زمانہ کے تھے اور یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ امام شعبہ سے اس زمانہ میں لفظ ابن صاحب سے روایت کی کہ جس زمانہ میں عطاء بن سائب کا حافظہ درست اور صحیح تھا۔ جب شعبہ کی حدیث عطاء بن سائب سے صحیح ہے تو ورقاء بن عمر کی روایت تو بدرجہ اتم صحیح ثابت ہوتی ہے۔ یہ نکتہ امام شعبہ اور ورقاء بن عمر جمع ہیں۔ لہذا پہلی کم عمری کے، رجبہ اس روایت پر اعتراض کرنا نااہل اور

اس درج بالا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ یہ حدیث اصح احادیث علم حدیث و رجال کی روشنی میں بالکل صحیح اور ثابت ہے۔ مزید یہ کہ اس حدیث پر مناظرہ و مخاصمات کرنا ایک مردود و فاسد فعل ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس حدیث میں تصریح حقیقی نہیں بلکہ ظاہری ہے اس لئے وہ مرعوبہ یا اور دعوادیمیرہ کے مواقع پر رفع یدین کے یہ حدیث مخالف نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ترغیب الایمان والی روایت کا تحقیقی جائزہ

حدیث ابو کریب محمد بن العلاء ثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربی ثنا ابن ابی سیسی عن النعمان عن قیس عن ابن عباس و عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال لرفع الایمان فی سبعة مہم اطلق المحتج الصلوة واستقبال الجب والنساء والمروءة والمولفین وعند الصبح (مسند ربحوالصحب الریة ۳۹۰)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی کسی حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ان کے بعد سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے فرمایا۔ رشح یدین اسات مقامات پر کیا جائے۔ کے شروع میں بیت اللہ کی زیارت کے وقت صلاہ و سواہ پر عمرات اور حرمات میں وقت کے وقت اور نبی صلاہ کے وقت

اس حدیث کی تحقیق

اس حدیث کے راویوں کی توثیق و تحریف ملاحظہ فرمائیں۔

۱ ابو کریب محمد بن العلاء

ابو حاتم نے کہا:	حدیث	ابرجح والتحدیل رقم ۲۳۹
علاء مدنی اور حماد اللہ نے کہا	الاولیٰ ثقہ	تذکرۃ احمد ۶۲/۳
ماہر لسانی نے کہا:	ثقلہ	تسمیۃ الشیوخ رقم ۲۸
حافظ ابن حجر نے کہا:	ثقلہ حافظ	تقریب التہذیب رقم ۶۲۰۳
حافظ بخاری نے کہا	معدلاً ثبات	خلاصۃ تہذیب ۳۵۵۱
حافظ کاہنہ دہلوی نے انہیں بخاری کا روی لکھا ہے۔		جالی صحیح بخاری رقم ۸۶۰
حافظ ابن حجر، قس نے کہا	ثقلہ	شہادت و تذکرہ ۱۱۸/۲

حافظ ابن حبان سے انہیں کتاب ثقات میں لکھا ہے۔ الثقات رقم ۵۳۳۵

2 عبد الرحمن بن محمد المحاربی

حافظ بخاری رحمہ اللہ نے کہا	لا بأس بہ	معراج الثقات رقم ۱۰۷۵
امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا:	ثقلہ	البحر ج والتحدیل رقم ۳۳۲۱
حافظ ابو حاتم نے کہا:	صددق	البحر ج والتحدیل رقم ۱۳۳۲
حافظ ابن حجر نے کہا	لا بأس بہ	تقریب التہذیب رقم ۳۹۹۹
امام مہملی نے کہا	ثقلہ	خلاصۃ تہذیب ۲۳۵۱
امام بخاری نے کہا	ثقلہ	تہذیب التہذیب رقم ۵۸۵۶
حافظ ابن حجر نے کہا	ثقلہ	امرو الثقات رقم ۵۱
حافظ ابن حبان سے انہیں کتاب ثقات میں لکھا ہے۔		الثقات ۹۱۵۲

3 محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ

قاریوں کے کہ بن ابی لیلیٰ مختلف فیہ مکرر حدیث راوی ہے۔ مگر غیر مقلد روایت علیہ کی مسلکی تفاوت میں اس کی اصل کو ضعیف بنانے کی ایک ہی راہ حاصل کی ہے۔ اور ابن ابی لیلیٰ کو بکسر و ضعیف ثابت ہے۔ کی کوشش کی ہے۔ غیر مقلد روایت علیہ کی ہے فو الضعیف ص ۸۹ تقریباً ۳۳۲ حدیثیں مرام کے حوالے سے پیش کرے کی کوشش کی۔ قاریوں کے کہ مراموں حوالہ جات کا مختصر اچانہ ملاحظہ کیجئے۔ غیر مقلد روایت علیہ کی سے پیش کردہ ۶۳۲۔ جات میں ۶۶ سے (۱) امام ساجی (۲) ابن جریر طبری (۳) ابن جریر (۴) ابو حمد عاکم (۵) ابن المدینی (۶) ابن قحطان کے حوالہ جات کی سہارا نہیں ہے جس کا اقرار خود روایت علیہ نے کیا ہے۔ ہادی رہ گئے ۶۲۶۔ اس ۲۳ حوالہ جات میں ۶۶ کے (۱) ابو حاتم (۲) بخاری (۳)

مدر قطنی (۳) الذمعی (۵) ابن حجر (۶) بیہقی (۷) کے حوالہ جات میں جرح کے ساتھ توثیق در تعداد میں بھی ہے۔ البتہ یہ جو سے در توثیق جرح سے گئے ہیں۔

لہذا باقی رہ گئے ۹ حوالے اور ان حوالہ جات میں ۸۱ زندہ اور (۲) بیہقی میں سعید کی جرح ہی نہیں آتی کیونکہ کسی سے روایت نہ کرنا اس کی تصدیق نہیں ہوتی جو کہ علماء غیر متقدمین کو بھی منظور ہے۔ بہرہ غیر مقلد، یہ حدیثی کے باقی رہ گئے ۷۱ حوالہ جات۔

ابن ابی شیبہ کی اصلیت

غیر مقدم یہ حدیثی کے باقی رہنے والے ۷۱ حوالہ جات میں مجھ میں عبدالرحمن بن ابی بکر سے مطلقاً ضعف ثابت نہیں ہوتا اور اس کا اصل مقام ذی کثر نور الدین مترجم کوں بتا ہے جس "قاو الفرود حدیث" میں حدیث دوم بتایا علیہ صحیح ہے (شرح ظل ترمذی ۱۳۳/۱)۔ یہی جب یہ روایت کرے میں اکید ہو اور سزا کوئی متابع بھی نہ ہو تو پھر قائل حجت نہیں ہے (یہی جب ابن ابی بکر کا کوئی متابع مل جائے تو روایت صحیح ہوگی)۔

محمد بن عبدالرحمن بن ابی شیبہ کی توثیق

قارئین کرام ابن ابی بکر کی درج ذیل محدثین کرام نے توثیق و تقویت فرمائی ہے۔

- ۱۔ امام ترمذی سے اس کی ایک حدیث صحیح کہا ہے۔ سنن ترمذی ۱/۱۱۱۔ ۲۰۱/۱۔ ۶۰۱/۱۔ ۷۰۱/۱۔
- ۲۔ امام ترمذی سے اس کی متعدد حدیثیں حسن کہا ہے۔ سنن ترمذی ۱/۱۱۱۔ ۲۰۱/۱۔ ۶۰۱/۱۔ ۷۰۱/۱۔
- ۳۔ حافظ ابن قیم سے اس کی ایک حدیث کو حدیث اسناد صحیح کہا ہے۔ در کتب النواکد ۱۳/۱۳۔
- ۴۔ حافظ ابن کثیر سے اس کی ایک حدیث کی سند حسن کہا ہے۔ البدایہ والنہایہ ۱۳/۱۳۔
- ۵۔ علامہ مذہبی سے اس حدیث کا ترجمہ لکھ دیا ہے۔ البحر فی خبر ۱۶۳/۱۔
- ۶۔ احمد بن یونس نے کہا ہے کہ کان الفقه اهل الدلیل البحر و تعداد ۱۷۔ ۳۲۳۔
- ۷۔ امام عطاء نے کہا کہ هو اعظم منی مرآۃ البیان ۱/۱۶۰۔

۸۔ حافظ ابوہریرہ الرازی نے کہا: اصل شریف جزیہ جہاد و عمارہ کی اسناد ہے

۹۔ حافظ ابن ماجہ سے کہا: هو صدوق لا یتعمد لکذب شرح ظل ترمذی ۳۵/۱

۱۰۔ حافظ ابن مقفع نے کہا: صدوق مبنی الحفظ البدر المنیر ۱۶/۱۶۳۔

۱۱۔ امام غزالی نے کہا: صدوق ثقہ معرۃ النجا ۱۶/۱۶۸۔

۱۲۔ ابو حاتم سے اس کی توثیق ہے۔ البدر المنیر ۱/۲۵۸۔ مجمع الزوائد رقم ۰۹۳۔

۱۳۔ ابن خضریٰ نے کہا: امام المعتمد القدوسی، یوں ہی الاسام ۱/۷۷۔

۱۴۔ حافظ بیہقی نے اس کی ایک حدیث کو صحیح کہا ہے۔ بسن الکبریٰ رقم ۶۶/۶۳۔

۱۵۔ امام کرم نے کہا: ینسب الی سوء الحفظ لانه حد فقیہ الاسلام و فصلتہ و من اکابر (مستدرک حاکم رقم ۳۱۰) امام حاکم سے اس کی حدیث کی تصحیح ہے۔ (مستدرک حاکم ۱/۱۳۱)۔

۱۶۔ حافظ ابن حجر نے کہا: صدوق مبنی الحفظ تقریب الجہد رقم ۶۰۸۔

۱۷۔ علامہ سیوطی نے نقل کیا: صدوق جلیل محدث طبقات اہل ظ ۱/۱۳۔

۱۸۔ مسعودی سے اس کی ایک حدیث کے بارے میں سند ضعیف لکھا ہے۔ تاریخ الربیع ۱/۸۷۔

۱۹۔ علامہ دہلوی نے کہا: محله الصدوق الکشاف رقم ۵۰۰۰۔

۲۰۔ حافظ ابن قیم نے کہا: ثقہ حافظ جلیل ر ر العار ۱/۱۵۰۔

۲۱۔ امام سیاء مقدسی نے اس سے اپنی کتاب میں متعدد روایات میں ہیں۔ (سیاء الاختارہ رقم ۶۵۶ و ۶۵۱)۔

غیر مقدم یہ حدیثی کے نزدیک امام سیاء مقدسی جس راوی سے روایت میں وثوق ہوتا ہے

۲۲۔ حافظ ابوہریرہ نے ابن ابی بکر سے اپنی کتاب میں روایت میں ہیں۔ (مستدرک ابن عساکر رقم ۵۰۳۳)۔

23 مام احمد بن حنبل نے اس سے اپنی کتاب میں روایت کی ہے۔ (نوادر رقم ۲۰۶۳)

(۲۰۶۳)

24 ابن فریج سے اس سے اپنی کتاب میں روایت کی ہے۔ (صحیح ابن جریر ۲۰۶۳)

25 مام احمد بن حنبل نے اس سے اپنی کتاب میں روایت کی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل رقم ۲۰۶۳)

26 حافظ مندرجی سے اس سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (تاریخ احمد بن حنبل ۵۳۵/۵)

27 عرب نقلی بہادری نے اس کی ایک روایت کو شامہ میں کہا ہے۔ (نہج القرآن رقم ۲۰۶۳)

28 قاسمی شوکان سے اس کی حدیث کو حنفی روایت میں کہا ہے۔ (تحفہ ملکہ کریم ص ۱۹)

29 عرب محقق رکن طائر محمد درویری سے اس کو صدوق سنی اکملہ لکھا ہے۔ (تخریج

ماہیت اور ۲۰۶۳)

30 سنی مام ناصر الدین البیہ سے اس کی متعدد روایت کی تھیں اور صحیح کی ہے۔ سن ۳۵۵۳

بہ رقم ۲۰۶۳۔ ۲۰۶۳۔ سن سانی رقم ۲۰۶۳۔ سن ترمذی رقم ۲۰۶۳۔ ۲۰۶۳

۳۵۵۳

31 علامہ بیہقی سے کہا۔ حدیث حسن البیہ نقلاً عن مجمع الزوائد رقم ۵۳۵۳

32 سنی محقق احمد شاکر لکھتا ہے، محمد بن ابی بکر حبیبہ شخص کی حدیث حسن

رجحہ سے حوالہ مل جاتا ہے کہ نہیں ہے اور جب کوئی حدیث اس کی روایت کی ہو تو یہ جہاں

تو پھر اس کی حدیث صحیح ہو جائے گی۔ (شرح ترمذی، احمد شاکر)

عرب محقق احمد شاکر نے تحقیق سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ابن ابی بکر کی حدیث حسن سے کم

نہیں اور اگر کوئی دوسری روایت متابع اور مؤید مل جائے تو اس کی حدیث صحیح ہو جائے گی۔

لہذا ابن ابی بکر کی حدیث صحیح ہے کہ غیر مقلد، غیر سیرک، راوی فراموش، غبار مارنا چاہتا ہے

محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر کے بارے میں معتدل رہے یہ بھی ہے کہ ابن ابی بکر کی حدیث حسن

۵۳۵۳ میں کہا کہ حدیث حسن البیہ نقلاً عن مجمع الزوائد

ورع علامہ بیہقی سے حدیث کی روایت کی (طبقات اکملہ ۲۹/۱) یعنی محمد بن عبد الرحمن بن

ابی بکر کی حدیث حسن اور رجحہ میں حسن ہے۔ اگر غیر مقلد، غیر سیرک، راوی فراموش، غبار مارنا چاہتا ہے

نہاں پناہ ملے ہوئے عام لوگوں کو دھوکا دے کی پوشش کی ڈھمکائی شامہ البیہ کی نقاب کشائی

سرور کریں گے ورنہ یہ مقامات کی نشاندہی غیر مقلد، غیر سیرک، راوی فراموش، غبار مارنا چاہتا ہے

گئے کہ یہاں سے کس کس مقام پر صرف درجہ علامہ بیہقی کے قلوب سے شہادتیں نکلا

ہے۔

تاریخ کریم اس واقعہ کی تحقیق سے واضح ہو گیا کہ ابن ابی بکر کی حدیث حسن سے جرح کی

ہے تو دوسری طرف حم غیر علامہ کریم سے اس کی توثیق بھی کی ہے لہذا محمد بن عبد الرحمن بن

ابی بکر کی حدیث خصوصاً علامہ بیہقی، علامہ درجہ اور احمد شاکر کے حوالہ جات کی روشنی میں

حسن رجحہ سے کم نہیں ہے اور اگر اس کے ساتھ دوسری روایت مؤید مل جائے تو اس کے صحیح

ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور ابن ابی بکر کی مؤید حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی

اللہ عنہ کی روایت بخاری رقم ۱۲۲۸۲ کی ہے اور بخاری رقم ۱۲۲۸۲ کی حدیث کی تصحیح بخاری کی

جائزگی ہے۔ لہذا اس حدیث کی مؤید ہو ابن ابی بکر کی حدیث حسن ورجحہ سے ہند ہو کر صحیح

حدیث بن گئی ہے۔ لہذا عام لوگوں کو اصول و علم و حدیث میں گمراہ کر کے پناہ مقصود حاصل

کرنا مردود و باطل ہے۔

6. الحکم بن متیہ

مام احمد بن حنبل نے کہا: حدیث حسن

علامہ بیہقی سے کہا: حدیث حسن

مام احمد بن حنبل نے کہا: حدیث حسن

۱۸ مہینے میں لکھی گئی تھیں۔

۴۰۔ میرا بوجھ تم سے کیا! نقد قہر یہ اچھا یہ رقم ۷۵۶۔

ماہنامہ سنی کے کچھ: نقد تنقید: الحمد للہ رب العالمین ۷۵۶

حافظ یاد آتی ہے اسے بخاری سے درجوں میں لکھا ہے۔ یہاں صحیح بخاری رقم ۲۵۵

تھا اور اس منجانب لے آئے تھے مسٹر کے راجوں میں لکھا ہے۔ راجا مسٹر رقم ۲۷۹

5 مقسم بی بحرہ

ابو حاتم نے کہا۔ صحیح قدیث ج ۱ ص ۱۰۰۔ لہجہ و تعدیل رقم ۸۸۹

محمد بن صالح المنجد نے کہا تہذیب وتمدن رب رقم: ۵۰۹

۱۰۹

ماہر یعقوب ابن مسعودؓ نے کہا: ثقہ
تہذیب اللہ رب رقم ۵۰۹

نام و رقطہ کے لئے: نقد قلمیہ و کتابت کے لئے: رقم ۵۰۹

⑥: حضرت عبداللہ بن عباسؓ

یہ لفظ انہی سے کہہ کر جہاں ان کے پاس لکھنا شروع کیا۔

7: نافع ابو عبد الله

۱۱۱ حجرات کے کیا: ثقہ ثبت فیہ مشہور تقریب التوہید رب رقم ۷۸۶

٥٠ : حضرت عبداللہ ابن عمرؓ

حافظ ابن حجر نے کہا: **مصحف ابی موسیٰ علیہ السلام** **تھلہ حب احمد** ج ۱، رقم: ۵۶۵

جواب عرصہ یہ ہے کہ نہ عدالت میں الحکم بان حتمیہ پر نہ بیس کا اعتراض مردود ہے

سینو نکلیں مگر شیشہ صحیح تھا میں حضرت محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث اس کی متابعت

قاصرہ کر دے ہے۔ اور خود غیر مقتدرہ پر علیہ کی سن ۱۸۷۸ء پر اس بات کی تصریح کر کے

مال رہے ہیں کہ متابعیت مل جائے سے تدبیریں کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ جنس آپ

کے مسلم اصولوں کے مطابق بھی یہ حد ہٹا صحیح اور ثابت ہے۔ مزید عام سوچوں کے سے یہ

بھی عرب کروں کہ انکم بن عتبہ کو حادثہ العدوی سے جامع تفصیل جس ۳ اور حافظہ ابن حجر

۷۰ ائمہ علی بن محمد ص ۲۵۸ پر اس کی احکام میں عتبہ کو طبقہ ثانی یعنی اس کی طرف

رو بہت صحیح و معتبر ہوئے کی تصریح کی ہے۔ جبکہ اسی حد یث میں اس دہائی کی بے متابعت

بھی کی ہوئی ہے۔ لہذا اس حد بہش پر ایسے اعتراض باطل اور مردود ہیں۔

اس درجہ تحقیق سے واضح ہو گیا کہ یہ حدیث مندر اور متنازع و رفاہت ہے۔ جس حدیث

میں قصر حقیقی نہیں بلکہ تصانی ہے اس نے و ترعیدیں اور دوا رنجیر دے موقع پر رنج پیدیں کہ

عمل اس حدیث حدیث کے مخالف نہیں ہے۔

﴿ دوسری اسٹیج ﴾

^٢حدثني عبد الله بن سعيد الأنصاري حدثنا المصنف عن أبيه عن ابن أبي ليلى عن الحكم عن

مفهوم عن ابن عباس و عن يافع عن ابن عمر قال قال النبي ﷺ رفع لأبي

في سبعة مواضع وفي الخبر وعند استقبح البس (صح ابن خزيمة رقم ٤٠٣) شرح ما

آثار حدیث سر (۳۵۳۸)

ترجمہ

اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رفع یدین سہایت مقامات پر کیا جائے ا

ایک روایت میں ہے اللہ کی لڑائی کے وقت بھی ہے۔

سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصر توثیق، ملاحظہ فرمائیے۔

- 1 عبد اللہ بن سعید الدمشقی ثقہ تقریب النہدیب رقم ۳۳۵۳
- 2 عبد الرحمن بن محمد الحارثی ثقہ بحرج والتمذیل رقم ۳۳۳۳
- 3 ابن ابی شیبہ صدوق ثقہ معروضات علی رقم ۶۸
- 4 الحکم بن عتیبہ ثقہ لکاشہ رقم ۸۵
- 5 مقسم بن ہجرہ ثقہ تہذیب المعجم رقم ۵۰۹
- 6 حضرت عبد اللہ بن عباس ترجمان القرآن اکاشہ رقم ۲۸۰۰
- 7 نافع ابو عبد اللہ ثقہ تقریب النہدیب رقم ۷۰۸۶
- 8 حضرت عبد اللہ بن عمر صحابی تہذیب المعجم رقم ۵۶۵

اس درجہ کی تحقیق سے واضح ہو کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور صدوق ہیں جبکہ غیر مقدمہ رہبر علی بن ابی حمزہ ثمالی ص ۲۸۲، الحکم بن عتیبہ ہر جہ سے ہوئے فاعتراف منقول کیا ہے اور اس کے علاوہ ہے کہ یہ حدیث ثمالی بن ابی شیبہ، الحکم بن عتیبہ کی متابعت قاصر و بھی کر رکھی ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے ترک دفع یدین و ان کتبہ حدیث نمبر ۲۲۸۳، جس کی تحقیق گذشتہ صفحات پر پیش کی جا چکی ہے، میں عطیہ بن عباس کی متابعت کر رکھی ہے۔ لہذا ایسے فضول اور مردود اعتراض پیش کر کے راہ فرار اختیار نہیں کی جا سکتی ہے۔ جناب پتی مرضی کی حدیث میں متابعت اور شواہد پیش کر کے استدلال کرتے ہیں مگر پتی مرضی کی خلاف حدیث میں متابعت اور شواہد کا اصول یا آپ کو معلوم جاتا ہے؟

قارئین کرام اس حدیث کی سند پر اعتراضات ہاں منسلک فصول اور مردود میں اور مجموعہ محمد شین کرام سے اس حدیث کے راویوں کی توثیق کر دی گئی ہے کہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے لاترفع الایدی والی

مرفوع روایت کا تحقیقی جائزہ

حدیث محمد بن عثمان بن ابی یوسف ثقہ محمد بن عمرو بن ابی لیلی حدیثی ابی عن ابی بنی لیلی عن حکیم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال لا ترفع الایدی الا فی سبعة مواضع حین یفتح الصلاة، وحین یدخل المسجد للحرام، فینظر الی یمین و حین یقوم علی الصماء و حین یقوم، علی الممرور و حین یقف مع ناس عشیة العرفة و لقاءہن حین یمشی بالجمرة (مجمع الزوائد ص ۳۸۵، حدیث رقم ۱۲۷۷۲)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رافع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد الحرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا و مروہ پر طواف اور عرفات میں بعد زوال جب لوگوں کے ساتھ طواف کرے اور مزدلفہ میں طواف کے وقت اور جمرہ میں رکعت کرتے وقت۔

سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کا مختصر تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

1 محمد بن عثمان بن ابی حمزہ

اس راوی پر میر حسن اعتراضات پیش کیے ہیں مگر فیہر مقصد یہ عزیز کی ہے اس راوی کی توثیق پر پورا مضمون لکھا ہے لہذا یہ راوی غیر مقصد یہ عزیز کی ہے نہ ایک ثقہ ہے۔

2 محمد بن عمران بن محمد بن عبد الرحمن بن ابی شیبہ صدوق تقریب النہدیب رقم ۶۹۷

3 عمران بن محمد بن عبد الرحمن بن ابی شیبہ وثقہ لکاشہ رقم ۴۷۳

4 محمد بن عبدالرحمن بن ابی ہاشم صدوق ثقہ معرفۃ اشکات رقم ۱۰۸
ابن ابی ہاشم کی توثیق دھیس ۳۲ محمد بن کرم سے پیش کی جا چکی ہے۔

5 القاسم بن حسیۃ ثقہ الکاشف رقم ۱۸۵

6 مقسم بن بجرۃ ثقہ تہذیب المتہذیب رقم ۱۰۹

7 حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ترجمان القرآن مصباحی الکاشف رقم ۱۸۰۰
الہدایہ تحقیق سے واضح ہو کہ یہ روایت متابعت اور شواہد کے روشنی میں صحیح و معتبر ہے
غیر مقلد پر علیہ کی کاور احسنیں ص ۹۱ پر بی بی علی پر اعتراض مردود ہے کیونکہ بی بی علی
کی توثیق ۳۲ محمد بن کرم سے پیش کی جا چکی ہے۔

دوسری سند

"حدیث ابن فضیل عن ابن ابی یسی عن محکم عن مقسم عن ابن عباس
قد لا ترفع لایہدی لای سبعة مواضع اذ قمت الی الصلوة و اذ جئت
من بعد و اذ رايت الیہ و اذ قمت غبی نصفاء و المروءة و بعرفات
یجمع و عبد الحماد۔ (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۱۵۹۹۶)

ترجمہ مقسم سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا رفع یدین نہ کیا جا
نکمرسات مقامات میں، جب نماز شروع کی جائے اور جب اس مقام اور صدقہ میں داخل ہو
اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا و مروہ پر اور عرفات میں اور جب حجاز کے
پاک ہو۔

سند کی تحقیق

1 محمد بن فضیل بن عروان ثقہ الکاشف رقم ۵۱۵

2 ابن ابی ہاشم صدوق ثقہ معرفۃ اشکات رقم ۱۰۸

3 القاسم بن حسیۃ ثقہ الکاشف رقم ۱۸۵

4 مقسم بن بجرۃ ثقہ تہذیب المتہذیب رقم ۵۰۹

5 حضرت عبداللہ بن عباس ترجمان القرآن مصباحی الکاشف رقم ۲۸۰۰

اس درجہ بالا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اس سند سے تمام راوی ثقہ صدوق ہیں۔ ہر مقدم
درجہ میں کی کاور احسنیں ص ۹۰ اور ص ۹۱ پر ابن ابی ہاشم پر اعتراض کرنا باطل اور مردود ہے
اور گدشتہ صفحات میں بی بی علی کی توثیق و تہذیب ۳۲ محمد بن کرم سے ثابت کی جا چکی
ہیں۔ مزید یہ کہ القاسم بن حسیۃ پر نہ اس کا اعتراض بھی مردود ہے کیونکہ حافظ الدیلمی نے
جامع تہذیب ۱۱۲ اور حافظ بن حجر سے التلخیص علی بن صالح ص ۲۵۸ پر القاسم بن حسیۃ کو طبقہ
ثانیہ میں رکھ کر اس کی عمر و لی روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ لہذا تہذیب میں کی روایت اگنانہوں سے
کیونکہ اس حدیث کے متعدد شواہد و متابعت گدشتہ صفحات میں پیش کئے جا چکے ہیں
جس سے تہذیب کا الزام بھی ختم ہو جاتا ہے۔ ہذا اصول کی روشنی میں غیر مقلد پر علیہ کی
کے اعتراضات مردود ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے یہاں یہ بھی نام لکھیں کریں کہ قنوت، وتر
ورنہ و عیدین میں رافع یدینا پڑھنا مستقل حدیث کے بنا پر اس ممانعت میں داخل نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی

ابن کریم علیہ السلام کا ترک رفع یدین

کارکنی مردم حضرت پریم کئی سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ہی کریم علیہ السلام و ہمارا رفع یدین کر کے ہا ہوا ان روایت کی تحقیق کا حلقہ بنجئے۔

پہلی سند

1 حدثنا معاذ بن سفيان عن خالد بن حصين عن عمرو بن موه قال دخلت مسجد حضرة موب فاذا علقمة بن وائل يحدث عن ابيه ان رسول الله ﷺ كان يرفع يديه قبل الركوع وبعد فذكرت ذلك لابراهيم فغضب وقال و لم يراه ابن مسعود واصحابه (معجم الكبير رقم ٩)

ترجمہ عمرو بن مرفا، نے میں کہ میں مسجد حضرت موب میں داخل ہوا تو علقمة بن وائل اپنے والد سے بیان فرما رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے تو عمرو بن مرفا نے اس کا ذکر ابراہیم ثمالی سے کیا تو وہ غصہ میں آ گئے اور کہا کہ ابراہیم سے دیکھا اور کیا حضرت ابن مسعودؓ اور ان کے صحابہ سے نہیں دیکھا؟ (یعنی ترک رفع یدین)

سند کی تحقیق

اس سند کے تمام راویوں کی مختصر توثیق کا حلقہ بنجئے۔

1	معاذ بن سفيان	ابن مسعود	سير اعلام النبلاء ٥٢٤١
2	مسدد بن سرحد	ثقة حافظ	تقریب العبد رب رقم ١٥٩٨
3	خالد بن عبد اللہ الحارثی	ثقة حافظ	الكاشف رقم ٣٣٣٠
4	حصین بن عبد الرحمن	ثقة	تقریب العبد رب رقم ٨٣٤
5	عمرو بن مرفا	ثقة حافظ	تقریب العبد رب رقم ٥٣٠

ابن کریم علیہ السلام کا رفع یدین

اس درجہ بالا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

دوسری سند

حدثنا محمد بن النضر الازدي ثنا معاوية بن عمرو عن خالد بن حصين عن عمرو بن موه عن علقمة بن وائل عن ابيه عن النبي ﷺ في رفع يديه لصلاة قال حصين فقال ابراهيم ما شئت من و ملائم يرى ان النبي ﷺ غير ذلك اليوم فكيف حفظه ولم يحفظه عباد الله واصحابه هو اعدم رسول الله ﷺ ام عباد الله؟ فاستجاب كذا في رفع يديه افتتاح (معجم الكبير طبرانی رقم ١٨)

ترجمہ ثقہ راوی حصین سے فرمایا کہ عمرو بن مرفا نے علقمة بن وائل سے کہا کہ ابراہیم ثمالی نے نبی کریم ﷺ کی سند سے سنا میں رفع یدین کرنا یا ان فرمایا کہ حصین سے کہا کہ ابراہیم ثمالی نے نبی کریم ﷺ سے نہیں فرمایا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت وائل بن حجر اس دن کے علاوہ ہی نبی کریم ﷺ سے نہیں بیان کیا اور انہوں نے اس کو محفوظ کر لیا اور یہ حضرت عہد بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب نے محفوظ کیا۔ حضرت عہد بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ کے ہاں سے سنا اور یہ علم رکھتے ہیں اور یہ کہ رفع یدین صرف نبی کریم ﷺ ہی سے ہے۔

سند کی تحقیق

اس سند کے تمام راویوں کی مختصر توثیق کا حلقہ بنجئے۔

1	محمد بن احمد بن النضر	ثقة حافظ	تاریخ بغداد ٣٦٢١
2	معاویہ بن عمرو	ثقة	تقریب العبد رب رقم ١٤٧٨
3	رائد بن قدامتہ اشعری	ثقة ثبت	تقریب العبد رب رقم ٩٨٢
4	حصین بن عبد الرحمن سلمی	ثقة	تقریب العبد رب رقم ٨٣٤

ذلک لا یراہم فحصب وقب راہ ہو ہم پر وہ ہیں مسعود رسی لہ عہ
ولا اصحابہ (شرح معانی لا طار حدیث نمبر ۲۵، ص ۳۹)

ترجمہ حضرت عمرو بن مرة فرماتے ہیں کہ میں حضرت موت کی کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت علقمہ بن راکل اپ والدین روایت بیان کر رہے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کوٹھڑی سے پہلے اور بعد ہاتھ دھاتے تھے میں نے یہ بات حضرت ابو ابراہیم ثمالی سے دیکھ کر کی تو وہ غصب ناک ہو گئے اور فرمایا کہ اسوں سے دیکھ اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے اصحاب نے نہیں دیکھا۔

بہ سند کس تحقیق ہے

اس سند کے تمام راویوں کی جو فقرہ تو مشہور حدیث ہے

محمد بن زید والدہ ابی	ثقة	تاریخ اسلام ۱۵۷۱ء مستطعم رقم ۲۸۵
مسعود بن مسعود	ثقة حافظ	تقریب التہذیب رقم ۶۵۹۸
عالم بن عبداللہ بن باطل	ثقة عابد	لاشفہ رقم ۱۳۳۳
حسین بن عبدالرحمن	ثقة	تقریب التہذیب رقم ۸۳۷
عمرو بن مرہ	ثقة عابد	تقریب التہذیب رقم ۵۲
ابراہیم ثمالی رحمہ اللہ	ثقة	تقریب التہذیب رقم ۲۷۰

اس روایت بالاحتیاط سے وضع ہوا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

قارئین کرام! یہ بات چاہیے بڑی شرح وسط کے ساتھ واضح کر دی گئی ہے کہ ثقہ جلیل القدر تابعی سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا مذہب اور علم ان کے جلیل، ثقہ شاکر دوں (عقودہ الاسود، مسروق، عبید اللہ عمرو بن شریل اور حارث) سے حاصل کیا اور امام بخاری سے استاد امام علی بن المدینی رحمہ اللہ سے فرمایا کہ میرے نزدیک اصحاب عبداللہ (علقمہ، الاسود

مسروق، عبید اللہ، عمرو بن شریل اور حارث) کا مذہب سب سے زیادہ جائز ہے والے حضرت ابراہیم ثمالی رحمہ اللہ میں مدخل ہے (مجلس المدینۃ ۲۲/۱)

حافظ ابن رجب نے بھی لکھا کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود جو کہ علم رکھتے اور ان کے قلوب پر فرائض نے درال مذہب پر چلے وہ سو اس پر یہ مسروق بن لاجدع، عبید اللہ، ثمالی و عمرو بن شریل، حارث بن قیس اور یہ چھ ہیں۔

ابراہیم ثمالی اور ابراہیم ثمالی رحمہ اللہ سے سب سے زیادہ اصحاب عبداللہ بن مسعود (یعنی شاکر دوں) کے مذہب اور طریقے رسم کو کا سے آئے تھے۔ مگر امام ثمالی رحمہ اللہ نے صرف مسروق بن لاجدع کے علم و مذہب کی طرف چلے اور مسروق بن لاجدع سے علم لیا اور حضرت علی اور علی مدینہ سے حاصل کیا اور جبکہ ابراہیم ثمالی سے تمام علم و مذہب حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں یا اصحاب سے حاصل کیا (شرح علی - مدی ۶۰۱) اللہ معلوم ہو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تمام مذہب اور علم فاضل حضرت ابراہیم ثمالی سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے حاصل کی ہے۔ اور مزید یہ کہ حضرت ابراہیم ثمالی رحمہ اللہ سے خود بھی وضع کر دیا ہے کہ وہ صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ہیں اور درمیان میں کسی ردی فاکر نہ کریں تو انہوں نے یہ بات ایک جماعت یا جمعیہ لاکھوں سے کہی ہے و محدثین کرم سے اس بات کی خاص تصریح کر دی ہے کہ ابراہیم ثمالی رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے علم لیا مذہب سے لیا حضرت عبید بن مسعود اور ان کے شاگردوں کے علم و عمل کو جانتے تھے۔ وہ اس روایت میں حضرت ابراہیم ثمالی صرف اور صرف حضرت عبداللہ بن مسعود کے پیروں اور عمل کے ہا سے اس کا ذکر ہے ہیں نہ کہ یہ کہ اس انکس ترب رفع یدیں کرتے کچھ کیونکہ انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود کا عمل بدریہاں سے شاگردوں سے معلوم ہو ہے۔ لہذا اس روایت پر کسی قسم کا بھی اعتراض باطل اور مردود ہے۔

حضور عمرؓ سے مروی ترک رفع یدین

یہ کرمہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب نماز میں رکعت پڑھو تو ہاتھ اٹھا کر رکعت پڑھو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ترک رفع یدین پر عمل فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب نماز میں رکعت پڑھو تو ہاتھ اٹھا کر رکعت پڑھو۔

حدیث یحییٰ بن آدم عن حسن بن عیاش عن عبد الملک بن أبیجر عن
سیرہ بن عذی عن ابراہیم عن الامود قال سمیت مع عمر فلم یرفع یدیه
فی شی من صلاته الا حیون الفتح الصلاة

ترجمہ حضرت اسود تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ سے فرمایا کہ
میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے نماز میں کسی جگہ بھی
رفع یدین نہیں کیا مگر نماز کو شروع کرتے وقت۔

تخریج

- 1 مصنف بن ابی شیبہ حدیث نمبر ۴۴۶۹
- 2 شرح معانی الآثار حدیث نمبر ۲۶۲
- 3 الروط بن منذر رقم مسر ۳۴۵
- 4 شرح مشکل الآثار حدیث نمبر ۵۰۳
- 5 شرح ابی داؤد بحوالہ ابی داؤد رقم ۳۳۰/۳
- 6 شرح ابن ماجہ بحوالہ ابی داؤد رقم ۶۲۱
- 7 مرقاۃ المفاتیح ما علی قاری ۳/۳۰۳
- 8 جہاد النبی - ابن ترکمائی ۵/۹۱۳

- 9 الدرر: حافظ ابن حجر ۱/۱۵۲
- 10 مصنف بن ابی شیبہ حدیث نمبر ۳۰۵۱
- 11 مسند الفاریسی - ابن شیبہ ۶۳/۱
- 12 الصحیح - ابن ابی شیبہ ۹۸۲/۳
- 13 جہاد النبی - ابن ترکمائی ۱/۱۶۱
- 4 جامع بن عذیث رقم ۳۰۰۵۱

مسند کی تحقیق

اس مسند کے قلمبرداروں کی توثیق درج ذیل ہے۔

یحییٰ بن آدم -

- 1 حافظ ابن حبان نے کہا: متفقاً
- 2 ابی یحییٰ حماد نے کہا: ثقہ
- 3 امام ابو حاتم نے کہا: ثقہ
- 4 علی بن ابی شیبہ نے کہا: حدیث علام
- 5 حافظ ابن شیبہ نے کہا: ثقہ صدوق
- 6 یعقوب بن حمید نے کہا: ثقہ
- 7 حافظ ابن حجر نے کہا: ثقہ حافظ
- 8 علی بن ابی شیبہ نے کہا: ثقہ
- 9 یحییٰ بن معین نے کہا: ثقہ

- 1 اشعرات رقم ۱۲۷۵
- 2 معریۃ الثقات رقم ۱۹۶۰
- 3 البحر: اتحاد علی رقم ۵۳۵
- 4 الکاشف رقم ۶۱۳۶
- 5 تاریخ: اشعرات رقم ۶۱۷
- 6 تذکرۃ المشائخ رقم ۲۶۳۱
- 7 تقریب التہذیب رقم ۷۶۹۶
- 8 تہذیب الاثر رقم ۶۷۷
- 9 تہذیب التہذیب رقم ۳۳۰

حسن بن عیاش ۵۱۲۷

- 1 حافظ بن شایب سے کہا ثقہ تابع سماعیات رقم: ۱۹۸
- 2 حافظ ابن حبان سے ثقہ میں لکھا ہے اشقات رقم: ۱۹۷
- 3 امام غزالی رحمہ اللہ سے کہا ثقہ معرۃ الثقات رقم: ۲۹۹
- 4 یحییٰ بن معین سے کہا ثقہ تاریخ یحییٰ بن معین: ۱۳۵۵
- 5 حافظ ابی رحمہ اللہ سے کہا ثقہ انکشاف رقم: ۵۵۷
- 6 حافظ ابن حجر سے کہا صدوقی تقریب الجہد یہ رقم: ۳۷۳
- 7 ابن نجیب سے انہیں صحیح مسلم کا راوی لکھا ہے رجال مسلم رقم: ۲۳۶

عبد الملک بن سعید بن حیاء بن ابجر

- 1 حافظ بن حیاء نے انہیں ثقہ راویوں میں لکھا ہے اشقات رقم: ۹۱۶۶
- 2 امام غزالی رحمہ اللہ سے لکھا کوئی ثقہ معرۃ الثقات رقم: ۱۱۳۱
- 3 امام محمد بن حبل سے کہا ثقہ البحر والتحدیل رقم: ۱۶۶۱
- 4 امام یحییٰ بن معین سے کہا ثقہ البحر والتحدیل رقم: ۱۶۶۱
- 5 حافظ بن حجر سے کہا ثقہ تقریب رقم: ۳۸۸۱

الزبیر بن عدی ۵۱۳۱

- 1 امام غزالی سے کہا ثقہ ثبت معرۃ الثقات رقم: ۲۹۸۳
- 2 امام احمد بن حبل سے کہا ثقہ البحر والتحدیل رقم: ۲۶۳۳
- 3 یحییٰ بن معین سے کہا ثقہ البحر والتحدیل رقم: ۲۶۳۳
- 4 امام ابو حاتم سے کہا ثقہ البحر والتحدیل رقم: ۲۶۳۳
- 5 حافظ ابی رحمہ اللہ سے کہا ثقہ انکشاف رقم: ۱۶۳۳

- 6 حافظ بن شایب سے کہا ثقہ راویوں میں لکھا تاریخ سماعیات رقم: ۲۹۵
- 7 حافظ ابن حجر سے کہا ثقہ تقریب الجہد یہ رقم: ۳۷۱
- 8 حافظ ابی رحمہ اللہ سے انہیں صحیح بخاری کا راوی لکھا ہے رجال صحیح بخاری رقم: ۳۶۸
- 9 حافظ ابن نجیب نے انہیں صحیح مسلم کا راوی لکھا ہے رجال صحیح مسلم رقم: ۲۳۳
- 10 حافظ بن حبان سے کہا متفق مشاہیر علماء بغداد رقم: ۹۹۴

ابراہیم بن علی رحمہ اللہ ۵۹۴

- 1 حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ راویوں میں لکھا ہے اشقات رقم: ۲۵
- 2 امام غزالی رحمہ اللہ سے کہا ثقہ معرۃ الثقات رقم: ۲۵
- 3 امام علی بن احمد بن حنبل سے کہا ثقہ البحر والتحدیل رقم: ۲۷۳
- 4 امام ابی رحمہ اللہ سے کہا ثقہ البحر والتحدیل رقم: ۲۷۳
- 5 حافظ ابی رحمہ اللہ سے کہا ثقہ انکشاف رقم: ۲۷۱
- 6 حافظ ابن حجر سے کہا ثقہ تقریب الجہد یہ رقم: ۳۷۱
- 7 علامہ راوی سے کہا ثقہ البحر والتحدیل رقم: ۲۷۱
- 8 حافظ ابی رحمہ اللہ سے انہیں صحیح بخاری کا راوی لکھا ہے رجال صحیح بخاری رقم: ۳۶۸
- 9 حافظ ابن نجیب نے انہیں صحیح مسلم کا راوی لکھا ہے رجال صحیح مسلم رقم: ۲۳۳
- 10 علامہ یحییٰ رحمہ اللہ سے کہا صریح الحدیث مغانی الاخیار رقم: ۳۲

- ۷۱ شیخ ابی نعیم سے کہا
۷۱۱ دار قطنی سے کہا
عبد مومن میر علامہ السیلا ۳۳۶/۹
نقد زائد میر علامہ السیلا ۳۳۶/۹

4: عبد الملك بن سعيد بن ابجر

- حافظ ابن حجر نے کہا
نقد تقریب الجہد باب رقم ۴۸

5: الربیر بن عدی

- حافظ ابن حجر سے کہا
نقد تقریب الجہد باب رقم ۲۸۸۱

6: ابراہیم بنی

- حافظ ابن حجر نے کہا
نقد تقریب الجہد باب رقم ۲۷

7: الاسود بن یزید

- حافظ ابن حجر نے کہا
نقد تقریب الجہد باب رقم ۵۰۹

8: حصرت عمر فاروق

- میر انور حسین نکاح رقم ۸۰۳۵

اک اور جہد بالتحقیق سے معلوم ہوا کہ اس منہ کے تہ مراد کی نقد و رجعت ہیں۔

غیر مقلد زبیر علیہ السلام کے اعتراضات کا جائزہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین و ن رویت سند ہا لکل صحیح رہا ہے۔ مگر پے روش پر چلتے ہوئے غیر مقلد زبیر علیہ السلام کی ۶۳ (۱) ص ۶۳ پر عام لوگوں کو شک میں ڈالنے کی کوشش ہے۔ احناف نے متعدد مقامات پر ایسے خلوک و شبہات کا جواب دے چکے ہیں۔ مگر غیر مقلد زبیر حضرت بڑی امت دھری سے پھر ان اعتراضات کو پیش کر رہے ہیں۔ میری کوشش ہوگی کہ ان اعتراضات کا جواب صوں کی روشنی میں تحقیقی طور پر دیا جائے و باطل صورت حال واضح کر دی جائے۔

اعتراض نمبر 1 غیر مقلد زبیر علیہ السلام کی ۶۳ پر لکھتے ہیں۔

مام و ابو عبد اللہ کا کم بیش پورے کی رویت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ رویت شمار ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ میرنا عمر رضی اللہ عنہ کو رو سے پیئے اور بعد میں رفع یدین کرتے تھے۔ (اصب الزبیر ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱

”مسئل عن حدیث طائوس عن ابن عمر عن نبی ﷺ عن النبی ﷺ
انہ یکبر ويرفع يديه حين يفتح صلاة، وحين ركع وحين رفع رأسه فقال
يسروبه الحکم بن عتیبہ و عذیف عند حدث به عنه شعبہ و اختلاف عن
شعبہ فروا معاذ بن معاذ، و غندر و علی بن الجعد عن شعبہ عن الحکم
عن طائوس عن ابن عمر عن النبی ﷺ و عتیبہ اذم بن یاس و عمار بن
عبد الجبار فروا به عن شعبہ عن الحکم عن طائوس عن ابن عمر عن نبی
ﷺ و رواه الحسن بن مسلم عن طائوس عن ابن عمر موقوف و بصواب
حدیث معاذ بن معاذ و من تابعه عن شعبہ“ (مسئل البوارق ج ۱ ص ۳۰۷)

مفسوم امام ربیع قطعی سے سوا ہر حدیث کا اس میں ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا
کہتے اور رفع یدیں کرتے ہی شروع کرتے وقت اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر
ٹھاتے اور کہا کہ اس کو الحکم بن عتیبہ نے روایت کیا اور ان سے اختلاف کیا گیا اور تخم سے شعبہ
سے روایت کیا اور شعبہ پہ اختلاف ہو۔ اور معاذ بن معاذ اور غندر اور علی بن الجعد نے عن شعبہ
عن الحکم عن جابر عن ابن عمرؓ کی روایت کی سند سے روایت کیا۔ مگر ان لوگوں کے خلاف امام
بن ابی اسیر اور عمار بن عیاد و جبار نے شعبہ سے روایت کیا اس الحکم عن جابر عن ابن عمرؓ کی روایت
عن النبی ﷺ کی سند سے۔ اور ابن عمرؓ سے عن طائوس عن ابن عمرؓ کی سند سے سوات
ہیاں کیا۔ درصواب (درست) یہی ہے جو معاذ بن معاذ و رواں کے تابع (غندر اور علی بن الجعد
) سے شعبہ سے روایت کیا۔ (یعنی شعبہ عن ابن عمرؓ) اللہ اعلم

قارین کریم امام ربیع قطعی رحمہ اللہ کی تحقیق سے یہ واضح ہو گیا کہ اس حدیث کو حضرت عمر
لا وقت بھی اللہ عنہ سے منسوب کرنا صحیح نہیں جبکہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
سے ہے۔ مطلب یہ کہ جو حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہی صحیح ہے تو

انہی حدیث کو صحیح حدیث نہ کہ رفع یدین سے معاذ بن معاذ سے صحیح نہیں ہے۔ اور حضرت عمر
فاروقؓ کی حدیث کو شاید کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔

۳۔ امام ابن دقیق العید کی تحقیق

امام ابن دقیق العید کہتے ہیں۔ ”وہی ہند سطر“ یعنی امام حاکم سے جو لکھا اس میں نظر
ہے (نصب وریہ ۱۳۱۳)۔ وہی دقیق نے اس سے پہلے لکھا کہ ”وما ذکرہ الحاکم
فہو باب ترحیح رواہ لا من باب التضعیف“ یعنی امام حاکم سے جو لکھا وہ ترجیح
سکے باب سے ہے نہ کہ اس میں حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ و نصب وریہ ۱۳۱۵

روایت میں مجہول اشخاص

عمر مقلد ربیع علی بن کے پیش کردہ امام حاکم کے حوالے میں مجہول اشخاص ہیں۔ (نصب
وریہ ۱۳۱۵)

امام ربیع فرماتے ہیں۔ ”فہو بروایت ترجیح ہی مجہوب“ یعنی یہ روایت مجہوب
راوی کی طرف موقوف ہے۔

مگر آپ جو مطالعہ کریں تو امام ربیع کی اسٹن انگریزی ۲/۲ اور حطیب بغدادی کی
جامع الاحاق ۱۸/۲ میں فسانت بعض اصحاب یعنی حضرت جابر کے کسی
ساتھی سے سوال کیا۔ وہ اس کے ساتھ ہی جامع الاحاق ۱۸/۲ پر نقل کا لفظ بھی ہے جو کہ
میخہ مجہول اور ترمذی ہے۔ اب اس مقام پر یہ بہت اہم ہے کہ اس حدیث کو آپ ﷺ
تک مرفوع کرنے والے راوی کا نام کیا ہے۔ جناب غیر مقلد ربیع رضوی آپ اس راوی
کے متعلق درج ذیل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

۱۔ راوی کون تھا۔ (۲) اس راوی کا نام کیا تھا؟

۳۔ راوی کہاں کا رہنے والا تھا؟ (۴) اس راوی کی ولادت کب ہوئی؟

۵ اس راوی کی حدیث کے بارے میں محدثین کرام نے کیا کیا؟

۶ اس راوی کے ضبط اور حافظہ کی حالت کیسے تھی؟

۷ کس کس محدثین کرام نے اس راوی کی توثیق کی؟

جناب مجاہد صاحب سے روایت پیش کر کے آپ راہ گزار اختیار نہیں کر سکتے ہیں۔ جناب یا آپ کو اپنی کتاب پورا نہیں مس ۱۶۶ بھول گیا جہاں آپ اور ابراہیم نخعی کی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین و حدیث پر بڑی شام سے لکھتے ہیں اور کہا جاتے کہ روایت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کئی اشخاص (غیر و حد) سے کی ہے یا ایک جماعت سے کی ہے تو اس کا جو سہا یہ ہے کہ میر و حد اور جماعت دونوں نامعلوم اور غیر متعین ہیں

لہذا اس سے استدلال محدود ہے۔ (نور المصباح ص ۶۶)

جناب یا ہو آپ اپنا اصول بھول گئے؟ بعد آپ اس میں کیا پوشیدہ ہے کہ حناک کی ترک رفع یدین و حدیث پر غیر مقلدین حضرت سے لتا ظلم کیا ورنہ اصول کی ہے۔ جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کی تو صبر و محہ میں کرم نے تصحیح کی ہے۔ ان شاء اللہ برہم نخعی کی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ترک رفع یدین و حدیث میں آپ کی اس بے اصولی، بے قاعدگی و غائب کشائی ضرور باہر ضرور ہوگی۔

اعتراض غیر مقلد ہر علمبردار اپنی کتاب پورا نہیں مس ۲۰۲ پر اس اعتراض سے کچھ یوں جال چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔

’اسے حاکم نے محفوظ کہا ہے یہاں پر بعض صحاح مطبوعہ ہیں۔ کیونکہ خطیب بغدادی۔ اس حدیث پر ’’من اجترأ بالسماع سار مع سكون لدى حدث عنه موجود‘‘ کا یہ پابند کر رہا ہے کہ حکم بن عتیہ سے یہ حدیث طاؤس کے سہ۔

دیان کی ہے۔ چونکہ طاؤس کا لکھنا ثابت نہیں لہذا یہ روایت انہیں سے اس مستعمل ہے اس پر صاحب نے مام کی جرح صحیح نہیں ہے۔

جواب جناب اگر آپ اس روایت کا بغور مطالعہ فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ حکم نے طاؤس کو رفع یدین کرتے دیکھا اس وقت اس کے ساتھیوں میں کسی ایک سے سوال کیا۔ یہ لفظ وضع طور پر موجود ہیں کہ حضرت طاؤس تو حالت عارض میں ہیں قلم اور طاؤس کے دیگر ساتھی حالت غریب میں نہیں ہیں۔ چنانچہ جب حکم بن عتیہ حضرت طاؤس کو رو کی حالت میں دیکھ کر اس کے کسی ساتھی سے سوال کرتے ہیں تو وہ شخص جواباً اس فعل کو موقوف کرتا ہے جس کی تصدیق نہ تو اس وقت حضرت طاؤس کے دیگر ساتھیوں میں سے کوئی نہ بھی کرتا ہے اور نہ ہی خود مام طاؤس سے اس وقت کے بعد اس جھوٹے لفظ کی اس بات کی تائید فرماتے ہیں۔

جناب جب روایت صاف صاف سب کچھ بتا رہی تو خطیب بغدادی کے سب سے استدلال کیا؟ خطیب بغدادی کے سب سے یہ تو طاہر بین ہوتا کہ اس حدیث کو مرفوع بیان کر کے بعد طاؤس سے اس پر حد صدق ظاہر کی ہو مزید یہ کہ اس حدیث کو مرفوع، احکم بن عتیہ نے کس لفظ بعض صحابہ طاؤس میں سے کسی ایک شخص نے بیان کی، اس وقت جب طاؤس کو پڑھ رہے تھے۔ لہذا مجھوں نے یہ شخص اور طاؤس کا جو بیان نہ کر کے کی وجہ سے اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جناب اگر مام حاکم نے اس روایت کو محفوظ لکھا ہے تو مام حاکم پر تو جناب متسائل ہوتے کا فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ جبکہ مام احمد بن حنبل امام، رقی، امام وقفی، امیر و علامہ سیوطی رحمہ اللہ صبر سے اس حدیث کو مام اور غیر محفوظ کہا ہے۔

جناب اپنا بنایا ہوا اصول بھول گئے 4 کے مقابلے میں 1 کی بات مروجہ و معروف ہے جناب جب ضرورت پڑے تو محدثین کرام کے بنائے ہوئے اصول کو تسلیم کرنا شروع کر

جد لائن ہدی روہ سبب فی مقدمہ رفع و ہدی روہ بحسن بن عیاش
فی مجلس لرفع ولا تعارض میں بینہما و نو کانا فی مجلس واحد ہم تعارض
روایۃ عن زاذہ ہر ایۃ میں ترک " (نصب المہم ۱/۵۵۵)

ترجمہ اور جو یہ قوی ہے کہ صحیح ہے الزہیر بن ہدی سے مقدمہ کے الفاظ
لعل میں کئے بالکل ضعیف اور کمزور سے کیونکہ عیاش نے رفع یدین کی مقدمہ میں اس کے ساتھ
میں جبکہ الحسن بن عیاش رفع یدین کا موقع ملتا ہے میں دوران دونوں کے درمیان کوئی
تعارض نہیں ہے۔ اگرچہ موقع یہ ہے مگر حسن میں ترک دفع یدین ہے اس میں کوئی تعارض
نہیں ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام ابوہریرہ ارازی کے قوی سے استدلال اور ابوہریرہ عیسیٰ
مقلد کے اپنے مسئلہ اصول کے مطابق صحیح نہیں ہے۔ دوم ابوہریرہ کے بیان کردہ دونوں
روایات میں کون تعارض نہیں ہے۔ سوم ابوہریرہ ارازی سے ترک دفع یدین کی روایت کو
ضعیف نہیں کہا ہے۔ لہذا ابوہریرہ کے قوی سے شک پیدا نہ کرنا صرف اور صرف ردہ لہذا فقیر
کرے کی مترادف ہے

اعتراض نمبر 3 غیر مقلد زہیر عیسیٰ اور بعضین میں ۶۳ پر لکھتا ہے

ابن جوزی نے کہا یہ اثر صحیح روایت (نہیں)۔ (تحقیق فی اختلاف حدیث ۱/۳۳۶، الہد
المہم ۵۰۱/۳)

جواب عرض یہ ہے۔ ابن جوزی سے اس روایت پر کوئی مفسر اعتراض نہیں کیا ہے اور
یہ سب الفاظ سے صحیح روایت کو ضعیف ثابت کرنا کہاں کی عقلداری ہے۔ مگر اس حدیث میں
کوئی ردی ضعیف ہونا تو ابن جوزی ضرور باضرور اعتراض کرتے۔

ابن جوزی سے تحقیق فی اختلاف حدیث میں جو احادیث سے تعصب برتا ہے وہ کتاب

کے مطابق سے عیاں ہے۔ گراہمت ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ترک دفع یدین
ولی حدیث میں کسی ایک راوی کی ضعیف ثابت کر کے رکھیں مگر یہ اعتراضات سے
ماہر لوگوں کے یہ تو بہت سے چاہتے ہیں مگر تحقیقی میدان میں اس کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔

اعتراض نمبر 4 غیر مقلد زہیر عیسیٰ اور بعضین میں ۶۳ پر لکھتا ہے۔

اس روایت میں براہیم بنی کوئی حدیث میں روایات، سند مسلسل میں ۲۸ جامع تفصیل میں ۱۰۶
معارف علوم الحدیث ملی کم میں ۱۰۸۸ المسلسل باب ۱۰۲۲ المسلسل فی المسلسل فی المسلسل
تفصیل میں ۱۰۸۹ اور یہ روایت متعلق ہے حدیث میں مسند رضی اللہ عنہ کے تحت یہاں ردیہ
مکیا ہے حدیث میں عن ولی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

جواب تدبیر کے مسئلہ پر غیر مقلد زہیر عیسیٰ ہے جو صحیح اور صحیحہ
غیر مقلد میں کا یہ سبب چھوڑ کر جو نفرو کی موقف قائم کیا ہے اس کے مردود ہونے پر ہماری
کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور اس کتاب میں "حایۃ التقدیس فی مسئلہ تقدیس"
کے مضمون میں زہیر عیسیٰ کا راجح تفصیلی دمج ہے۔ اس کتاب میں قارئین کو مذکور
دعویٰ بحث پر سے کوٹنے کی کوشش ہوگی کہ امام براہیم بنی رحمہ اللہ کی تدبیر پر واضح
الفاظ میں قارئین کرام کو رجحان لکھ دی جائے۔

ابراہیم بنی اور تدلیس

1 امام صاحب الحدیث سعدی سے روایت ایک امام براہیم بنی رحمہ اللہ کی عن اوس روایت
قابل قبول ہوتی ہیں۔ (جامع تفصیل میں ۶۹)

2 حافظ بن حجر کے ایک امام براہیم بنی رحمہ اللہ کی عن اوس روایت قابل قبول
ہوتی ہے۔ (الکلیۃ علی ابن صاحب ص ۳۳۸ جلد ۱۰)

3 ابی ریحان عراقی رحمہ اللہ کی تالیف جو قاضی قیصر نے لکھی ہے۔ (الہدایہ ص ۳۳۲ نمبر ۲)

4. امام علی رضی اللہ عنہ کی پر ایمان نبی محمد اللہ صلی علیہ وسلم کی قبر پر ۱۱ قبور کھدوائیں۔ (القیس ص ۶)

6 عرب عتق عزہ اللہ ملی بھی براہم شخص کی تہ یہ کو قبول کرتے ہیں۔ (تہ یس لی

الحمد لله رب العالمين (۲۵)

6 حرب مفتوحہ میں طلعت بھی برہم نہیں کی تاہم اس وقت مغرب نہیں سمجھتے ہیں۔ (مجموعہ اربعہ جلدیں ص ۶۷)

7 • عبود محمد شیش کرام ہے، یہ نیم نخی رحمہ اللہ کی غس دہی رویت کو قبول کیا ہے۔ بعد
حضور کے مقابلے میں انھیں علیہ کی کا اعتراض مردود اور باطل ہے۔

تحقیق میرے فہم کے مطابق بر غیم فحی رحمہ اللہ پرتدائیس کا الزام سب سے پہلے مام
حاکم نے عائد کیا ہے۔ مام حاکم کہتے ہیں۔

“أخبرني عبد الله بن محمد بن حمويه النخعي قال: حدثنا جعفر بن أبي عثمان
الطوسي قال: حدثني خلف بن سالم قال: سمعت عدة من مشايخ أصحاب
الأكراد كثر: الأشعث بن قيس، والعمدسي، والحداد، في تفسير أخبارهم فأنشبه علي
قديس الحسن بن أبي الحسن وإبراهيم بن يزيد النخعي، بن الحسن كثر ما
يدخل بينه وبين الصحابة الأئمة معجزيين، ورجم، وليس عن علي بن عتيق بن حمزة
وإبراهيم أيضا يدخل بينه وبين أصحابه عبد الله بن عتيق بن نورة، وسهم بن
صهيب، وخزيمة لظاني ورجم دس عنهم” (معركة نوم، حديث ١٠٨)

ترجمہ مجھ سے عبداللہ بن محمد بن حمویہ رقیعی نے سنا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک عورت کو جو ان کے پاس آئی تھی اور اسے غلطی ہو گئی تھی، اس نے کہا کہ میں نے اپنا نفاقا بہت سے مشرکوں کو بتایا تھا اور وہ مسلمانوں کے ہمارے میں بدنام کر رہے تھے۔ ان کی روایات میں ہم قبیح پیدا کرتے ہیں۔

رہے۔ جس بن ہنس اور برہمچاری کی تدبیر کے ہارے میں ایشیا پرید ہو گیا۔ کیونکہ جس پے اور ہی پے کے درمیان کثرت مجہول اشخاص اور اخص کر دیتے ہیں۔ رختی بن صمد و خف بن بھٹ اور غفل بن متلاہ وغیرہ میں تدبیر کر دیتے ہیں اور ابرہیم خلیفہ رحمت اللہ بھی اپنے اور اصحاب عہد تہ کے درمیان مٹی بن لوریا کہسم بن مجانب اور خزائنہ اللہ کی کوالتے ہیں اور پیشتر ان ناموں میں تدبیر سے کام لیتے ہیں۔ مام حاکم کے اس قول پر چند گذارشات عرض ہیں۔

1 "۔ ساقوں کا راون عبد اللہ بن محمد بن حمویہ کی توثیق کا ثبوت نہیں ہے۔

2 بطور مثال اس قوم کو ماں سیاہے تو اس قوم میں مجھوں مشرک کا تہ کرہ ہے۔

3 امام حاکم سے اس پر عرصہ نہ لکھا ہے کہ "یہ سن کی چوتھی قسم یہ ہے کہ وہ مجروح لوگوں سے حدیثیں روایت کرتے ہیں مگر ان کے ناموں یا کنیتوں کو پس دیتے ہیں تاکہ ان مجروحوں کی طرف ذہن نہ جائے۔ اسی قول میں تصریح ہے کہ درہم غشی اور اصحاب مہدائہ میں مسعود کے درمیان جہن بن لویۃ اور عجم بن صحابہ وغیرہ کہتے ہیں۔ مگر جہن بن لویۃ اور عجم بن صحابہ نہ تو مجروح راوی ہیں اور نہ ہی عجموں راوی ہیں بلکہ جہن بن لویۃ اور عجم بن صحابہ دونوں مشہور اور مقبول راوی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے عجم بن صحابہ کو ثقہ لکھا ہے (تقریب ۲۶۷، حافظ عکلی نے جہن بن لویۃ کو ثقہ لکھا ہے (معرفۃ الثقات رقم ۱۹۱۹) لہذا اس قول سے: شدلاب باطل اور مردود ہے۔

4۔ اس خوشی میں یہ بات واضح ہے کہ براہیم خلی رحمہ اللہ اپنے اور اصحاب عبداللہ میں مسعود رضی اللہ عنہ ورمیان معنی بن لویۃ اور ہم بن منجہاب وغیرہ کے ناموں میں تہہ میں سے قائم رہتے تھے۔ اور یہ بھی عجیب ہے کہ بلکہ ثقہ راوی ہیں کہ لہذا اصغر ان کی بنیاد والی غلط بات ہوگی۔

مطلب صاف ہے کہ مٹی بنو یہ اور سبک بن منجاب کا نام درمیان میں ہوتا تو پھر تمہیں ہوتی

مگر ہمارے پیش کردہ کتاب درجہ شریفی کی حدیث فی سدا برہم علی الاسود بن عمرو بن عبد اللہ سے مروی ہے۔ اس سند میں ابو نعیم اور اسود سے درمیان کوئی بھی روئی نہیں ہے بلکہ شیخ بن ابی قحافہ۔ نعم بن مصعب کا نام ہی نہیں ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ اگر اس قوس کو بریکٹل کر دیا جائے تو پھر بھی ہمارے پیش کردہ سند میں تائید نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ امام حاکم کی عبارت ہے واضح ہو گئی کہ جب ابو نعیم نخعی رحمہ اللہ نہیں کرتے تو ہے اور اصحاب عبد اللہ کے درمیان مثنیٰ بن ابی قحافہ اور نعم بن مصعب کے نام داخل کر کے تائید کرتے تھے۔ جبکہ اس کی پہلی وضاحت ہو چکی ہے کہ امام حاکم اور مجاہد شیوخ کے نزدیک مثنیٰ بن ابی قحافہ اور نعم بن مصعب مجاہد یا مجروح ہیں مگر جہور کے نزدیک یہ راوی مشہور اور مقبول ہیں۔ لہذا اس قوس سے غیر مقصد زہر طبعی کا الزام تو ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

اس درجہ بالا تحقیق سے واضح ہوا کہ جب امام حاکم اور مجاہد شیوخ کا اصل اعتراض ہی باقی نہ رہا تو پھر اس قوس اور اس قوس سے دیگر علماء کرام کا سند راجح نہیں رہتا ہے۔ اور اگر بغیر تنزیل یہ قوس مان بھی میں تب بھی تائید نہیں صرف مثنیٰ بن ابی قحافہ اور نعم بن مصعب کے ناموں کو ابراہیم نخعی اور مصعب عبد اللہ (الاسود بن یزید علقمہ وغیرہ) کے درمیان داخل کر کے سے ثابت ہوتی ہے جبکہ ہمارے پیش کردہ روایات اب ناموں سے ہر ہے۔ لہذا تائید کا اعتراض باطل اور مردود ہے۔

ابراہیم نخعیؒ اصحاب عبد اللہ الاسود بن یزیدؒ میں اثبات ہیں۔

محمد شمس کرام کے مزار یک برہم نخعی رحمہ اللہ سے جس اصحاب عبد اللہ سے سنا اس میں وہ شہتہ اور اعلم الناس ہیں۔

1 امام علی بن المدینی لکھتے ہیں "وکان ابراہیم (نخعی) عندی من

اعلم الناس باصحاب عبد اللہ یعنی برہم نخعی میرے نزدیک (علی بن المدینی) اصحاب عبد اللہ میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ (اعلم اس میں مدنی ۱/۳۳۸) اصحاب عبد اللہ بن مسعود کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"اصحاب عبد اللہ بن مسعود بن یزید بن علقمہ و الاسود و مسروق و عبیدہ و عمرو بن شریح و الحارث لاہور" (اعلم مدنی ۱/۳۳۸)

امام علی بن المدینی حریص تھیں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اصحاب عبد اللہ میں کن سے سنا "ابراہیم نخعی من ہولاء الاسود و علقمہ و مسروق و عبیدہ اللہ" (اعلم مدنی ۱/۳۳۸) یعنی ابراہیم نخعی کی الاسود بن یزید علقمہ مسروق اور عبیدہ اللہ سے تعلقات ہیں۔

امام علی بن المدینی مزید لکھتے ہیں "وکان اعلم ہن الکوفۃ باصحاب عبد اللہ و طریقہم و مذهبہم ابراہیم و الشعیب و کان ابراہیم یذهب مذهب اصحابہ اصحاب عبد اللہ ہولاء" (اعلم المدینی ۱/۳۳۸)

یعنی اعلیٰ الکوفہ میں سے اصحاب عبد اللہ الاسود بن یزید علقمہ وغیرہ کے طریقے اور مذہب کے بارے میں سب سے زیادہ علم ابراہیم (نخعی) اور شعیب کو تھا اور ابراہیم (نخعی) ائمہ اصحاب عبد اللہ کے مذہب پر چلے۔

قارئین کرام درجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے شاگردوں میں اعلم اور شہتہ ہیں ک مقام پر مزید یہ بھی عرض کروں کہ ہمارے پیش کردہ روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد الاسود بن یزید ہیں جو کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے ناموں میں ہیں اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں اعلم اور شہتہ ہیں لہذا اس روایت میں ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی تائید کا اعتراض باطل اور مردود ہے۔

حدیث حضرت عمر فاروقؓ اور محدثین کرام کی

تصحیح

حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ کی تصحیح یہ ہیں۔ تصحیح کی درجہ اولیٰ علم اور محدثین نے تصحیح کی ہے۔

- 1 ہام مطاوعی حدیث صحیح شرح معانی الامام رقم ۱۳۶۳
- 2 حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ صحیح علی شرط مسلم لمجو ہر المجلد ۲/۵۷۵
- 3 حافظ مصطفائی رحمہ اللہ صحیح علی شرط مسلم شرح اب ماجہ ۱۷۷۲/۱
- 4 حافظ لفظی رحمہ اللہ مائتہ صحیح فہم الراہ ۳۵۵/۱
- 5 علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ شرح ابی داؤد ۲۹۸/۳
- 6 حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رجال الثقات الداریہ ۱۵۲/۱
- 7 ابن ہمام رحمہ اللہ صحیح فتح القدیر ۳۱
- 8 محدث قاسم بن قطلوبغا رجال الثقات التوفیق والاخبار رقم ۳۱۰
- 9 ملا علی قاری رحمہ اللہ سند صحیح مرقاة المفاتیح ۲۹۸/۳

قاریوں کرام درجہ ہا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ غیر مقلد ربیر علین نے جتنے اعتراضات، حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی حدیث پر وارد کئے ان کی حیثیت علمی، دینی میں کچھ بھی نہیں ہے۔ لہذا اصول اور جمہور محدثین اس کے رد یک یہ ترک رفع یدین واقع حدیث صحیح اور ثابت ہے۔

حضرت علیؓ سے مروی ترک رفع یدین

یہی کریمؓ کی سنت پر عمل میں ہوتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نہیں اہتمام کرتے تھے۔ حکمیر تحریر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ترک رفع یدین کی حدیث مدخلہ صحیح ہے۔

حدیث ابو نعیم، ابی بکر بن عبد اللہ بن قنابہ، علی بن عاصم بن کلیب بن ابیہ ان حدیث کا رفع یدین یہ ہے: **فتح الصلاۃ رقم لا یوز** مستفاد اس ابی حنیفہ حدیث ۲۲۵۷

ترجمہ عاصم بن کلیب اپ والد (کلیب بن صہب) سے روایت کرتے ہیں کہ جب تک حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ لہ میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

وکیح بن الجراح

- | | | |
|--------------------------------|-------------------|----------------------------------|
| امام ابی رحمہ اللہ نے کہا: | ثقة عابد | محدث الثقات رقم ۱۲۸ |
| امام احمد بن حنبل نے کہا: | مطبوع المخطوط | المہرج والاعدیل رقم ۱۶۸ |
| یحییٰ بن معین نے کہا: | ثقة | المہرج والاعدیل رقم ۶۸ |
| علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا: | حافظ الثبت محدث | تذکرۃ الحفاظ ۲۲۳/۱ |
| حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: | ثقة حافظ | تقریب العجلہ رقم ۳۱۳ |
| حافظ الخرزلی رحمہ اللہ نے کہا: | یافظ | غلام حبیب محمد حبیب الکمال ۳۱۵/۱ |
| امام ابی داؤد نے کہا: | فی رجال ابیہری | رجال صحیح بخاری رقم ۲۸۸ |
| امام ابن کثیر نے کہا: | مسلم کے رواکی ہیں | رجال مسلم رقم ۱۷۷ |

حافظ بن حنبل نے کہا: مس اختلاف المستمسکین مشاعرہ الامام احمد ۲۷۱/۱
حافظ بن عیسیٰ بن شام نے کہا: دکنج حفظ الناس شرح ظل تردی ۱۰۱
حافظ اصل بن عثمان نے کہا: ہاریت حفظ ابخرج واحد بن رقم ۶۸

ابن بکر بن عبد اللہ بن قطاب اشہلی ۱۶۶ھ

امام یحییٰ بن عیینہ نے کہا: ثقہ تاریخ یحییٰ بن عیینہ ۱۷۱
امام احمد بن حنبل نے کہا: ثقہ فاضل و معروف ۴۳۷
امام ابو حاتم نے کہا: شیخ صالح ابخرج واحد بن رقم ۵۳۶
حافظ بن عیسیٰ بن حماد نے کہا: ثقہ نکاشہ رقم ۶۵۴۸
امام احمد بن یوسف نے کہا: شیخ صالح تاریخ الدور بن رقم ۹۳۳
حافظ بن جریر رحمہ اللہ نے کہا: صدوق تقریب احمد بن رقم ۸۰۰
امام ابو داؤد نے کہا: ثقہ تقریب احمد بن رقم ۸۳۶۹
ابن یحییٰ نے کہا: صحیح مسلم کد جال میں ہیں رجال مسلم رقم ۹۷۱
ابن عساکر نے کہا: صدوق شدت الدھب ۲۵۳/۱
امام یحییٰ نے کہا: ثقہ معرفۃ الثقات رقم ۲۱۰۴
امام ابن سعدی نے کہا: ثقات مشیخ الکوفہ تقریب احمد بن رقم ۸۳۶۹

عاصم بن کلیب ۱۲۷ھ

امام یحییٰ نے کہا: ثقہ معرفۃ الثقات یحییٰ رقم ۸۱۵
امام ابو حاتم نے کہا: صالح بخرج واحد بن رقم ۹۲۹
امام احمد نے کہا: لا بأس بخرج واحد بن رقم ۹۲۹
امام بن شام نے کہا: ثقہ تاریخ الامم الثقات ۸۳۳

احمد بن صالح مصری نے کہا: من الثقات تاریخ الامم الثقات ۸۳۳
احمد بن حجر نے کہا: صدوق تقریب احمد بن رقم ۳۷۰۵
حافظ بن عیسیٰ نے کہا: ثقہ رزم الکفر رقم ۱۷۰
حافظ بن یحییٰ نے کہا: صحیح مسلم کے ردوی ہیں رجال مسلم رقم ۲۴۵
حافظ ابن حبان نے کہا: مشکلی لکوفہ مشاعرہ الامام احمد ۱۳۰۵
امام ابن عیینہ نے کہا: ثقہ مسکات ابن عیینہ رقم ۶۳

کلیب بن شہاب

امام یحییٰ نے کہا: نامی ثقہ معرفۃ الثقات رقم ۵۵۵
ابو زرعد نے کہا: ثقہ ابخرج واحد بن رقم ۹۲۶
ابن سعد نے کہا: ثقہ طبقات ابن سعد ۲۳/۲
حافظ ابن حجر نے کہا: صدوق تقریب احمد بن رقم ۵۶۶۰
حافظ بن حبان نے کہا: کتاب الثقات میں تھا الثقات لابن حبان ۵

حضرت علی المرافی

اس درجہ کا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام ردوی ثقہ ہیں۔ لہذا اس حدیث کی سند بالکل بے عار و صحیح ہے۔ لہذا سند پر کسی قسم کا اعتراض باقی نہیں رہتا۔ اس حدیث کے دیگر سندیں بھی کتب حدیث میں موجود ہیں واللہ ان حارث کو مدظلہ کیجئے۔

دوسری سند

”حدیث علی بن عبد العزیز قال ثنا ابو نعیم قال ثنا ابو یوسف یعنی ابوشامی عن عاصم بن کلیب عن ایبہ بنہ کان مع عیسیٰ بن صلیب قال فلکان یروی عنہ الاولی ولا یروی لیما سوی ذلک“ (الوسطاء امیر ۱۳۴۳)

ترجمہ

عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں تھے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرتبہ رفع یدیں کرتے اور پھر نماز میں دو ہاتھ جمع یدیں کرتے۔

سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

علی بن عبد العزیز	ثقة مامون	موالات مترا مسیحی رقم ۳۸۹
ابو نعیم	ثقة ثبت	معرفۃ الثقات لمسی رقم ۱۲۸۰
ابو جریر شکی	ثقة	معرفۃ الثقات رقم ۲۱۰۲
عاصم بن کلیب	ثقة	معرفۃ الثقات رقم ۸۵
طیب بن صاحب	ثقة	الجرج والقدیر رقم ۹۳۶
حضرت علی المرتضیٰ	امیر المومنین	تکشف رقم ۳۹۳۰

اس درج بالا تحقیق سے واضح ہوا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

تیسری سند

"حدثنا ابن ابی شاذان قال نا احمد نا ابو یوسف قال نا ابو یوسف الہشامی عن عاصم بن کلیب عن ابن عیاد عن علی رضی اللہ عنہ عن علی بن عبد اللہ عن عاصم بن کلیب عن ابن عیاد عن علی رضی اللہ عنہ کا برفع ید فی اور تکبیرۃ من الصلاة ثم لا یرفع بعد۔ (شرح معانی الآثار رقم ۱۷۵۲)

ترجمہ

عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیشک نماز میں اوں تکبیر (تکبیر تحریر) میں رفع یدیں کرتے پھر اس کے بعد رفع

یدیں نہیں کرتے تھے

سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی توضیح مختصر ملاحظہ کیجئے۔

ابن ابی شاذان	امام جلال السنن	سیر اعلام النبلاء ۶۱۲/۱۲
احمد بن یوسف	امام حجة الخلفاء	سیر اعلام النبلاء ۳۵۷/۱۰۰
ابو یوسف	ثقة	معرفۃ الثقات رقم ۲۱۰۲
عاصم بن کلیب	ثقة	معرفۃ الثقات رقم ۸۵
طیب بن صاحب	ثقة	الجرج والقدیر رقم ۹۳۶
حضرت علی المرتضیٰ	امیر المومنین	تکشف رقم ۳۹۳۰

اس درج بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ لہذا یہ روایت بالکل صحیح و قابل اعتبار اور قابل استدلال ہے۔

چوتھی سند

"فان ابی ہکرة قد حدثنا فان نا ابو احمد نا ابو یوسف الہشامی قال نا عاصم بن کلیب عن ابن عیاد عن علی رضی اللہ عنہ کان یرفع فی اول تکبیرۃ من الصلاة ثم لا یرفع بعد۔ (شرح معانی الآثار رقم ۲۵۲)

ترجمہ۔ عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیشک نماز میں اول تکبیر (تکبیر تحریر) میں رفع یدیں کرتے پھر اس کے بعد ہاتھ میں رفع یدیں نہیں کرتے تھے۔

سند کی تحقیق

اس سند کی راویوں کی مختصر التوثیق درج ذیل ہے۔

ابو بکرہ بن ابی نعیمہ	حدیث محدث	میر اعلام الدین ۵۹۹/۱۲
ابو بکر احمد بن حنبل	ثقہ	تاریخ اسلام و اشکات رقم ۱۲۹۱
ابو بکر الصغیر	ثقة	معرفت اشکات رقم ۲۰۴
عاصم بن کلیب	ثقة	معرفت اشکات رقم ۸۱۵
کلیب بن صہب	ثقہ	المخرج والتدلیل رقم ۹۳۶
حضرت علی المرتضیٰ	میر ابو نعیم	اکاشف رقم ۳۹۳۰

درج بالا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

پانچویں سند

"قال محمد بن أحمد بن محمد بن أبي صالح عن عاصم بن كليب بن جرمي عن أبيه لائل ربيب علي بن أبي طالب رفع يديه في التكبيرة الأولى من الصلوة لمكوبة ولم يرفعهما فيما سوى ذلك" (موطاء امام محمد رقم ۱۰۵)

ترجمہ عاصم بن کلیب ہے والد سے روایت کرتے ہیں جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے انہوں نے کہا کہ ہے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ بکیر اولی کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے وہ بکیر جس کے ساتھ نماز شروع نہ جاتی ہے پھر پوری نماز میں کسی بھی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

سند کی تحقیق

امام محمد بن حسن	بحوالہ نعم والفتہ	میر بن الاعتدال رقم ۳۷۷
محمد بن ابی داؤد	ضعیف	الضعیف والضعیف رقم ۵۱۲

عاصم بن کلیب	ثقہ	معرفت اشکات رقم ۸۵
کلیب بن صہب	ثقہ	المخرج والتدلیل رقم ۹۳۶
حضرت علی المرتضیٰ	میر ابو نعیم	اکاشف رقم ۳۹۳۰

اس سند میں محمد بن ابی صہب روایت ہے مگر اس حدیث میں اس کا ضعف مقرر نہیں کیونکہ ابو بکر الصغیر ثقہ راوی ہے اس کی متابعت کر رکھی ہے۔ یہ یہ کہ غیر مقدمہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی نعیم الثقیب ثقہ عصر کو صعیف قرار دیا بھی مردود ہے۔ محمد بن الحسن ابی داؤد پر تمام عز و فضائل کے جوابات ان شاء اللہ ثقہ یہاں طبع ہو کر عام لوگوں کے سامنے آجائیں گے

چھٹی سند

"قال محمد بن أحمد بن أبي بكر ابن عبد الله النهشلي عن عاصم بن كليب الجرمي عن أبيه وكان من أصحاب علي بن أبي طالب كرم الله وجهه كان يرفع يديه في التكبيرة الأولى التي يفتح بقبضة لا يرفعها في شيء من الصلاة" (موطاء امام محمد رقم ۹۱)

ترجمہ عاصم بن کلیب ہے والد سے روایت کرتے ہیں جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے انہوں نے کہا کہ بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ بکیر اولی کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے وہ بکیر جس کے ساتھ نماز شروع نہ جاتی ہے پھر پوری نماز میں رفع یدین کسی جگہ بھی نہیں کرتے تھے۔

سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصر التوثیق درج ذیل ہے۔

امام محمد بن حسن	ثقہ العصر	شذرات الذهب رقم ۳۱۵
------------------	-----------	---------------------

امام محمد اور قاسم ابو جعفر سے پر عمر ضحاک کے جوابات کے لئے مستقلاً ایک کتاب درجِ طبع ہے جو کہ مکتوب شائع ہو کر مطالعہ کے لیے دستیاب ہوگی۔

ابو بکر بن عبد اللہ اعظمی	ثقة	معرفۃ اشکات رقم ۲۱۰۲۱
عاصم بن کلیب	ثقة	معرفۃ اشکات رقم ۸۱۵
کلیب بن شہاب	ثقة	المخرج والاعتدال رقم ۹۳۶
حضرت علی المرتضیٰ عجلہ	میر المومنین	الکاشف رقم ۳۹۳۰

اس درج بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام ہذا دی ثقہ ہیں۔

ساتویں سند

”حدثنا جعفر بن محمد قال حدثنا اسماعیل بن ابی قال حدثنا ابو بکر النهشبی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ عن عیسیٰ بن ابی طالب انه کان یرفع یدیه فی التکبیر الاولی من الصلاة لم لا یرفع“ (معصیات ابن جعفر رقم ۵۳۲) ترجمہ عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تکبیر اولی کے ساتھ رخصت نہیں کرتے اس کے بعد پھر (ماز میں) ہاتھ بٹھاتے تھے۔

سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصر اتوبیوگرافی ملاحظہ کیجئے۔

ابو جعفر محمد بن عمرو	ثقة	المعین فی طبقات احمد شین رقم ۱۲۳۰
جعفر بن محمد الصائغ	ثقة صادق	تاریخ بغداد ۷، ۸۵، رقم ۳۶۳۷
ساحل بن یان اورق	ثقة	الکاشف رقم ۳۳۵
ابو بکر اعظمی	ثقة	معرفۃ اشکات رقم ۲۱۰۲
عاصم بن کلیب	ثقة	معرفۃ اشکات رقم ۸۱۵

کلیب بن شہاب	ثقة	مخرج و اعتدال رقم ۹۳۶
حضرت علی المرتضیٰ عجلہ	میر المومنین	الکاشف رقم ۳۹۳۰

اس درج بالا تحقیق سے واضح ہو کہ اس حدیث کے تمام راویوں ثقہ اور صدوق ہیں لہذا اس پر کسی قسم کا اعتراض اصول کی روشنی میں غلط ہے۔

غیر مقلد و سیر علیونی کے اعتراضات کی تحقیق

قارئین! اگر ہم محدثہ صحاح پر مبنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی ۶ سندیں دیاں کرے اس کی توثیق مجدد میں کرے تو یہ ثابت ہو جائے گی کہ اس کا صحیح ثبوت یہ بھی ہے کہ غیر مقلد و سیر علیونی کی یہ بھی کتاب اور جہنمیں ص ۶۵ پر اس حدیث پر دو کتب صحت تو نقل کئے مگر اس کی سند پکولی اعتراض رکھتا ہے۔ جس سے ہم اور کم یہ بات تو ثابت ہوتی ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور یہ روایت ثابت ہے غیر مقلد و سیر علیونی نے جو اعتراضات لکھے ان کی تحقیق پیش خدمت ہے۔

۱ اعتراض غیر مقلد و سیر علیونی کی کتاب جہنمیں ص ۶۵ پر لکھتا ہے۔

”مروی ہے کہ سفیان ثوری نے اس اشکاک کا کیا ہے۔“ (جزء دوم ج ۱: ۱۱)

جواب قارئین! اگر ہم تحقیق کے نام پر غیر مقلد و سیر علیونی سے جو طوفاں بدگیریں کھڑی کیا ہو ہے اس کی مثال کسی دوسری جگہ نہ ملتی ہے۔ سفیان ثوری کے اس اعتراض میں کوئی وجہ نہیں لکھی کہ اس حدیث کو ضعیف نہیں کی وجہ کیا ہے لہذا ہمیں جرح تو غیر نقد و سیر علیونی کی کوئی مبالغہ نہ ہو۔ مزید عرض یہ کہ روایں کہ امام بخاری سے سفیان ثوری کی جرح کی سند کچھ زیادہ زیادہ کی ہے۔

وفات عبد الرحمن بن مہدی ذکر کرتے بغثوری حدیب النهشبی عن عاصم بن کلیب فانکرہ“ (جزء دوم ج ۱: ۱۱)

ترجمہ

اور عبدالرحمن بن محمدی سے کہا میں نے (سید) ثوری سے

سنا ہے کہ عثمان بن عاصم بن کلیب دانی روایت بیان کی تو سیدوں سے اس کا انکار کیا
جناب آپ کو کیا معلوم نہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں ۹۲۷ ہجری میں جبکہ عبدالرحمن بن
محمدی کی وفات ۱۹۸ ہجری ہے۔ یعنی عبدالرحمن بن محمدی کی وفات کے وقت امام بخاری
صرف ۲۷ سال سے تھے۔ جناب آپ امام بخاری کا تلامذہ عبدالرحمن بن محمدی سے تو
ثابت کریں۔ بعد ازاں یہ منقطع حوالہ جات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ترمذی روایت میں
حدیث پر اعتراض کرنا مردود ہے۔ جناب مسئلہ جماعت میں منقطع روایات سے خود
استدلال کرتے ہیں، ہر گز غلط نہیں میں سے کوئی روایت پیش کرے تو آپ کا لہجہ تو اس کی
تردید میں چلتا ہے۔ جناب آپ اپنی سندوں پر راہ دہیان اور مت مسلمہ میں غرق اور
اعمال ملت پر زبان درازی سے پرہیز کریں۔

2 اعتراض غیر مقتدرہ عمیرہ نورانیہیں ص ۶۵ پر لکھتا ہے۔

امام عثمان بن سعید الدارمی سے اس کو دانی (کنزور) کہا (اسنن الکبریٰ ۸۰۷/۱ معرفۃ بسنن
والآثار ۵۵۰/۱)

جواب

قائمیں کرام اعراس یہ ہے کہ امام دارمی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو وافی کیوں کہا
یہ بہت اہم ہے۔ کیونکہ جب تک حدیث پر اعتراض نہ کیجے نہیں معلوم ہوگی اس وقت
اعتراض کو بھٹکا اور جواب دینا مشکل ہوتا ہے اور بغیر وجہ کے صحیح سند پر اعتراض کرنا صحیح نہیں
ہے۔ لہذا آپ سب سے پہلے امام دارمی کے اعتراض کو پڑھیں۔

قال عثمان بن الدارمی: فہذا قد روی من ہذا الضرب فی الواہی عن عیسیٰ ولد رومی
عبدالرحمن بن ہرمز لا یرجح عن عیید فہ بن ابی رافع عن عیسیٰ آلہ راوی البیہ
مکتبہ یرفہ عن ہرکوع وبعہ ہرکوع من الرکوع فلیس الظن بعلی رضی

اللہ عنہ نہ یختار لہذا علی فعل البیہ مکتبہ " (اسنن الکبریٰ رقم ۱۶۶۳)

مشہور

عثمان امی رحمہ اللہ سے مراد کیا کہ یہ حدیث ترک رافع یدین وہ اس سند
سے کنزور ہے۔ چونکہ حضرت علی سے ہی کرم ^{صلی اللہ علیہ وسلم} سے رافع یدین کرنا روایت کیا ہے تو یہ
نہیں ہو سکتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی بنی کر ^{صلی اللہ علیہ وسلم} سے رافع یدین کرنا روایت کریں
اور پھر اس کی مخالفت کریں۔

قارئین کرام! امام دارمی نے اس درجہ با اعتراض سے معلوم ہوا کہ اس کا اعتراض بھی کوئی
ایسا نہیں جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ترمذی روایت میں روایت لایا ہو سکے۔
کیونکہ امام دارمی سے بغیر کسی روایت پر جرح لفظ کے بغیر ہی اس سند کو مردود کیا۔ امام دارمی
حسن حدیث سے استدلال کر رہے ہیں وہ عبدالرحمن بن ابی ثادہ کی روایت سے ضعیف ہے اور
اس کی تحقیق اس شاہد اللہ آگے آئے گی۔ لہذا امام دارمی سے روایت کو ترجیح دینے کی کوشش کی
ہے۔ امام دارمی سے اس اعتراض کا جواب مختلف صحیحین کرم نے بڑی تفصیل کے ساتھ دیا
ہے جو کہ پیش خدمت ہے۔

1 امام طحاوی کا جواب امام دارمی لکھتے ہیں۔

"فحدیث عیسیٰ ادا صح فہی کثر الحجة من لا یری نافع" (طحاوی ۱۵۵/۱)
یعنی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے تو اس میں تاریکیں رافع یدین
کیسے ہیں حجت ہے۔ امام طحاوی پھر امام عثمان امی کی تائید کر دہ روایت کے بارے میں
لکھتے ہیں "وحدیث ابن ابی الزناد عطاء" (شرح معانی الآثار ۱۵۵/۱)

یعنی

(امام دارمی کی پیش کردہ روایت احمدیٹ، ابن ابی رناؤ کی وجہ سے خطا ہے اور
مزید نیچے ہیں نہ یکوں مفسد مضبوط "سید روایت (امام دارمی کی پیش کردہ روایت) غلط
ضعیف ہے۔

بعکس لا مرویجھن فعل عینی بعد رسول ذیل علی سبب المحافاة ذیل علی صلی صلی علیہ والہ وسلم وخصمہ بعکس لا مرویجھن فعل عینی بعد الرسول ذیل علی سبب ما نقده "الاحتیاج" ص ۹۰، صاحب الروایۃ (۱/۳۱)

امام ابن حنیبل نے اپنی کتاب "المسائل" میں طعن کیا ہے کہ "ی" سے جو پنجہ کہا ہے وہ ضعیف ہے کیونکہ میں نے قوس خود رفع پر یہ "ی" نہ دیکھی ہے جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ترک رفع پر "ی" کے عمل کے ضعیف ہوئے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حسن ظن کرتے ہوئے یہاں پکری ہے تو اس صورت میں مخالف کو بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ اس معادہ میں اس کے بعکس رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حسن ظن کرتے ہوئے ترک رفع پر یہ "ی" کے عمل کو رفع پر یہ "ی" کے لئے ناسخ بناوا۔

اس درجہ بال تحقیق سے واضح ہو کہ امام عثمان غنی کا اعتراض صحیح نہیں اور دیگر محدثین کرام نے امام عثمان غنی کے اعتراض کو رد کرتے ہوئے تفصیل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ لہذا معلوم ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ترک رفع پر یہ "ی" ذاتی حدیث پر اعتراض کرنا اصوب کے خلاف ہے۔

3. اعتراض غیر مقلد پر علی بن نور بن حنیبل ص ۱۶۵ پر لکھتا ہے۔

امام شافعی سے سے غیر ثابت کہا۔ (مسائل الکبریٰ للبخاری ص ۱۲۸)

جواب عرض یہ ہے کہ پہلے آپ اس جرح کی سند و متن مدخل فرمائیں تاکہ صورتحال واضح ہو جائے۔ امام تہذیب السنن الکبریٰ ص ۸۱/۲ پر لکھتے ہیں۔

قال ابو عمرو قال الشافعی فی القديم ولا یثبت عن علی وابن مسعود
یعنی زعفران نے کہا کہ امام شافعی سے قدیم درپے افرمایا کہ حضرت علی و ابن مسعود جہا سے ثابت نہیں۔

جناب یا ۲ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پیش کردہ حوالے کی سند متصل نہیں ہے؟۔ منقطع سند پیش کر کے عام لوگوں کو بہکات کا سلسلہ اسب چھوڑ دیں۔ کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ یہ قوس امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قوس ہے؟ جیہ کہ آپ کے پیش کردہ حوالے میں صاف لکھا ہے۔
فعل الشافعی فی القديم "جناب منقطع اور قدیم مروج حوالے آپ ہی کو مبارک ہوں مگر یاد رہے کہ یہ حوالہ جات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ترک رفع پر یہ "ی" ذاتی حدیث کو آپ صعب ثابت نہیں کر سکتے۔ مگر علی ہمت ہے تو اس کی سند پر جرح کر کے رکھا نہیں۔ مگر اس جرح کا علمی جواب پھر بھی سننا پڑے گا۔

قارئین کرام اس مقام پر سب ہوگا کہ محدث ابن ترک بن رحمہ اللہ کا حوالہ پیش کر کے اس جرح کی حقیقت و طبع کی جانے۔

امام ابن ترک بن رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ "قلت نقده تصحیح الطحاوی ذلک عن والسنہ بدلک تصحیح کما مرویہ لمقدم علی لشافعی" (یعنی ہر ایک ص ۹۰)

ترجمہ میں (ابن ترک بن رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ پہلے امام طحاوی کی تصحیح کو چکی ہے اور اس کی سند بھی صحیح ہے اور ثابت علمی پر مقدم ہوتا ہے۔ قارئین کرام! درج بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ رد علیہ کی غیر مقلد کے پیش کردہ قوس کی تو سند ہی منقطع ہے دوم یہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قوس اگر پرینیل تنزل، یا بھی بوجہ تو یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قوس تھا جبکہ جدید قوس اس کے برعکس تھا لہذا منسوخ اور مروج قوس کو پیش کرنا باطل اور مردود ہے۔

4. اعتراض - غیر مقلد پر علی بن نور بن حنیبل ص ۱۶۵ پر لکھتا ہے۔

"امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا ہے"۔ (مسائل الامام احمد ص ۳۳۳)

جواب عرض یہ ہے کہ غیر مقلد پر علی بن نور بن حنیبل نے عام لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوئی سرنخیں چھوڑی۔ کیونکہ عام لوگوں کو اس کتاب تک دسترس نہیں ہوتی لہذا اس کا فائدہ دیکھ کر جو بھی

مرض میں آئے نکلتے جاتے ہیں مگر یہ بھوس چاٹتے ہیں کہ حق تو آخر حق ہی ہوتا ہے۔ قارئین کرام! آپ در امام احمد بن حنبل سے لفظ طعن و خطہ نہیں اور پھر ریر علی بن ابی طالب کا فیصلہ خود کریں۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں "قال انہی لم یروہ عن عاصم غیر ہو بکر النہشی اعمہ" (المعلل ومعرفۃ الرجال رقم ۷۱۷)

ترجمہ (امام احمد بن حنبل نے کہا کہ عاصم بن علیہ سے ابی بکر النہشی کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کی۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ترک دفع یدیں والی حدیث عاصم بن علیہ سے ابی بکر النہشی نے ہی روایت کی ہے۔

قارئین کرام! اس حدیث میں امام احمد بن حنبل نے تو اس حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ سند کے راوی عاصم بن علیہ سے ابی بکر النہشی سے اس کی روایت کرنے کے بارے میں کہا ہے۔ یہ اصحاب تو آپ کو قبول ہے کہ ثقہ راوی کی روایت قابل قبول ہوتی ہے اگرچہ ایک ہی سند سے کیوں نہ ہو۔

دوم اس خواہے میں امام احمد بن حنبل سے "اعلمہ" کہہ کر اپنے علم کے مطابق لکھا ہے۔ جبکہ پچھلے صفحات میں گمراہ چٹا ہے کہ عاصم بن علیہ سے روایت کرنے میں ابوبکر النہشی (ثقة) منفر نہیں بلکہ محمد بن ابی ہاشم (ضعیف) نے عاصم بن علیہ سے روایت کر کے ابوبکر النہشی کی متابعت بھی کر رکھی ہے۔ مگر اس روایت میں تہ ابوبکر النہشی ہی کیوں نہ ہوتے پھر بھی اصحاب حدیث کی روش میں ثقہ راوی کی منفر روایت اگر کسی وثوق کے خلاف نہ ہو تو قابل قبول ہوتی ہے۔

سوم امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا ہے (المسائل ص ۳۴۳) کہ ۱۰۷ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امام احمد بن حنبل کا پناہ تو نہیں بلکہ مسائل من محمد کے راوی عبد اللہ بن احمد جو

کہ وہ امام احمد بن حنبل کے صاصر ہیں۔ کا پناہ نہیں ہے جبکہ امام احمد بن حنبل کے مقابلے میں ان کے بیٹے کا فہم مضبوط نہیں ہے۔ جناب اگر آپ کو میری گمراہی پر غماز اس وقت مہربان کے مشہور عام شیر علی عمر کی تصریح ملاحظہ فرمائیں۔

"وفی ہذا الخرویۃ یغنی الامام احمد العلم بوجود متابع لابی بکر النہشی و ہذا ذوں مطلق النسخی ومع ذلک فہم ابنہ عبد اللہ ابنہ بنکرہ ، و ہذا المعرفة بان من منہجۃ اطلاق لابی بکر النہشی الحدیث الہی مفرد بہ روایۃ و بوبکر النہشی ہو ابو بکر بن عبد اللہ بن قنطرب ولد وثقہ احمد والنسخ صحیح ان ہذا الحدیث لم یفرد بروایت عن عاصم بن علیہ ، فقد تابعہ محمد بن ابی بن عن عاصم بمثلہ ، خرجه محمد بن یحییٰ بن یحییٰ و ذکرہ الدارقطنی تعریضاً وعن من اجل ہذا لم یجزم امام احمد بضعفی وجود متابع بہ ، بل نفی عنہ بدلیلک لحسب" (صحیح ۸۹/۲ ص ۷۱)

ترجمہ اس روایت میں کہ امام احمد اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ اس کے علم کے مطابق ابوبکر النہشی کیسے کوئی متابع نہیں۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا کوئی دوسرا متابع موجود ہی نہ ہو۔ دوسری بات یہ کہ ان کے بیٹے یہ سمجھے ہیں کہ امام احمد نے متابع کی نفی کی لہذا یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا ان کے بیٹے جو سمجھے وہ صحیح بھی ہو۔ ابوبکر النہشی سے مراد ابوبکر بن عبد اللہ بن قنطرب ہیں ان کو امام احمد سے ثقہ قرار دیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عاصم بن علیہ سے یہ حدیث علیہ سے یہ حدیث روایت کرے میں وہ منفر نہیں بلکہ عاصم سے محمد بن ابی ہاشم نے ان متابع کی ہے۔ امام احمد سے اس کی تخریج کی اور دارقطنی نے اسے تعریضاً ذکر کیا ہے امام احمد سے یحییٰ بن یحییٰ کے ساتھ متابع کی نفی نہیں کی بند

یہ کہا کہ میرے علم کے مطابق اس کا کوئی محتاج نہیں۔

اس درجہ بالا احوال سے درج و مل نکات واضح ہو گئے ہیں۔

- 1 اس روایت سے دوسرے میں امام احمد بن حنبلؒ نے نکار نہیں کیا بلکہ یہ الفاظ کے لیے عہد اللہ بن احمد بن حنبلؒ کا اپنا لہجہ ہے۔
- 2 امام احمدؒ سے صرف ابو بکر نعشی کے تفرک کا کہنا ہے جبکہ ابو بکر نعشی خود امام احمدؒ سے تفرک ہے۔

3 اس روایت میں ابو بکر نعشی (نشد) کی متابعت محمد بن اوس سے بھی کی ہے۔

4 امام احمدؒ سے ابو بکر نعشی کے محتاج کا نکار نہیں کیا بلکہ اپنے علم کی وسعت کا نکار کیا ہے۔
لہذا معلوم ہو کہ امام احمدؒ کی حرج بھی مطلقاً نہیں بلکہ اپنے علم کے مطابق انکار کیا ہے۔ دیگر روایں اگر ابو بکر بن نعشی سے مراد بھی ہو تو تفرق ہوئے کی وجہ سے یہ روایت صحیح اور ثابت ہے۔
اس نے امام احمدؒ کا حوالہ پیش کرنا بھی اصول کے مطابق غلط ہے۔

5۔ اعتراض غیر مقلد رجحان فی رد اور اعتنا ص ۶۵ پر لکھتا ہے۔

”امام بخاریؒ سے حرج کی“ (رجحان فی رد اور اعتنا)

جواب عرض یہ ہے کہ امام بخاریؒ رحمہ اللہ سے اس حدیث کی سند پر کوئی اعتراض وار نہیں کیا۔ امام بخاریؒ رحمہ اللہ نے بھی ترجیح کا موقف اختیار کیا ہے۔ امام بخاریؒ رحمہ اللہ کے اپنے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

”حدیث عہد اللہ أصبح مع ان حدیث کتب هذا لم يحفظ رفع الایدي

وحدوث عہد اللہ هو شاهد“ (رجحان فی رد اور اعتنا ص ۱۱)

اور عہد اللہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے ساتھ اس کے کہ کتب کی اس حدیث میں رفع الایدي کو یاد نہیں رکھا گیا اور عہد اللہ کی حدیث (ثبات) گواہ ہے۔ اس درجہ بالا حوالہ سے واضح ہے

کہ امام بخاریؒ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ”ک رفع الیدي“ و ان حدیث کی سند پر کسی قسم کا اعتراض غلط نہیں کیا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث کو صحیح کہا کہ ”ترجمہ دی ہے۔ اور اس ترجیح و مسنک کا جو بوجہ بعض صفحات میں ابن دینی علیہ کے حوالے سے تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے۔ دوسری طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رفع الیدي کی حدیث پر محدثین کے حرج کا باب ہے لہذا ضعیف روایت کو ترجیح دینا صرف اور صرف احتیاط سے سلکی حکایت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ لہذا امام بخاریؒ رحمہ اللہ کا یہ اعتراض بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رفع الیدي کی حدیث کو ضعیف ثابت نہیں کرتی۔

لہذا جب سند صحیح سے توفیق علت قادم نے اس روایت کو ایسے ضعیف نہہتے ہیں۔ جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ترک رفع الیدي و ان حدیث کو ”پا کے سپنے مسطور“ سے ختم بھی صحیح ہے۔ لہذا ایہ اعتراض غلط کرنا (خس کا اصول میں کوئی ہیئت نہیں) غلط اور مردود ہے۔

6 اعتراض غیر مقلد رجحان فی رد اور اعتنا ص ۶۵ پر لکھتا ہے۔

”ابن ملقن نے سے ”ضعیف لا یصح عہد کہا“۔ (البدیع ص ۳۹۹/۴)

جواب عرض یہ ہے کہ غیر مقلد رجحان فی رد اور اعتنا نے حافظ ابن ملقن کو اپنی تہنیت اور اس طریق ص ۳ پر مشہور صوفی حافظ مروج الدین ابن ملقن لکھا ہے۔ جناب اپنی مرضی ہو تو صوفیہ مکرر کے حوالہ جات سے استدلال کرتے ہیں مگر جب اپنی مرضی سے ہو تو صوفیہ مکرر پر قطع و قنیع کرتے ہوئے ذرا بھی شرم نہیں آتی ہے۔ مزید یہ کہ یہ علی بن ابی طالب کے پیش رو حافظ ابن ملقن کے حوالہ میں اسے ضعیف کہنے کی کوئی وجہ نہیں قائل۔ لہذا دیگر محدثین کرام کے نزدیک مفسر صحیح کے مقابل میں ہم حرج قائل نہیں ہوتی۔ لہذا اس حوالہ کو نظر کرنا صحیح نہیں ہے۔

قاریں کرام! اس درجہ کی تحقیق سے واضح ہو گیا کہ حضرت علی سے مروی روایت میں رجع الیہ میں کی صحیح حدیث کے بارے میں شکوک و شبہات بھلا تاہم اس قدر ضروری ہے اور غیر مقلد رہیں نظری کے پیش کرنا کہ موالہ جات اس سے اپنے مسما صوب کے مطابق سمجھیں ہیں۔ لہذا اس حدیث سے صحیح ہو سے میں یوں شک و شبہ نہ گناش ہیں ہے

حدیث حضرت علیؑ کو صحیح کھنے والے محدثین کرام

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ترک رجع الیہ کی حدیث کو متعدد محدثین کرام نے تصحیح روایت کی ہے۔

- 1 امام بخاری نے کہا: الحدیث علیٰ زوجہ شرح معانی الآثار ۵۵/۱
- 2 امام ابن جریر نے کہا: رجالہ ثقات الجواہر النقی ۷۸۸
- 3 امام ابن دقیق العید نے کہا: مائل پہنچ نصب الرایۃ ۳۱۳/۱
- 4 علامہ بدر الدین عینی نے کہا: صحیح علی شریعہ مسند عمدة القاری ۲۵۳/۱۵
- 5 محدث مغلطائی نے کہا: مائل پہنچ شرح ابن ماجہ ۳۷۳
- 6 حافظ ریشی نے کہا: دعوای صحیح نصب الرایۃ ۲۰۶/۱
- 7 حافظ ابن حجر نے کہا: رجالہ ثقات الدرر النقی ۵۲/۱
- 8 امام دارقطنی نے کہا: مائل پہنچ اصل دارقطنی ۱۰۶/۳
- 9 ملا علی قاری نے کہا: مائل پہنچ الاسرار المفوضۃ ۳۹۳
- 10 محدث قاسم بن قطلوبغا نے کہا: سند وثقات التقریفات والاشعار ۳۰۹

ترک رجع الیہ میں اور حضرت ابو ہریرہؓ

قاریں کرام! رجع الیہ میں کے مسئلہ میں غیر مقلدین حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی بحث کرتے رہے ہیں مگر اصوب کی روشنی میں یہ روش اور درست نہیں ہے۔ مگر مسلکی حمایت سے بالاتر ہو کر تحقیق کی جائے تو بہت سارے حقائق سامنے آتے ہیں۔ رجع الیہ میں کے مسئلہ پر غیر مقلدین حضرت صحابی رسول ﷺ حضرت ابو ہریرہؓ سے ثابت رجع الیہ میں کی دلیل دیتے ہیں کہ دو متفقہ مسلم صحابیوں میں سے میں اور اس کا رجع الیہ میں کرنا یہ ثابت رہتا ہے کہ انہوں نے اختلاف رجع الیہ میں کیا مگر عرض یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے ثابت رجع الیہ میں کی حدیث کی سند معتبر نہیں جس کا جائزہ ہم اللہ و حدیث میں کے مگر فی خاص حضرت ابو ہریرہؓ سے ترک رجع الیہ میں کی روایت کا جائزہ قارئین کرام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ عام لوگ بھی تحقیق کا حظ لے سکیں۔

قیس بن ابی حارثہ کی ہمارے حضرت ابو ہریرہؓ کے مشابہت تھی

حضرت قیس بن ابی حارثہ جو کہ ثقہ ورجل القدر تابعی ہیں جنہوں سے کئی صحابہ کرام کی مراد مذکورہ خط کیا۔ ان کی مراد بالکل حضرت ابو ہریرہؓ کی طرح تھی۔ جو فعل حضرت ابو ہریرہؓ نے کیا بالکل اسی طرح قیس بن ابی حارثہ نے بھی کیا۔ بعد اس کا ثبوت مذکورہ خط لکھئے۔

حدثنا ابن مہر حدثنا اسماعیل بن ابی حماد عن یحییٰ بن قیس عن کان ابو ہریرہؓ یصنعی بسمہ بنحو من صلاۃ قیس بن ابی حارثہ (مسند امام احمد رقم

الحدیث 10443، مسند احمد رقم الحدیث 9637)

ترجمہ ہم ثقہ ورجل بن ابی حارثہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ

مدینہ میں بالکل ویسے ہی نماز پڑھتے تھے کہ ثقہ تابعی قیس بن ابی حارثہ پڑھتے ہیں

٢- يحيى بن سعيد النخعي 198 هـ ثقة متفق عليه تقريب العبد 7567

۳۔ اسما عیسیٰ بر ابہا خالد (تابعی) 146ھ ثقہ شریف

۳۔ قمیسن اہل عازم ۹۸ء ثقہ تلخرب المتحدیہ: 5566

نہ تحقیق سے معلوم ہو کہ سارو بیت کے تمام راہی تھے۔ اور صدوق ہیں۔ اس مسئلہ کی اہم بات یہ ہے کہ ہاجیل بن ابی حاد سے خود بہت سارے صحابہ پوچھا۔ درود بیت بن ابی حاد سے یہ کہ قیس بن ابی حاد منور علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے بہت سارے ان کا یہ صحابہ کو دیکھا۔ اور اسے حدیث کی اہمیت کی اور بعض محدثین کرام نے تو انہیں صحابی شمار کیا ہے۔ سب حال قیس بن ابی حاد م صحابی ہوں یا تانبی مگر ان کا ترک رفع الیدین ثابت ہے۔ قیس بن ابی حاد مکارم علیہ السلام۔ کرنا ان کا چناؤ اسی فصل تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ یہ کہ ہاجیل بن ابی خالد نے اپنے والد سے بیان کر دیا ہے کہ قیس بن ابی حاد م فی نماز بالکل حضرت ابوہریرہؓ کی مگر جیسی تھی اور قیس بن ابی حاد م نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے جس سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت ابوہریرہؓ کا غسل بھی رک رفع یدین ہی تھا۔ بعد حضرت ابوہریرہؓ کی اس واضح حدیث کے مقالے میں صعب مسئلہ سے مروی اثبات رفع الیدین اور اہمیت پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔

بدین سہولت کا قرآن کریم کے الفاظ الیحدیث ہی ہے۔ اس مقام پر مزید عرض کر
دوں کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی یہ حدیث مدخلۃً یہاں اور ردّیہاں تفسیر کی روشنی میں
کہ حدیث کا مطلب واضح ہو جائے گا۔ کیونکہ اصحابِ ائمہ ہمیشہ کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض احادیث
دیگر احادیث کی تفسیر یا مضموم ہوتی ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: "الحدیث مدخل
تجسس طرقہ سم تعہدہ و الحدیث یفسر بعضہ بعضی" (پس صحیح اخلاق
الروی 212/2) مضموم یعنی جب تک حدیث کے طرق جمع نہ کئے جائیں حدیث کی کچھ نہیں
آتی ورنہ احادیث بعض احادیث کی تفسیر ہوتی ہیں، حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث ہے۔

حدثنا مالک عن یحییٰ بن المجهوم و یحییٰ جعفر القاری الیہما أخبرنا ہذا
 ہریرۃؒ کان یبصری بہم فیکبر کلما عھض و رفع و کان یرفع یدہ حبس
 یکبر یشیع الصلاۃ۔ (موطاء امام مالک بروایت مصعب 81/1، رقم الحدیث 208)
ترجمہ امام مالک بن انس وہ فہم بن الحکمہ و ابو جعفر القاری سے روایت کرتے
 ہیں۔ میر دونوں اس بات کی خبر سیتے ہیں کہ جناب سیدنا ابو جعفرؑ اٹھتے تھے، ہر اونچے
 سچ کے وقت (دونوں حضرات) تکبیر کہتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب شروع نماز کی تکبیر کہتے
 تو رفع یدین کرتے تھے۔

♦ **سند کی تحقیق** ♦

۱۷۹۱ امام، مکہ میں اس ۱۷۹۱ امام تقریب التہجد ۱۷۹۱ امام

۹. نعم بن عبد اللہ محمد ثقہ تہذیب العلماء: 639

8021 تقریب التجلیہ

۳۔ حضرت ابو سعیدؓ

محلّی جیل

تقریباً ۸۴۲۵

اس سند سے قہام راوی کی ثقہ اور مضبوط ہیں۔ اہل اقیس میں ابی حارم کا حضرت ابو
ہریرہؓ کی امر جیسی غماز پڑھتے ہوئے ترک رفع یدین یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بھی
رفع الیدین نہیں کیا کرتے تھے۔ اس سے ثقہ فقیہ مجتہد امام محمدؒ میں حسن الشیوخ ہے اس اربع
باب حدیث سے ترک رفع یدین اسی مراد ہے۔

یام محمد کہتے ہیں۔ ”فہا حدیثکم موافق لعہی و ابن مسعودؓ“ یعنی یہ حدیث حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (یعنی ترک رفع المیدین) کے موافق ہے۔

ہذا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابوہریرہؓ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ امام ابو
ذہب بھی ترک رفع الیدین کے جانب ہیں حضرت ابوہریرہؓ کی مرنے کا وقت ۱۰ مئی ۶۴۵ء

حضر عبد اللہ بن مسعودؓ اور ترک رفع الیدین

یہ نہایت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ترک رفع یدین پر عمل نہیں کرتے تھے۔ لہذا ان کی روایات ملاحظہ کیجئے۔

حدیث و کتب عن مسعر عن ابی معشر عن ابراہیم عن عبد اللہ انہ یرفع یدہ فی اور ۱۶ یفتح ثم لا یرفعہما (مختلف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 2468)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کر دیتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

مسند کی تحقیق

1. الکعب بن ابرار عن ثقہ حافظ تقریب ۱۴۱۱ ہجری رقم ۷۴۴
2. مسعر بن کدام عن ثقہ ثابت تقریب ۱۴۱۱ ہجری رقم ۶۶۰۵
3. ابی معشر زیاد بن کلیب عن ثقہ تقریب ۱۴۱۱ ہجری رقم ۲۰۹۱
4. ابراہیم بن محمد بن محمد عن ثقہ تقریب ۱۴۱۱ ہجری رقم ۲۰۰
5. حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہوا عن ابراہیم عن ثقہ تقریب ۱۴۱۱ ہجری رقم ۳۶۱۳

اس درج بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

غیر مفید ربیع علی زنی کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

غیر مفید ربیع علی زنی اس روایت کے بارے میں ماموں کو شک میں ڈالنے کے لئے لکھتا ہے

اعتراض سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ ہجری ہجرت ہوئے۔ اور برہم بن ربیع بنی نضیر ۳۷ ہجری کے بعد پیدا ہوئے تھے لہذا یہ سند منقطع ہے۔ (لورینٹس ص ۱۶۶)

جواب عرض یہ ہے کہ اس اعتراض کا حقیقت سے ہمہ گیر کر کے قوال جاننا

بہت ضروری ہے

1 امام ترمذیؒ کی تحقیق مام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

حدثنا ابو عیبة بن ابی السفر لکوفی حدثنا سعید بن عامر عن شعبہ عن سلیمان الاعمش قال قلت لابراہیم النخعی اسند بی عن ابی مسعود رسی اللہ عنہ فقال ابراہیم اذا حدثکما عن رجل عن عبد اللہ فهو الیدی سمیت واذ قلت لابی عبد اللہ فهو عن غیر واحد عن عبد اللہ (علی الترمذی ص ۵۵۵ مع ۵۵۵)

ترجمہ

سیدنا الاعمش نے ابراہیم نخعی سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک سند کا پوچھا تو ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرمایا جب میں کسی شخص کا وہاں میں ذکر کروں تو وہ حدیث میں نے صرف اسی سے سنی ہوئی ہے اور جب میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام ہوں تو وہ میں نے کئی اشخاص سے سنی ہوئی ہے۔

حافظ ابن عبد البرؒ کی تحقیق

حافظ ابن عبد البر تحقیق کرتے ہوئے ابراہیم نخعی کی مرسل کو کئی سند سے زیادہ صحیح مانتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "حدثنا عبد الوارث بن مسلم عن ابی قاسم بن اصیغ قال حدثنا حماد بن رھیر قال حدثنا حماد بن حلیل قال محمد بن جعفر قال حدثنا شعبہ عن سلیمان الاعمش قال قلت لابراہیم اذا حدثنی حدیثا فاسنده فقال اذا قلت عن عبد اللہ یعنی ابی مسعود فاعلم انہ عن غیر واحد واد مسیب لک احد فهو الیدی سمیت (تصحیح ۳۲۱)

مفہوم

سیدنا الاعمش نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ جب حدیث بیان کریں تو اس کی

کا مایہ ناز ہو سکتی ہے مگر ایک مقلد ائمہ تحقیق کی سیر فی سبیل سے نہیں ہے۔

1 جناب آپ کا یہ عزائم کہ عیروحد (نئی اشخاص) اور جماعت دونوں نامعلوم اور غیر متعین ہیں ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ کیونکہ یہ گمراہی رحمہ اللہ سے جس جماعت سے احادیث خارج کیا اور اس سے علم حاصل کیا ورنہ اس سے علم پر پوری دہ سب محدثین بر مسمیٰ و صحیح طور پر بیان کر دیا۔ جناب یہ جماعت میں سے چند اشخاص کو صاحب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام علی بن ابی طالب رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وکان ابراہیم مدعی عنده من اعلم الناس باصحاب عبد اللہ یعنی ابراہیم نخعی میرے نزدیک اسی صاحب عبد اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے (المجلس ابن ابی عمیر ۴۳/۱) آگے امام علی بن ابی طالب صاحب عبد اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

صاحب عبد اللہ الدیسی یقرون و یفتون سنة عنده و الاسود و مسروق و عبید اللہ و عمرو بن شرحبیل و لحدوث لا عور یعنی اصحاب عبد اللہ جو پڑھتے و سنتے و روایت کرتے ہیں۔ عنده ، الاسود ، مسروق ، عبید اللہ ، عمرو بن شرحبیل ، الاحداث لا عور (المجلس ابن ابی عمیر ۴۳/۱)

امام علی بن ابی طالب نے آگے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

"ابراہیم نقی من هؤلاء الاسود و عنده و مسروقاً و عبید اللہ" (المجلس ابن ابی عمیر ۴۳/۱) یعنی ابراہیم نخعی کی اسود، علقمہ، مسروق اور عبید اللہ سے اتفاقاً بات ہے۔

امام علی بن ابی طالب کی اس درجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے جن اشخاص اور جماعت سے سنا ان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے

اصحاب اور شاگرد شامل ہیں ورنہ یہ بات تو ایک کم فہم سوال کو بھی سمجھ آ جاتی ہے کہ جب

ابراہیم نخعی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تلامذہ ہیں نفس کرہ ہے ہیں تو حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ بات حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے ہی کہی اور یہی ایک جماعت ہے جس کا شمار ابراہیم نخعی سے خود کیا ہے۔ یونہی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب سے زیادہ علم والے کے اصحاب کو تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب (الاسود، علقمہ، عبید اللہ، اسلم کو سب سے زیادہ علم والے و اہل بیت کے اصحاب اور علقمہ بھی بات کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں الاسود بن یزید اور علقمہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے حادداں میں سے تھے۔ یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے وہ اصحاب تو ابراہیم نخعی سے شیخ و راویوں تھے اس لئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے افعال، افہام و اسباب عبد اللہ بن مسعود سے زیادہ اور کوئی نہ جانتا تھا اور اصحاب عبد اللہ بن مسعود کے علم و افعال کو ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ لہذا معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی کا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ترک ربیع یدین والا عمل کا بتانا بالکل صحیح ہے۔ یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ اصحاب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ترک ربیع یدین کرتے تھے جو کہ بالکل صحیح سند سے ثابت ہے۔ اور اس کی تحقیق آئندہ صفحات پر ملاحظہ کیجئے گا۔

ابن رجب کی تحقیق ابن رجب لکھتے ہیں۔

وکان اصحاب عبد اللہ الدین یقرون بقرآنہ و یفتون بقرآنہ و یدہون مذهبہ عنده بن لمیس و الاسود بن یزید و مسروق بن الاعدع و عبید اللہ السعفی و عمرو بن شرحبیل و الحدیث بن لمیس من هؤلاء عندهم ابراہیم مدعی و کان اعلم اهل الکوفة باصحاب عبد اللہ و طریقہم و مذهبہم ابراہیم و الشیبانی لا اهل الشیبانی کان یدہب مذهب مسروق یاخذ من عسی و اهل المصنعة و غیرہم و کان ابراہیم یدہب مذهب اصحابہ اصحاب عبد اللہ هؤلاء۔ (المجلس ابن رجب ۶۰/۱)

معلوم اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، قوس پر فتوے اور ان کے مذہب کی طرف گئے، وہ مال و بن پریدہ مسروق بن ہاجرہ و عبیدہ و السلامی عمرو بن شریک و انارث بن قیس ہیں اور ذراہم بھی اور شعبی قرم اہل کوفہ سے زیادہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود سے طریقت و مذہب کو ماننے والے تھے مگر امام شعبی مسروق بن ہاجرہ کے مذہب کی طرف مائل ہوئے اور مسروق سے یہ علم حضرت علی اور ابن ابی الدیہ سے حاصل کیا جبکہ ذراہم بھی اپنے شیوخ اور اصحاب عبد اللہ بن مسعود کے مذہب کی طرف مائل ہوئے۔

لہذا معلوم ہو کہ ذراہم بھی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب اور علم کے شاگردوں سے حاصل کیا اور ان پر کہ ابن ابی الدیہ اور بن جب کے قوس سے ظاہر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب سب سے زیادہ مال سے شاگرد و اصحاب ہی جانتے تھے۔

حافظ گوگردی کا یہ لکھنا کہ "تمکس سے روایتیں کوئی جمع ہو کر سہ حدیث سب میں اور وہ تینوں ضعیف ای ظاہر ہیں ایک ضعیف مرفوعہ کے علاوہ اس کی کچھ حقیقت نہیں ہے کیونکہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود، علقمہ و غیرہم ثقہ راوی ہیں لہذا ان کے ضعیف یا دلائل کا احترام تو مردود ہے۔ خاص طور پر جب امام بخاری کے استاد علی بن مدینی کی تصریحات واضح موجود ہیں۔ مزید یہ کہ تابعی اور صحابی کے درمیان دو چار سات و سطوں کا ذکر بھی فضول ہے کیونکہ ذراہم بھی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کا تمام علم ان کے شاگردوں (اسود بن یزید، علقمہ، عبید اللہ وغیرہ) سے حاصل کیا۔ ہذا دو چار سات و سطوں کا ذکر کر کے اس حدیث میں شک و شبہ مردود و باطل ہے۔ مزید یہ کہ حافظ گوگردی کا یہ لکھنا کہ "ذراہم کے مذہب کے وہ ثقہ ہیں مگر دیگر محدث کے ہاں ضعیف ہوں" یہ بھی غلط ہے کیونکہ اسود بن یزید و علقمہ

مسروق عبید اللہ و غیرہم ذراہم بھی کے مذہب کی بھی ثقہ ہیں، اور دیگر محدثین کرام کے مذہب کی بھی ثقہ ہیں۔ لہذا ایسے اعتراضات مردود کرنا ہی اصول علم اور حلال سے بے خبری و مسلک سماعت کا شمس ہے۔

لہذا درج بالا تحقیق سے یہ واضح ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تمام علم اور مذہب ان کے اصحاب (اسود، علقمہ و غیرہم) سے حاصل کیا کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تمام مذہب طریقہ اور فتوؤں سے ان سے پیش آیا جو بنی واقعہ اور عام تھے۔ لہذا ذراہم بھی رحمہ اللہ نے جہاں بھی جہت اور کئی اشخاص کا ذکر کیا تو ان میں یہ حضرات ضرور شامل تھے۔ ہوتے ہیں۔ اب یہ روایتیں ہیں کہ ایک راوی یا محدث روایت میں آتے وقت تمام شیوخ کا تذکرہ کرے کیونکہ جب ذراہم بھی رحمہ اللہ سے یہ تصریح کر دی کہ جب میں صرف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام سے روایت کروں تو میں یہ روایت ایک جہت سے ہی ہوتی ہے اور اس جہت میں ذراہم بھی کے ناموں اور دیگر شیوخ شامل ہیں (اسود، علقمہ، عبید اللہ و عمرو بن شریک و غیرہم) جو کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ذراہموں سے ہی حضرت عبد اللہ بن مسعود کے تمام افعال، اقوال اور مذہب محفوظ کیا ہے۔ لہذا اس روایت کے متصل اور صحیح ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ ذراہم بھی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل بہا کر رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ ذراہم بھی رحمہ اللہ ہر بات میں اپنے پیروں کے وارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور شاگرد سے معلوم ہوا کیونکہ یہ لوگ ان کے ساتھ اور شیوخ تھے۔ لہذا اس کے بارے میں تو کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے اور میرا مقلد و پیرونی کے تمام اعتراضات باطل اور مردود ہیں جس کی علمی دنیا میں کچھ حیثیت نہیں ہے۔

دوسری سند

حدثنا محمد بن عبد الله بن حصص عن ابي احمد بن يوسف ثنا ابو الاحوص عن
حصص عن ابراهيم قال كان عبد الله لا يرفع يديه في سبى من الصلاة في
الكبيرة الاولى (المالك بن اعين، رقم ۹۶۹۹)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب نماز میں رکعتیں اٹھاتے ہیں تو صرف پہلی
نکیر کے وقت (یعنی ابتدا میں)

سند کی تحقیق

اس سند کے تمام راویوں کی قویں مختصرات ملاحظہ کیجئے۔

- 1: محمد بن عبد اللہ بن عمر ثقفی ثقہ سیر، امام اشعرا، ۳۱۸/۲۰۰
 - 2: احمد بن یونس ثقہ تقریباً ۲۳۰
 - 3: ابوالاحوص سلام بن مسلم ثقہ تنقن تقریباً ۲۰۰
 - 4: حصین بن عبدالرحمن ثقہ ابرج والتدیل، ۸۳۷
 - 5: ابراہیم بن یونس ثقہ تقریباً ۲۰۰
 - 6: حضرت عبد اللہ بن مسعود کبار الصحابة من الصحابة تقریباً ۳۶۳
- اس درج بالا تحقیق سے واضح ہوا کہ اس حدیث کی سند صحیح اور ثابت ہے۔ غالی غیر
مقلد ہر علم والے کے تمام اعتراضات کا جواب دیکھئے صفحات میں تفصیل سے دیا جا چکا ہے۔

تیسری سند

حدثنا بن ابي داود قال ثنا احمد بن يوسف قال ثنا ابو الاحوص عن حصص
عن ابراهيم قال كان عبد الله لا يرفع يديه في سبى من الصلاة الا في
الافتاح (شرح معانی الآثار، حدیث ۲۶)

ترجمہ

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی
اللہ عنہ نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے تھے مگر صرف نماز کے شروع میں۔

سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصرات ملاحظہ کیجئے۔

- 1: ابراہیم بن یونس، ۲۷۰
 - 2: احمد بن یونس، ۲۳۰
 - 3: ابوالاحوص سلام بن مسلم ثقہ تنقن تقریباً ۲۰۰
 - 4: حصین بن عبدالرحمن ثقہ تقریباً ۲۰۰
 - 5: ابراہیم بن یونس ثقہ تقریباً ۲۰۰
 - 6: حضرت عبد اللہ بن مسعود کبار الصحابة من الصحابة تقریباً ۳۶۳
- اس درج بالا تحقیق سے واضح ہوا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

چونکی سند

عبد الرزاق عن ثوري عن حصص عن ابراهيم عن ابن مسعود كان يرفع
يديه في اول سبى ثم لا يرفع بعد (مصنف عبد الرزاق، ۱۷۵۳۳)

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب نماز میں رکعتیں اٹھاتے ہیں تو صرف پہلی
نکیر کے بعد رفع یدین نہ کرتے تھے۔

سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصرات ملاحظہ کیجئے۔

- 1: عبد الرزاق بن حرام ثقہ حافظ تقریباً ۲۰۰
- 2: سلیمان ثوری ثقہ حافظ تقریباً ۲۰۰

3 حسین بن عبد الرحمن ثقہ تقریب الجہد یہ رقم ۸۳۷

4 ابراہیم بن محمد ثقہ تقریب الجہد یہ رقم ۶۷۰

5 حضرت عبد اللہ بن مسعود کبار الصحابہ من اصحابہ تقریب الجہد یہ رقم ۶۶۲

اس درجہ بالا تحقیق سے واضح ہو کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس راویوں کی نوٹیں میں کوئی شک و شبہ نہ نکلا گیا۔ لہذا ملاحظہ میں تحریر کتاب تقریب الجہد کا کر رہا ہے۔

اعتراض خالی غیر مقلد زہری کی اپنی کتاب مقالات ۲۶۲/۳ پر لکھتا ہے
"عہد اراذلہ اور سفیان ثوری دونوں اس ہیں۔"

جواب جناب عرض یہ ہے کہ سفیان ثوری کی تالیف کا مسند اپنی دونوں کتابوں میں تفصیلاً عرض کر دیا ہے۔ وہ غیر مقلد زہری کی ہے تمام اشکالات کا تحقیقی جواب اپنی اسی کتاب میں غایۃ التقدر میں فی مسند اللہ لیس کے عنوان سے تحت اور مندرجہ کی کشف غلطت زہری میں دیا ہے۔

نہ انکی کشف غلطت زہری کی قسط دور ماہانہ میرزا علی حق وہ کیست، میں شائع ہو چکے ہیں۔ مگر اختصار کے ساتھ یہاں عرض کر دوں کہ عہد اراذلہ بن حاتم اور سفیان ثوری کو حافظ بن حجر نے اپنی کتاب التلک علی ابن سعد ص ۲۵۸ پر طبقہ ثانیہ کا نمبر قرار دیا ہے۔ اور طبقہ ثانیہ کے نمبر کی عن واقعہ روایت صحیح ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی نوٹ کریں کہ اس روایت سے اس کا بھروسہ کر کے جاں خلاصی بھی نہیں کی جاسکتی کیونکہ گذشتہ صفحات پر ہم علم الکبیر حدیث نمبر ۴۲۹۹، مصنف بن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۵۸، و شرح معانی الآثار حدیث نمبر ۲۶ کی حدیث میں تفصیل سے بحث کر چکے ہیں اور ان روایات میں سفیان ثوری کی متابعت مسعر بن کدام (ثقہ) سے مصنف بن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۵۸ میں اور ابوالاحوص (ثقہ) نے تقریب

الکبیر طبرانی رقم و حدیث ۹۹۹۹، شرح معانی الآثار رقم حدیث ۱۲۶۱ کی ہے۔ اور عبد الرحمن بن حاتم کی متابعت و تصحیح بن جراح (ثقہ) نے مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۵۸ پر کی ہے اور احمد بن یوسف (ثقہ) نے غیر الکبیر طبرانی رقم و حدیث ۹۲۹۹، و شرح معانی الآثار حدیث نمبر ۲۶ پر کی ہے۔ لہذا اس روایت کے صحیح ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ یہ گہ بات ہے کہ مسلکی حمایت آنے لگے نہ آجائے۔

پانچویں سند

عبد الوہاب عن ابن عیینہ عن حصین عن ابو ہریرہ عن ابن مسعود منہ کن یرفع یدیدہ فی اوب شہنی ثم لا یرفع بعد (مصنف عبد الرزاق ۱/۲۱۷)
ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پھر اس کے بعد رفع یدین نہ کرے۔

اس سند کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصر التوثیق ملاحظہ کیجئے۔

1 عبد الرزاق بن حاتم ثقہ حافظ تقریب الجہد یہ رقم ۴۰۶۳

2 سفیان بن عیینہ ثقہ حافظ تقریب الجہد یہ رقم ۳۲۵

3 حسین بن عبد الرحمن ثقہ تقریب الجہد یہ رقم ۸۳۷

4 ابراہیم بن محمد ثقہ تقریب الجہد یہ رقم ۶۷۰

5 حضرت عبد اللہ بن مسعود کبار الصحابہ من اصحابہ تقریب الجہد یہ رقم ۶۶۲

اس درجہ بالا تحقیق سے واضح ہوا کہ اس کے تمام راوی ثقہ اور عتبت ہیں۔

اعتراض نمای غیر مقلد ریہ نظیر کی ایسی کتاب و مقالات ۱۹۶۲ء پر لکھتا ہے۔

’عہد البرقی اور صحابہ کرام عہدِ پیغمبرؐ کے عہد کے ہیں‘

جواب عرض یہ ہے کہ عبد المکرّم اور سعید بن مسیبہ دونوں کی متابعت مصنفہ ہمارے اہل
شیعہ حدیث نمبر ۲۳۵۸۰ اور ضخیم الکبیر حدیث نمبر ۹۲۹۹ اور شرح معانی الآثار حدیث
نمبر ۲۶ میں درج ہیں (مراجعت شدہ) ، مسعر بن کدہ (نقذہ) اور ابوالاحوص (نقذہ) کے کہ
ہے۔ لہذا انہیں ایسے کاراگ الاہل النہی اور مردود ہے۔

قارئین گرام! اس درجہ بالا تحقیق سے معلوم ہو کہ اگر جیمز غنی رحمہ اللہ کا حضرت عہدِ نذہ
ہیں مسعود بھی نذہ عنہ سے ترکِ رطل یہیں کا نعل کا پانا بالکل صحیح اور ثابت ہے۔ کہ وہ نذہ
برہیم غنی رحمہ اللہ نے حضرت عہدِ نذہ ہیں مسعود بھی نذہ عنہ کا عہدِ حسبِ وِعلمِ ن کے
شاگردوں (ال سور، علقہ، ولید اللہ وغیرہم) سے سیکھا اور چاہا ہے۔ اللہ غای فیہ مقصد
زبیر علیہ السلام کا اس پر تہذیب و عیرہ کے اعتراضات معتبر اور نذہ متابعت کی موجودگی میں
باطل و مردود ہیں۔ میں یہاں پر ایک بات کی مزید وضاحت درود کہ یہ تمام روایات
درجہ بالا (حضرت عہدِ نذہ ہیں مسعود بھی نذہ عنہ کی مرفوع حدیث کے لئے معتبر متابعت
کا مقام کہتی ہیں۔ اللہ حضرت عہدِ نذہ ہیں مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث پر تمام
اعتراضات باطل و مردود ہیں اور درجہ بالا روایات بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ترک رفع یدین

و دیگر مصائب کرام کی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ترک دفع بدین

میرے قاتل تھے۔ میرا میت ملا فقیہ احمد۔

”جیسا کہ میں نے ذکر کیا احمد بن یونس قاضی ثناء ابوبکر بن عیاض عن
حجیس عن مجاہد قال سمیت عیوب ابن عمر رضی اللہ عنہما فلم یکن یرفع
یدہ الا فی التکیبہ الاولی من الصلاۃ“ و شرح معانی الآثار حدیث نمبر ۲۵)

فخریہ

- ۱۔ مصنف اٹکن، لی، حیرت علی، پشاور ۱۹۳۶ء۔
۲۔ معروف اسٹس و آثار رقم ۳۳۰۹۔
۳۔ اداویہ کی مشہور رقم ۳۳۳۷۔

﴿سینہ کی تحقیق﴾

اس مسئلہ کے رادیکس کی توہین ملاحظہ کیجئے۔

ابراهيم بن ابی داؤد البرلسی

تکمیلہ اہل کمال رقم قسر ۸۷۸

حافظ محمد بن عبدالحی بن علیؒ

عليه السلام في سنة الفجر من سنة ١٢٦١

ابن احمد داحسٹکی نے کہا: قیمت

مسیر علاء صمد (الخطابہ) در قم زمستان ۱۳۳۷ ق. ۶۱۴

عبد مہدی صاحب نے کہا الحیا علیہ السلام

سير اعلام النبلاء، عدد القمم، فهرست، ۳۳، ۱۲/۱۲

محدث رہیں جو صبر سے کہیں: **مسئلہ اوصیہ فدیہ**

میرزا علی محمد خان در قلم غنیمت ۶۲۷-۶۲۸

محدث، ابن عربی نے کہا: الوافظ انکسالات الامتيازات

24 امام مسلم نے مقدمہ صحیح مسلم میں روایت کی ہے۔ مقدمہ صحیح مسلم

25 امام احمد بن حنبل سے روایت میں ہیں

26 حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ اور شیخ الاسلام سید علامہ ابن حجر رحمہ اللہ رقم ۳۱-۹۵۱۸

27 حافظ ابن کثیر نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ جو برائگی ۳۲-۱۸۹۶

28 حافظ ابن حجر نے اس کی ایک حدیث کو تصحیح کیا ہے۔ تلمیح بتعقیق ۲۳/۱۲

29 حافظ ابن کثیر نے اس کی متعدد روایات کی تصحیح کی ہے۔ مجمع الزوائد رقم ۵۸۲۰

30 حافظ ابو حیرتی نے اس کی متعدد روایات کی تصحیح کی ہے۔

مصابیح الزوائد رقم الحدیث ۶۳-۳۶۰-۳۶۰-۶۰۳-۶۰۳-۶۰۳

31 حافظ ابن کثیر نے اس کی حدیث کو تصحیح کیا ہے۔ نصب الرایۃ ۳۳۲/۱

32 علامہ سخاوی نے اس کی حدیث کی تصحیح کی طرف مائل ہیں۔ مقاصد الحریۃ ۳۱۱/۱

33 ابن کثیر نے کہا ثقہ صدوق تلمیح الاحوال کی ۳۲۱/۱

34 علامہ سیوطی نے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔ شرح ابی داؤد ۳۰۵/۳

35 حافظ مغنی نے اس کی ایک حدیث کی تصحیح کی ہے۔ شرح ابن ماجہ ۱۵۵۳

36 علامہ نووی نے کہا ھو الامام المجمع علی فضیلہ شرح السنن علی مسلم ۹/۱

37 ابن حجر نے کہا ھو الامام المجمع علی فضیلہ شرح السنن علی مسلم ۹/۱

اس درجہ بالتحقیق سے واضح ہو کہ ابو بکر بن عیاش ثقہ اور صدوق راوی ہے۔ البتہ غیر مقدرین

حضرات کا ان کو ضعیف کہنا بھی غلط ہے۔ اور اہم بات یہ ہے کہ ظاہر غیر مقلدین علیہ السلام سے اسے

پہلے موقف سے رجوع کر کے ابو بکر عیاش کو ثقہ مانا ہے۔ (لورامینین ص ۶۸)

حسین بن عبدالرحمن السلمي

امام حنبل نے کہا: ثقہ ثبت فی حدیث۔ معارف النکات رقم ۳۱۷

امام احمد بن حنبل نے کہا: ثقہ الامام ابو جرح والتعدیل رقم ۸۳۷

امام یحییٰ بن یحییٰ نے کہا: ثقہ الامام ابو جرح والتعدیل رقم ۸۳۷

امام ابو حاتم نے کہا: صدوق الامام ابو جرح والتعدیل رقم ۸۳۷

امام ابو یزید نے کہا: ثقہ الامام ابو جرح والتعدیل رقم ۸۳۷

حافظ ابن شہیر نے کہا: ثقہ تاریخ الامم والنکات رقم ۲۳۷

حافظ ابن حجر نے کہا: ثقہ تقریب التہذیب رقم ۱۳۶۹

حافظ ابن کثیر نے کہا: ثقہ رجال ابن حجر رقم ۲۶۶

حافظ ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔ النکات رقم ۸۰۸

مجاہد بن جبر

امام یحییٰ بن یحییٰ نے کہا: ثقہ الامام ابو جرح والتعدیل رقم ۸۶۹

امام ابو یزید نے کہا: ثقہ الامام ابو جرح والتعدیل رقم ۱۳۶۹

حافظ ابن حجر نے کہا: ثقہ تقریب التہذیب رقم ۲۳۸۱

امام نووی نے کہا: ثقہ التلخیص علی الامم تہذیب الامم رقم ۵۵۳

حافظ ابن حجر نے کہا: ثقہ تہذیب التہذیب رقم ۶۸۰

امام حنبل نے کہا: ثقہ تہذیب التہذیب رقم ۶۸۰

امام ابن نجیم نے انہیں صحیح مسلم کا راوی لکھا ہے۔ رجال مسلم رقم ۱۲۰

حافظ ابن کثیر نے انہیں صحیح بخاری کا راوی لکھا ہے۔ رجال صحیح بخاری رقم ۲۱۸

حافظ ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔ النکات رقم ۵۲۹۳

۱۔ بہت میں بھی تصانیف بلکہ دو مختلف اوقات کا عمل ہے اور امام احمد سے کسی بیادوں پر بھی حرم نہیں کی ہے۔ تو اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ وہو باطل، اسی جرنی دوسری روایت پر ہے جبکہ استدلال اس میں کہ مانتھ نہیں ہے۔ مزید یہ کہ مجاہد اس روایت کو حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرنے میں کیسے ممکن ہیں بلکہ عبدالعزیز بن عکیم اللہ راوی سے مجاہد کی متابعت موطاء، ۱۸ نمبر رقم ۸۸ پر کر رکھی ہے۔ اور اس متابعت کو معیوب کہہ کر رد کر دیا ہوا ہے اور مردود ہے۔

(۱۷) امام طحاوی (رحمہ اللہ) کی تحقیق

امام طحاوی فرماتے ہیں

قال قال تاجر ہذا حدیث منکر فیسلف وہا دلک علی ذلک فی توحید سی دلک سیبہ۔ (شرح معانی الآثار ۱/۳۶۲ رقم ۲۶۵)

مگر کوں شخص کہے کہ یہ حدیث منکر ہے تو سے جواب میں کہ چائے گا اس پر یا دلیل ہے تم کو یعنی غلط ہیں اس تک نہیں پہنچ سکے۔

(۱۸) امام ترکھانی کی تحقیق

”وہذا سند صحیح“ یعنی اس کی سند صحیح ہے۔ (لجواہر النکاح ۱/۴۸۴)

امام ترکھانی کا سدھجی ہے کامطلب واضح ہے کہ انہوں نے اس تمام اعتراض کا رد کر دیا ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر کی اس ترک دفع بدین کے کل پر ہوسکتا ہے۔

(۱۹) امام بدرالدین عینی کی تحقیق

امام بدرالدین عینی سے عمدۃ القاری ۱/۱۹ پر اس روایت کو سادھجی کہہ کر اس پر حرم اعتراضات کا جواب دیا ہے

اعتراض فان غیر مقدور علیہ لو یجہل من ۷۰ پر لکھتا ہے۔

ابوبکر بن عیاش "خرن عمر میں خندہ کا شکار ہو گئے تھے۔ امام بخاری نے تفصیل سے بتایا

ہے کہ قدیرہ نے اپنے میں ابوبکر بن عیاش اس روایت کو عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود مرسل (مقطع) منقوب بیان کرتے تھے اور منقوط ہے۔ امام بخاری کا یہ قول جرح منسہر ہے جو مسئلہ نہیں ہو سکتی۔ اب آپ حصین سے اس روایت کی تخریج کا حلقہ فرمائیں۔ (پھر میر مقدور پر عیسیٰ سے اس کی تخریج جو نام لیا ہے تو اچھٹیں من اے اے پریش کی (یعنی غیر قلندر پر عیسیٰ کی) تو اچھٹیں من اے اے پر لکھتا ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابوبکر بن عیاش سے تخریج عمر میں حافظ خراب ہوئے کے بعد جو روایت بیان کی ہے اس میں اسلوب سے نقد راویوں کی مخالفت کی ہے لہذا اس کی روایت شاہد ہوئی و رشاد مردود کی ایک قسم ہے۔

جواب قارئین کرام یہ بات تو صحیح ہے کہ ابوبکر بن عیاش ثقہ کا تخریج عمر میں حافظ خراب ہو گیا تھا۔ یہ روایت اس کا حافظ خراب ہو جانے کی حدیث کے ہمارے میں محمد بن کرم اصوب بیان کرتے ہیں۔ حافظ بن کثیر لکھتے ہیں۔ "میسے لوگوں سے جس نے اختلاف سے پہلے مناسبتہ اور روایت مقبول ہے اور جس کا بعد میں نا ہے یا شک ہے وہ کہ حدیث سے پیسے یا بعد کی روایت ہے؟" انوال کی روایت مقبول نہیں ہیں۔ (رصد علوم اندر ۱/۶۶)

اب اس روایت کا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ یہ راویوں کا حافظ خراب ہو کر حافظ خراب ہوئے سے پہلے کی روایت بالکل صحیح اور ثقہ ہوتی ہیں۔ یہ اس بات کی تحقیق ضروری ہے۔ یہ معلوم کیا جائے کہ ابوبکر بن عیاش سے حافظ خراب ہوئے سے پہلے کس کس سے ہے۔ میر مقدور پر عیسیٰ بن عمر اچھٹیں من ۹۵ پر لکھتا ہے۔ "مجھ میں جس شخص کا رشتہ رشتہ روئی سے استدلال یا گیا ہے اس کی دلیل ہے اس کے شاگردوں کی روایت اختلاف سے پہلے کی ہیں (لا کہ تفصیل ثابت ہو جائے)۔"

میر مقدور پر عیسیٰ بن عمر ۱/۳۳۵ پر لکھتا ہے۔ "ابن صلاح اشیر روئی سے کہہ یعنی قسطنطین کی صحیح میں بطور حجت روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اختلاف سے پہلے ہی ہیں یہ

رحمہ اللہ سے معرفۃ الخاتمہ رقم مسطور ۴۴ پر لکھا ہے۔ بروہیم بھی رحمت اللہ سے سنا کہ مری ایک جماعت پائی ہے اور بروہیم بھی رحمہ اللہ نے عظمت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت سے بھی مشرف تھے۔ بروہیم بھی رحمہ اللہ بنانا ہی اقل اور مٹنی بھی تھے حسب تم انہیں رفع یدین کی حادیث معصومہ و سوانح پر پے عمل نہ سکتے تھے۔ لہذا غیر مقتدریں غیر مقلد علما۔ سنا تو میں آکر چنانچہ اعمال سیاہ نہ کریں اس روایت کی سند کو خود غاں غیر مقتدر ہیں صیونی نے لورائیں میں ۳۱۴ پر سند صحیح لکھا ہے۔

اعتراض غاں غیر مقتدر ہیں علیہ فی لورائیں میں ۳۴ پر لکھتا ہے۔

”یہ... بھی عدم رفع یدین قبل المکسوع و بعدہ ہم نفس صریح نہیں ہے۔ حتیٰ و برہوں وہ جو بعدی حضرت و تر اور عیدین میں رفع یدین کرتے ہیں جو کہ ان دونوں آثار سے (الطہار) خلاف ہے۔ مگر وہ یہ نہیں کہ و تر اور عیدین کی تخصیص دیگر دلائل سے ثابت ہے تو مؤید ہمارے عرض ہے کہ روع سے پہلے اور بعد و بعد رفع یدین کی تخصیص مستور حادیث سے ثابت ہے۔

جواب غاں غیر مقتدر ہیں علیہ و شاید یہ بھی معصوم نہیں کہ اس روایت اور

حادیث پر جمہور محدثین ۳۴ سے روع سے پہلے اور روع کے بعد رفع یدین کی جماعت ترک پر متکلفا یا ہے۔ لہذا اس دور و عیدین پر قیاس کرنا باطل اور مردود ہے۔ مزید یہ کہ نہ عام ہے جبکہ و تر و عیدین عام ہوں ہیں۔ جبکہ عام کا اطلاقی عام نہیں کیا جاسکتا ہے اور یہ قاعدہ تو آپ کا بنیانی مظلوم نظر قاعدہ ہے۔ اتنی جلدی ہے اصول کو بھٹا بیٹھے ہیں۔ بعد آپ کا اس مدار میں مناظرہ جواب دینا مردود اور راہ نامہ راجحہ رکے کے مترتب ہے۔

اعتراض غاں غیر مقتدر ہیں علیہ فی لورائیں میں ۳۴ پر لکھتا ہے

دوسرے یہ کہ سب ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللہ سے سنا کہ مری ایک جماعت پائی ہے اور بروہیم بھی رحمہ اللہ نے عظمت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت سے بھی مشرف تھے۔ بروہیم بھی رحمہ اللہ بنانا ہی اقل اور مٹنی بھی تھے حسب تم انہیں رفع یدین کی حادیث معصومہ و سوانح پر پے عمل نہ سکتے تھے۔ لہذا غیر مقتدریں غیر مقلد علما۔ سنا تو میں آکر چنانچہ اعمال سیاہ نہ کریں اس روایت کی سند کو خود غاں غیر مقتدر ہیں صیونی نے لورائیں میں ۳۱۴ پر سند صحیح لکھا ہے۔

جواب عرض ہے کہ جی ہاں تو مسلم ہے کہ فقیر تاملی۔ بروہیم بھی رحمہ اللہ سے سنا کہ مری ایک جماعت پائی ہے اور بروہیم بھی رحمہ اللہ نے عظمت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت سے بھی مشرف تھے۔ بروہیم بھی رحمہ اللہ بنانا ہی اقل اور مٹنی بھی تھے حسب تم انہیں رفع یدین کی حادیث معصومہ و سوانح پر پے عمل نہ سکتے تھے۔ لہذا غیر مقتدریں غیر مقلد علما۔ سنا تو میں آکر چنانچہ اعمال سیاہ نہ کریں اس روایت کی سند کو خود غاں غیر مقتدر ہیں صیونی نے لورائیں میں ۳۱۴ پر سند صحیح لکھا ہے۔

حضرت قیس بن ابی حارثہ اور ترک رفع یدین

جلیل القدر تاملی حضرت قیس بن ابی حارثہ بھی ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے

حدثنا يحيى بن سعيد عن اسمعيل قال كان قيس يرفع يديه اور ما يدخل في الصلاة ثم لا يرفعهما (مسند ابی حنیفہ رقم الحدیث ۶۳۶۳)

ترجمہ اسماعیل بن ابی خالد (تاملی) کہتے ہیں کہ قیس بن ابی حارثہ ترک روع ہمارے میں (تکبیر تحریر کے وقت) رفع یدین کرتے تھے پھر نہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اسناد کی تحقیق

ابوبکر بن ابی شیبہ: ۲۲۵ھ	نقد حافظ	تقریباً ۳۵۷ھ
یحییٰ بن سعید القطار: ۹۸ھ	نقد مشک	تقریباً ۷۵۵ھ
اسامیل بن ابی خالد: ۱۳۶ھ	نقد فہم	تقریباً ۳۲۸ھ
قیس بن ابی حازم: ۹۸ھ	نقد (نامی)	تقریباً ۵۵۶ھ

اس درجہ کا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حضرت قیس بن ابی حازم سے جلیل القدر مسکا پر کرم کا زمانہ پایا ہے۔ لہذا ان کا ترکِ وضع یہ دین پر عمل کرنا اہم دلیل ہے۔

اعتراض عان غیر مقلد نور بعینیں ص ۳۱۴ پر لکھتا ہے۔

”اسامیل بن ابی خالد مدلس ہیں (اسماء المدلسین نمبر ۳) انہوں نے اس روایت میں ۳ ع کی تصریح نہیں کی لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔“

جواب غیر مقدر روح طیزی کا اعتراض مختلف وجوہات سے لفظ اور مردود ہے۔

- 1 حافظ بن حجر رحمہ اللہ نے اسامیل بن ابی خالد کو الکلیت علی ابن صلاح ص ۲۵ پر طبقہ ثانیہ میں شمار کر کے اس کی عن و دی روایت کے صحیح ہونے کے قائل ہیں۔
- 2 حافظ عسائی رحمہ اللہ بھی اسامیل بن ابی خالد کو جامع تصحیح ص ۳ پر طبقہ ثانیہ میں شمار کر کے اس کی عن و دی روایت کے صحیح ہونے کے قائل ہیں۔
- 3 امام مدعیان الدین حلی بھی حافظ عسائی سے متفق ہیں۔ التبین: ۱۳۷۱ المدلسین ص ۶۷
- 4 امام ابن العرق بھی حافظ عسائی کے موقف سے متفق ہیں۔ المدلسین ص ۷۸
- 5 عرب محقق عزام رحمہ اللہ مدنی بھی اسکی عن و دی روایت کی صحیح سے قائل ہیں۔ (ائمہ میں فی حدیث ص ۲۵۲)

6 چند محدثین کے نام لے، اسامیل بن ابی خالد کی تدلیس کو صرف امام شعیب رحمہ اللہ کی چند روایات کے ساتھ خاص کیا ہے جبکہ اس روایت میں امام شعیب نہیں بلکہ جلیل القدر تابعی قیس بن ابی حازم ہیں۔

7: اس روایت میں تدلیس کا اعتراض ہی مردود ہے کیونکہ اسامیل بن ابی خالد تو حضرت قیس بن ابی حازم کا عمل و مشاہدہ پیش کر رہے ہیں جبکہ تدلیس کا اطلاق تو روایت مردود کی گزشتہ ساتھ خاص ہوتی ہے۔

B روایت میں یہ شہادہ ہر ثابت ہو چکے تو صیغہ میں سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اس درجہ کا تحقیق سے واضح ہوا کہ جلیل القدر تابعی حضرت قیس بن ابی حازم ترکِ وضع یہ دین پر عمل کرتے تھے اور ان کا یہ عمل جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین کی روایت پرانی ہی ہے۔

دوسری سند

حدیث ابو بکر بن عیاض عن حصیر و سفیرۃ عن ابی ہیم قال لا نرفع بدیعک فی شیء من مصالاة لافی الاقتراح الاوس (مصنف ابن ابی شیبہ رقم ۲۳۷۲)
ترجمہ حضرت ابو بکر بن عیاض عن حصیر و سفیرۃ عن ابی ہیم کہ فرمایا کہ ہم کسی کو بدیع نہ کہنا کہنا صرف لڑکے شروع میں۔

اسناد کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصر توہمات ملاحظہ کیجئے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ: ۲۲۵ھ	نقد حافظ	تقریباً ۳۵۷ھ
ابوبکر بن عیاض	ثقة	تقریباً ۲۹۹ھ

حسین بن عبد الرحمن: ۱۳۶ھ

مزید تصنیفی جواب کے لئے ہی کتاب کا مضمون غایہ اشد جس فی مسئلہ فتویٰ میں کا مطالعہ کر لیں جس میں وہ پیر طبریزی کی مسئلہ تیس پر دیکھ کر دلی اور حیات و شیخ کردی گئی ہے۔ لہذا اس درجہ تحقیق سے واضح ہوا کہ یہ روایت صحیح اور ثابت ہے۔

احادیث شعبی و ابواسحاق اور ترک رفع یدین

جلیل القدر ثقہ تابعین اور تابعین شعبی اور ابواسحاق بھی ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے۔ حدیث صحیحی بن آدم عن حسن بن عیاش عن عبدالمک بن ابیہر عن عبدالمک و روایت شعبی و ہر اہم و اب اسحاق لا یرفعون ایدیہم لا حول بقتلہوں مصلیة (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۷۶۹)

ترجمہ حضرت عبدالمک بن ابیہر فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبی پر اہم لکھی اور ابواسحاق سمعی کو دیکھا ہے یہ لوگ نماز کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اسناد کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصر توثیق ملاحظہ کیجئے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ	ثقہ حافظ	تقریباً ۱۵۰ھ	۳۵۷ھ
یحییٰ بن آدم	ثقہ حافظ	تقریباً ۱۵۰ھ	۲۹۶ھ
حسن بن عیاش	ثقہ	اکاشف رقم ۵۵	
عبدالمک بن ابیہر	ثقہ	تقریباً ۱۵۰ھ	۳۱۸ھ
اسرئیل بن یساق اسلمی	ثقہ	تقریباً ۱۵۰ھ	۲۵۱ھ
شعبی (۱۵۰ھ میں شریح)	ثقہ مشہور ثقہ	تقریباً ۱۵۰ھ	۳۰۹ھ

عبدالمک بن ابیہر ۱۵۰ھ میں اکاشف رقم ۵۵ پر لکھا ہے کہ امام شعبی سے چنانچہ صحیح ہے کہ وہ ہے۔ لہذا ثقہ تابعی امام شعبی کا ترک رفع یدین بہت ہی کم ہے۔ یہ کہہ کر کہ تابعی ۵۰ فصل ہے، اس کو رد کر دینا آسان نہیں ہے۔ چونکہ امام شعبی حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں پیدا ہوئے اور انہوں نے حضرت علیؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سمیت کئی صحابہ سے عاریت سیکھیں اور چنانچہ سوسی کی زیارت کا شرف اور علم حاصل کرنے کا شرف پایا۔

لہذا امام شعبی کا ترک رفع یدین کا حامی ہونا ایک اہم نکتہ ہے کیونکہ انہوں نے چنانچہ سوسی۔ امام شعبی زیارت کی اور یہ بات سمجھنا خود عقل نہیں کہ ان کے اس عمل ترک رفع یدین پر عمل کرنا صرف اور صرف جلیل القدر صحابہ کا ترک رفع یدین پر عمل کرنا اور یہ کہ وہ سے ترک رفع یدین کی احادیث سے پہنچی ہوئی ہے۔

اس درجہ تحقیق سے واضح ہو کہ اس سند کے راوی ثقہ ہیں اور اس کا ترک رفع یدین پر عمل کرنے ایک اہم اور بڑی حجت والی دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھی اور حضرت

عنی المرتضیٰ کے ساتھی بھی ترک رفع یدین پر

عمل کرتے تھے

قارئین کرم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی طرح ان کے اصحاب و ساتھی بھی ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے۔

حدیث و کتب و ابواسامہ عن شعبہ عن ابی اسحاق قال کان اصحاب عبداللہ و اصحاب عسی لا یرفعون ایدیہم لا فی افتتاح مصلیة قال و کعب ثم لا یعرفون (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۷۶۹)

ترجمہ حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت علیؓ سے اصحاب اہل کرم صرف اہل اہل کرم میں سے ہیں کہ تھے حضرت ابید فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد کسی مقام پر فتح یہ ہیں جنہیں کرتے تھے۔

اسناد کی تحقیق

اس اسناد کے تمام راویوں کی مختصر توثیق ملاحظہ کیجئے۔

بوکر بن بائین	تقدیر دلا	تقریباً ۱۰۰ سال بعد
دکین بن ابی مرثد	تقدیر حافظ	تقریباً ۱۰۰ سال بعد
ابو سعید ۲۰۱ھ	تقدیر ثبوت	تقریباً ۱۰۰ سال بعد
شعبہ بن ابی حاج	تقدیر حافظ متفقین	تقریباً ۱۰۰ سال بعد
باب اسحاق	تقدیر	تقریباً ۱۰۰ سال بعد

اس درجہ بالا تحقیق سے واضح ہوا کہ اس روایت کی اسناد بالکل صحیح و درجہ اول ہے۔

اعراض

خان میر تقی میر علیہ الرحمہ نے اس پر ۲۲ اعتراضات لکھے۔

ابو اسحاق محمد عبداللہ اور اصحاب علیؓ میں سے کسی ایک کا نام یہاں نہیں لیا گیا ہے نہ یہ سارے صحابہ ہیں۔ ان سے مراد تقدیر حضرت تھے تو اس کا نام ظاہر کر کے دیا ہے۔

جواب

عرض یہ ہے کہ یہاں اعتراض اور کرنا کم علمی اور جہالت کا منہ بولنا ثبوت ہے کیونکہ اگر اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور اصحاب حضرت علی رضی اللہ عنہ میں کرم صرف وہ تھے تو اسے تو پھر اعتراض بھی کچھ نہیں آتا تھا مگر جب ایسے جلیل القدر کے اصحاب کثیر تعداد میں ہوں تو اس سبب کا نام پتہ نکالنا ہے۔ خود یہ میں بیان کرنا مشکل ہے مگر محدثین کرم سے اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور اصحاب حضرت علی رضی اللہ عنہ و بڑی شرح وسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اصحاب حضرت عبداللہ بن مسعود

جناب ابراہیم بن مسعود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہیں محدثین کرم کی تہ ملاحظہ کیجئے۔

1 تقدیر نامی امام براہیم بن مسعود فرماتے ہیں۔

کس اصحاب عبداللہ انہیں یسویوں و یسوی سنۃ علقمۃ و الاسود و مسروق و عبیدۃ و الحدیث بن قیس و عمرو بن سرحیل۔ (لطیفات الکرم ص ۶۶)
امام براہیم فرماتے ہیں کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو عالم تھے اور لائق دیا کرتے تھے وہ چھ ہیں علقمہ و الاسود و مسروق و عبیدۃ و الحدیث بن قیس اور عمرو بن سرحیل شامل ہیں۔

2 تقدیر نامی امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کس فقہاء بعد اصحاب رسول اللہ ﷺ بالکوفۃ فی اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ و ہذا لاء علقمۃ بن قیس النخعی و عبیدۃ بن قیس مرادی ثم السعسانی و شریح بن حدیث لکندی و مسروق بن الاعدع الیہدانی نوادی تاریخ بغداد (۲۹۹/۱۲)

امام شعبی فرماتے ہیں کہ کوفہ میں اصحاب بنی کرم کے بعد فقہ اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ تمام علقمہ بن قیس و عبیدۃ بن قیس شریح بن حدیث مسروق بن الاعدع الیہدانی و نوادی کے اسناد ذیل بنی ہر مکتبی فرماتے ہیں۔

3 اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں یسوی یسوی سنۃ علقمۃ و الاسود و مسروق و عبیدۃ و عمرو بن سرحیل و حدیث بن قیس الیہدانی۔ (طلح ص ۶۶)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور اصحاب حضرت علی مرتضیٰ جلیل القدر عالمی تھے اور اس کا رفع یہ کہ جس نے اس وقت غلامی شہوت سے نہ کر اسوں سے اس روئے فقہ اور طہل والقد صحاہ کرام و کرام میں رہیں یہ کہ اسے نہیں دیکھا اور اس سے جو بھی ترک رفع یہ کہ عمل کیا۔

جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیرؓ اور ترک رفع بدین

دیکھو یہ کہ مراد جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیرؓ بھی ترک رفع بدین پر عمل کرتے تھے۔

فی کتاب الصلاة لابی نعیم لفصل ثمانی عشرین صلیح عن وفاء وکان سعید بن جبیر لا یرفع بدیه فی الموضع (شرح ابن مبرا ۱/۱۷۷)

ترجمہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو رفع بدین نہیں کرتے تھے۔

اسناد کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصر التوشیح ملاحظہ کیجئے۔

ابو نعیم الفضل بن وکیع ۲۱۹ھ	ثقة ثبت	تقریب الجہد رب رقم ۵۳۰۱
ابن بن صالح ۶۹ھ	ثقة فیه عابد	تقریب الجہد رب رقم ۱۲۵۰
ولاء بن ایاس	ثقة	الطبقات الکبریٰ ۳۵۳/۶
عبد بن جبیر ۹۵ھ	ثقة ثبت فیه	تقریب الجہد رب رقم ۲۲۷۸

اس درجہ تحقیق سے واضح ہوا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

جلیل القدر ثقہ تابعی حضرت عباد بن عبداللہ بن

زہیرؓ اور ترک رفع بدین

خواجه البیہقی فی الخلافات یقول أخبرنا ابو عبد اللہ بحافظ عن ابی العباس محمد بن یعقوب عن محمد بن اسحاق عن یحییٰ بن ریح عن حفص بن غیاث عن محمد بن ابی یحییٰ عن عباد بن زہیر قال رسول اللہ ﷺ کان لا ینصح لفلاہ رفع بدیه فی اول الصلاة ثم یمر بالعمامة فی شیء حتی یبلغ (مصباح الربیع ۱/۴۰۳)

ترجمہ حضرت عباد بن زہیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کہ شروع فرماتے تھے تو ہندو نماز میں رفع بدین کرتے تھے پھر نماز میں کھین بھی رفع بدین نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ نماز سے فارغ ہوجاتے۔

اسناد کی تحقیق

اس سند کے راویوں کی مختصر التوشیح ملاحظہ کیجئے۔

ہامہ بن ابی صاحب ثقیل	حافظ علامہ	سیر اعلام النبلاء ۶۵/۱۸۷ رقم ۸۶
ابو عبد اللہ الدلائی	علامہ ایضاً	سیر اعلام النبلاء ۶۶/۱۶۷ رقم ۳۶۷
محمد بن یحییٰ بن یحییٰ	ثقة	التقید فی الصحیحین ۲۳/۱۸
محمد بن اسحاق الصقلی	ثقة ثبت	تقریب الجہد رب رقم ۵۳۰۱

اعتراض

ماں میر مقدمہ ربیہ علیہ ۱۳۱۳ ہجری ۲۹۶ پر لکھتا ہے کہ اس کی سند کے ایک راوی محمد بن اسحاق کا نہیں مغلط ہے یہ وصاحت کی جانے کہ یہ کون تشریف ہے؟

جواب

عرض یہ ہے کہ وہ اسناد صحیحہ کی کہ وہ فاجور مغلطہ فرمایا کریں تاکہ وہی کے نہیں میں آسانی ہو۔ جناب اس روایت میں محمد بن اسحاق سے مراد محمد بن اسحاق معانی ہے اور

جو کہ محمد بن یعقوب القاسم کے استاد ہیں۔ بعد ازاں اسے اس مضمون اور مردود ہیں۔

ابن ابی ریحان البیرونی	ثقة	تقریب الجہد باب رقم ۲۳۱
جعفی بن حیات	ثقة لقیہ	تقریب الجہد باب رقم ۱۳۳۰
محمد بن ابی یحییٰ اسمعٰیل	ثقة	الکاشف رقم ۵۳۱۹
عہاد بن عبد اللہ بن الزبیر	ثقة	تقریب الجہد باب رقم ۳۱۳۵

اس درجہ کا تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اس سند کے تمام روای ثقہ ہیں۔

اعتراض۔ میر مقلد زبیر علیہ کی لکھتا ہے۔

”احمد بن حیات حدیث ہے بلکہ اس کے ساتھ نہ تصریح ثابت ہے۔“ (مورخین ص ۲۹۶)

اس کتاب میں یہ ہے کہ مروی ہوتا ہے اس کا اثر موارثہ کے ساتھ اور فقہاء کہیں۔ حافظ
ریحان القاسم نے اس میں ۸۰ اور اشکات علی بن صدق ح ۳۵۶ پر اس کو طبقہ اولیٰ
کا درجہ قرار دے کر اس کی عس وای روایت بغیر کاغذ تصدیق کو صحیح کہا ہے۔ مزید یہ کہ عرب
عام مسلم بن عمر اللہ تعالیٰ سے نہ لیں فی حدیث ص ۹۵ پر اس کو طبقہ اولیٰ کا درجہ دیا کر
اس کی عس وای روایت کی صحت کا قائل ہے۔ البتہ اس حدیث کی عس وای روایت پر جرح
کرنا باطل اور مردود ہے۔

میر مقلد زبیر علیہ کی کتاب میں یہ شکالات کا تفصیلی دور تحقیقی جائزہ کے لئے اس کتاب کا
مضمون غایۃ القصد میں فی مسئلۃ القصد میں کامیاب فرمائیں۔

غالی غیر مقلد زبیر علیہ کی ہر عترت میں کا جو تحقیقی طور پر دیا گیا ہے۔ لہذا غیر مقلد
زبیر علیہ کی کتاب میں کا اثر باطل اور مردود ہے۔

اعتراض۔ خان میر مقلد زبیر علیہ کی لکھتا ہے۔ ”روایت مستطیع ہے۔“ یہی مرسل

روایت کو جمہور ال تحقیق نے رو کر دیا ہے۔ (مورخین ص ۲۹۶-۲۹۷)

جواب۔

عرض یہ ہے کہ اس روایت پر مرسل کا خطاب مانع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ مرسل
و حافظہ حلی مرسل جہاد منسوب۔ دو کا کوئی نقد تاملی علیہ۔ اس اثر پر جو حلیل القدر سخاوی حضرت
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیچے ہیں انہوں نے دوسرا کریم علیہ السلام کا ایک نسخہ کیا ہے۔ اس
نے اس روایت میں یہ نہیں کہا کہ میں نے دیکھا ہے یا سنا ہے۔ حضرت عہاد بن زبیر رضی اللہ عنہ
صرف انہوں سے ہیں کہ ان کو یہ کتاب ملے۔ اس میں یہ روایت نہیں کرتے تھے۔ یہ روایت نقل
و تصحیح ہے کہ انہوں نے ہی کہ یہ کتاب کا ترک نہ ہو۔ یہ روایت ہے کہ حلیل القدر سخاوی حضرت
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یا دوسرے حلیل القدر سخاوی سے سنا ہوگا۔ اور یہ بات بھی سن
نہیں دے کہ جو کام میں۔ رشید ہو تو اس کے لئے بعض روایت کرتے ہوئے اپنے شیخ
کا نام جو کہ بیٹے یونکہ اس کی وجہ سے کہ یہ کام پورا ہو اور عام روایت ہے کہ اس کا نام یحییٰ
ہوتا ہے۔ اور اس سے حضرت عہاد بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کتاب کا روایت یہی ہے۔ اور یہ لا
ہوگا کہ نام اور کہ نام مشہور ہوگا کہ انہوں نے اس کتاب کی حلیہ کا ترجمہ کیا۔ اور یہ لا
ہوگا کہ حضرت عہاد بن زبیر رضی اللہ عنہ سے دور میں بھی یہ کتاب روایت یہی ہے۔ اور یہ لا
ہوگا کہ اور حلیہ طور پر اس کے والد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت یہی کرتے
ہوگا کہ اور یہ بات تو واضح ہے کہ ان کے پاس یہ کتاب کہ روایت یہی ہے۔ اور یہ لا
کریم علیہ السلام کی حدیث روایت پر ہوتا ہے۔

پہلا اس روایت اور مرسل بہ ضعیف کہنا باطل اور مردود ہے۔ مزید یہ کہ اس سے یہ بات تو واضح ہو گئی
کہ حلیل القدر نقد تاملی حضرت عہاد بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت یہی کرتے تھے
فار میں۔ اس میں اس روایت بال تحقیق سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت کی سند مرسل یہی ہے
اسی حلیہ اور جو حلیل القدر تاملی حضرت عہاد بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت یہی کرتے تھے۔

قرون اولیٰ کے ثقہ فقہاء اور ترک رفع یدین

قرون اولیٰ کے ثقہ فقہاء کرام بھی ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے۔ اور اس دور کے فقہاء کا عمل کرنا ایک بڑی اہم دلیل ہے۔

حدیسی ابن ابی داؤد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابو بکر بن عیاض قال ما رأیت فقهياً قط یقلدہ ، یرفع یدہ فی غیر التکبیرۃ الاولیٰ۔ (شرح معانی الآثار ۵/۶۶)

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن عیاض فرماتے ہیں کہ میں نے ہرگز کسی فقیہ کو بھی اپنی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

دستند کی تحقیق

اس دستند کے راویوں کی توثیق ملاحظہ کیجئے۔

ابراہیم بن ابی راؤد	الحافظ المستنیر	سیر اعلام النبلاء ۱۲/۱۱۲ رقم: ۲۳۷۰
احمد بن عبد اللہ بن یونس	ثقہ حافظ	تقریب الجلیل ۶۳
ابو بکر بن عیاض	ثقہ حافظ	تقریب الجلیل ۵۸۵

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ اس دستند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

قارئین کرام! یہ بات واضح رہے کہ ترک رفع یدین کی تمام احادیث سے جمہور محدثین کرام اور فقہاء نے فتنازع رفع یدین یعنی رکوع میں جاستے اور رکوع سے آتے ہوئے پر استدلال کیا ہے اور اگر کوئی چالاکی دکھلا کر یہ کہے کہ پھر حنفی حضرات نماز عیدین اور وتر میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں تو عرض یہ ہے کہ احناف دلائل کا اعتبار کرتے ہیں جس مقام پر رفع یدین کرنے کی مسافعت ہے وہاں رفع یدین نہیں کرتے اور جہاں رفع یدین کرنے کی خاص احادیث موجود ہیں یعنی وتر اور عیدین کے موقع پر تو ان مقامات پر قائل ہیں۔ مگر غیر مقلد زہد علیہ السلام کا بحث کو الجھانا فضول ہے کیونکہ خاص عام پر مقدم ہوتا ہے یا خاص کو تخصیص

حاصل ہوتی ہے کیونکہ نماز عام ہے اور عیدین اور وتر کی نماز خاص ہے اسلئے اس کو استثناء حاصل ہے۔ لہذا ایسے بے پردہ یا اعتراضات کے ذریعے جان کی خلاصی ممکن نہیں۔

جلیل القدر محدث سفیان بن عیینہ کا ترک رفع یدین

قارئین کرام! حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے اثبات رفع یدین کی احادیث کے مرکزی راوی جلیل القدر محدث سفیان بن عیینہ بھی کبھی رفع یدین کرتے اور کبھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔

"قال ابی... وکان ابن عیینہ یسما رفع یدہ و یسما لم یرفع"۔ (العلل ومعونہ اربع جلد رقم: ۵۱۳۱-۲۵۶۳)

امام احمد بن حنبلؒ نے کہا۔ اور سفیان بن عیینہ بھی کبھی رفع یدین کرتے اور کبھی رفع یدین نہ کرتے تھے۔

اس قول سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو یہ راہ لے رہے ہیں کہ رفع یدین کے بغیر نماز ناقص و خالف سنت ہوتی ہے۔

جلیل القدر محدث سفیان ثوری کا ترک رفع یدین

جلیل القدر محدث سفیان ثوری بھی ترک رفع یدین پر عمل جبراً تھے۔

۱۔ امام مروزی لکھتے ہیں۔ "قال سفیان: لا یرفع یدیک الا فی اول تکبیرۃ و ان فعلت ذلک فقد فعل" (اختلاف العلماء ص ۴۸) یعنی سفیان ثوری نے کہا کہ ہاتھوں کو نہ اٹھا ہو مگر پہلی تکبیر کے وقت۔۔۔

۲۔ ابو بکر قتال لکھتے ہیں۔ "والنورۃ لا یرفع الید بہ الا فی تکبیرۃ الافتتاح" (حلیۃ العلماء ص ۹۶۳) اور سفیان ثوری رفع یدین نہ کرتے تھے مگر ابتدائی تکبیر کے وقت۔ (یعنی باقی نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔)

معلوم ہوا کہ محدثین کے امام سفیان ثوری بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور فتویٰ با وقسم

کے سوا دی اور چاہی قسم کے مناظرین کو اس طرح سمجھ کے دفعِ یدین نہ کرنے والوں کے متعلق رائے دینی چاہیے۔ اور اگر شہید ہا لہم کے لوگ یہ کہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے مقابلے میں کسی کی رائے حجت نہیں۔ تو جواب عرض یہ ہے کہ ایسے باتوں سے لوگوں کو درغلا تا چھوڑ دیں۔ یہ بات تو مسلمہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے مقابلے میں کسی کی رائے حجت نہیں مگر یہ بات بھی یاد رہے کہ جلیل القدر محدثین نے اپنی ساری عمر احادیث کو جمع کرنے اور اس پر عمل کرنے میں صرف کر دی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے جلیل القدر محدثین کرام ترکِ دفعِ یدین پر عمل کر کے ناقص لہذا پڑ جائیں۔ لہذا کم از کم ترکِ دفعِ یدین کرنے والوں کی مثالوں کو خلاف سنت نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ ترکِ دفعِ یدین احادیث نبوی ﷺ سے صحابہ کرام، تابعین، تبع التابین وغیرہ کرام اور محدثین کے عمل کے مطابق ہے۔

میری اس تحقیق سے اتفاق یا اختلاف پڑھنے والے کا بنیادی حق ہے مگر میری یہ درخواست ہے کہ میری تحقیق کا غیر جانبدارانہ ماحول میں مطالعہ کیا جائے اور اگر کسی بات یا تحقیق سے اختلاف ہو تو دلائل کی روشنی میں آگاہ کریں اور اگر اتفاق ہو تو اس پر عمل کیا جائے۔ ہر مثبت تنقید کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ مزید یہ کہ میری خطا یا غلطی کو جھوٹ نہ سمجھئے گا کیونکہ قصداً کوئی بھی ایسا عمل نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میری اس تحقیق کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

ارشادِ العسیٰ الی اسلام آباء المتنبی
مع
القول الجلی فی نجات عم المتنبی ابی العسی

ایمان والدین مصطفیٰ نجات ابوطالب

نبی کریم ﷺ کے آباء و اہل بیت رضی اللہ عنہم ابوطالب رضی اللہ عنہ
کے ایمان کے موضوع پر تحقیقی و عقلی و کلامی و تاریخی و فلسفی
حوالہ امام اہلسنت حضرت قاضی محمد بن خورشید رضی اللہ عنہ

محرم علامہ سید عظیم حسین شاہ گیلانی ہزاروی

زاوہ پبلشرز

B-C (گاہدین لکھ) ۵۹ دہرہ مارکیٹ، لاہور

فون: 042-7240557

ساکس: 0300-4505466, 0300-0467047

Email: zauepublishers@yahoo.com

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ
بیشک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے
(آل عمران: ۳، آیت: ۵۹)

آداب عقائد و عبادت

(قرآن و سنت کی روشنی میں)

مؤلف

میرزا ریاض احمد

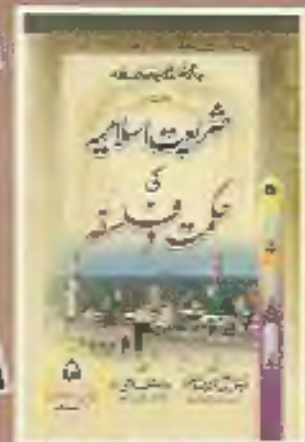
زاویہ پبلشرز

B-0 (گولڈین لڈگ) ۲۵ دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 042-7248857

سائل: 0300-4305488 - 0300-9447047

Email: zaviapublishers@yahoo.com



زاویہ پبلشرز

دریان مارکیٹ، لاہور

Urban 042-3724897 Fax 042-3713264
Mobile: 3400-6487047 - 3521-6487047 - 3709-6487047

Email : zuviapublishers@yahoo.com

